# زینۃ المصحف



تالیف

استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم مدظلہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

قرائت اکیڈمی
لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

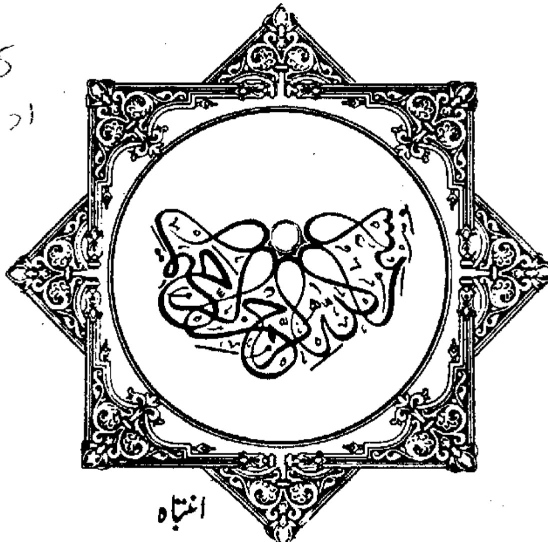
ورتل القرآن ترتیلا

# زینۃ المصحف

تالیف

الشیخ المقری محمد ادریس العاصم
فاضل مدینہ یونیورسٹی

قراءت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423
0300 - 4785910





نام کتاب ———— زینۃ المصحف

مولف ———— قاری محمد ادریس العاصم

ناشر و طابع ———— قرآءت اکیڈمی لاہور

کمپوزنگ ———— یونیک گرافکس

———— پہلی منزل الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

# انتساب

اس کتاب کا انتساب میں اپنے تین مربی و محسن اساتذہ کرام شیخ الحدیث و التفسیر استاذ العلماء والمحدثین حضرت مولانا ابو البرکات احمد رحمہ اللہ تعالیٰ' استاذ القراء و المجودین حضرت مولانا قاری و المقری الشیخ اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور صاحب الفضیلۃ الاستاذ الکبیر الشیخ المقری عبد الفتاح العجمی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائیہ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

زیر نظر کتاب "زینتہ المصحف" کا دوسرا ایڈیشن اضافہ کے ساتھ حاضر ہے۔ طلبہ کی سہولت و آسانی کے لئے علمی معلومات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جناب محترم بھائی عزیر احمد صاحب اور جناب محترم قاری نجم الصبیح صاحب فاضل قراءات العشر کا اور قاری محمد طارق بالا کوٹی کا جنھوں نے راقم کا مسودہ صاف کرنے اور پروف ریڈنگ کرنے میں تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور یہ کتاب راقم کے لئے اور اساتذہ اور والدین و جملہ معاونین مرحومین و موجودین کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

آخر میں علامہ شاطبیؒ کے ایک شعر پر بات ختم کرتا ہوں۔

وان کان فرق فادرکہ بفضلۃ

من الحلم و لیصلح من جاد مقولا

اگر اس نظم میں کوئی عیب ہے تو تُو اس کی باوقار قابلیت کے ساتھ تلافی کر اور اصلاح وہی شخص کرے جو زبان کے لحاظ سے عمدہ ہو

واللہ ولی التوفیق

محمد ادریس العاصم
خادم القرآن الکریم

۱۶۔ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۹۷ء

# قرآن کی تعریف

قرآن وہ کلام معجز ہے جسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بواسطہ حضرت جبرائیل نازل کیا گیا جسے مصاحف میں لکھا جاتا ہے جو آپ سے بتواتر منقول ہے اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

## قرآن کریم کے بعض دوسرے نام

قرآن کریم کے بہت سے نام ہیں یہاں اختصار کی بنا پر بعض نام تحریر کیے جاتے ہیں مثلاً الکتاب' الفرقان' کلام اللہ' ھدیٰ' القرآن' موعظہ' ذکر' حکیم' حبل' احسن الحدیث' تذکرۃ' شفاء لما فی الصدور' حکمۃ وغیرہ۔

## جمع و تدوین کا بیان

قرآن کریم کی جمع تدوین کے عمل کو چار مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

## پہلا دور: دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جمع و تدوین کا پہلا دور' دور نبوی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپؐ اسی وقت موجود کسی کاتب کو وہ وحی لکھوا دیتے اور ساتھ فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں فلاں آیت کے درمیان لکھ لو۔ کاتب اس آیت کو کسی پتھر' پتے' ہڈی یا چمڑے پر لکھ لیا کرتے۔ اور جب بھی بسم اللہ نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ جاتے کہ نئی سورت کے نزول کی ابتدا ہوئی ہے چنانچہ اس کے مطابق ہی کاتب کو لکھنے کی ہدایت

فرماتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کاتبین وحی کی تعداد مورخین کے بیان کے مطابق تقریباً بیالیس تک جا پہنچتی ہے ان میں سے مشہور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ وغیرہم ہیں۔

قرآن کریم کا جو حصہ بھی لکھا جاتا اس کو ایک الگ جگہ محفوظ کر لیا جاتا اس وقت قرآن کریم ایک جلد میں محفوظ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کسی وقت بھی وحی نازل ہو سکتی تھی۔ بہرحال یہ ضرور ہے کہ پورا قرآن آپ کی زندگی میں لکھا ہوا تھا۔ مگر تھا متفرق وغیر مرتب۔

## دوسرا دور: دور صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تدوین کا دوسرا دور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کا دور ہے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے میں مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اس کے خلاف ہونے والی جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تھے چونکہ اس زمانہ میں زیادہ تر حفظ پر دار و مدار تھا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اس خطرے کو بھانپ لیا اور محسوس کیا کہ اگر آئندہ جنگوں میں بھی حفاظ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن پاک کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس خدشے کا اظہار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا پہلے تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہیں کیا اس کو میں کس طرح کروں۔ لیکن حضرت عمرؓ کے بار بار اصرار پر یہ بات آپ کے دل میں بھی آ گئی۔

اللہ تعالیٰ نے انشراح صدر کر دیا چنانچہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کو جو وحی اور غیر وحی کے کاتب تھے انہیں اس کام پر مامور کیا اور ان کی مدد کے لیے اور بھی حفاظ ان کے ساتھ شامل کر دیئے حضرت زید بن ثابتؓ نے مختصر سے عرصہ میں قرآن کریم کو جلد میں جمع کر دیا۔

## تیسرا دور: دور عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمع و تدوین کا تیسرا دور خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کا دور ہے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آرمینیا کے محاذ پر صحابی رسول حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے عجمیوں کے درمیان قراءت کا اختلاف دیکھا حتی کہ ایک دوسرے کی قراءت کا انکار کرتے ہوئے پایا حضرت حذیفہ بن یمانؓ اس اندیشہ کے پیش نظر کہ لوگ ابھی سے قراءت متواترہ کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ یہ زمانہ افضل ہے اگر اسی طرح اختلاف ہوتا رہا تو لوگ بالکل ہی قراءت کا انکار نہ کر بیٹھیں اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے جب اس سال حج کا مہینہ آیا تو انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اس خدشہ کا اظہار امیرالمومنین خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ سے کیا۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو لغت قریش پر دوبارہ لکھوانے کے لیے کمیٹی بنائی۔ جس کے رئیس ایک مرتبہ پھر حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔ چنانچہ

اس کمیٹی نے قرآن کو لغت قریش پر لکھا اور چند مصاحف تیار کیے جن کا ایک ایک نسخہ مكة المكرمه' المدينة المنوره' کوفہ' بصرہ' شام' بحرین اور یمن میں روانہ کئے گئے اور ہر ایک مصحف کے ساتھ ایک استاد بھی بھیجا تاکہ قرآن کریم کی قرآءت کے بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے چونکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ان کے حکم سے یہ مصحف لکھوائے گئے اس لیے انہیں مصحف عثمانی یا رسم عثمانی کہا جاتا ہے ایک مصحف حضرت عثمانؓ نے اپنے لیے خاص کیا تھا۔ جس میں وہ تلاوت کرتے تھے۔ اس کو مصحف امام[1] کہا جاتا تھا۔ یہ وہی مصحف تھا جسے حضرت عثمانؓ اپنی شہادت کے وقت تلاوت کر رہے تھے۔

## چوتھا دور: دور مابعد

یہ دور نقاط اور اعراب کا دور ہے۔

مصاحف عثمانیہ نقاط و شکل اور اعراب سے خالی تھے۔ چونکہ خطہ عرب اور اس کے آس پاس کے لوگوں کی مادری زبان عربی تھی لہذا انہیں عربی لکھنے پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ ہی کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حالانکہ اس زمانے میں نحو کے قواعد بھی وضع نہیں کیے گئے تھے۔ نحو کے قواعد سب سے پہلے ابو الاسود الدؤلی التابعی البصری (جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' کے شاگرد ہیں) نے وضع کیے تھے۔ اور ابو الاسود الدؤلی نے ہی مصاحف میں لال نقطے لگائے جو اعراب کا کام دیتے تھے۔ پھر خلیل بن احمد

---

[1] مصحف امام کی فوٹو سٹیٹ لاہور کے عجائب گھر میں دیکھی گئی ہے۔

نحوی الفراہیدی نے مصاحف میں شد و مد و ہمزہ اور علامت وصل اور علامت سکون کو قائم کیا۔ اور نقاط کے عوض اعراب کو لگایا اسی طرح لوگ تقریباً چالیس سال پڑھتے رہے عبدالملک بن مروان کی حکومت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر جب عرب و عجم کا اختلاط ہوا تو عجمی حضرات نے پڑھنے میں زیادہ غلطیاں کیں تب حجاج بن یوسف امیر عراق کے حکم سے [1] نصر بن عاصم اللیثی اور یحییٰ بن یعمر عداونی نے حروف پر نقطے لگائے اور پورے قرآن کو نقطوں سے منقط کر دیا اور یہ سلسلہ تمام لوگوں میں آج تک اسی طرح چلا آ رہا ہے۔

## قرآن کریم کی سات منزلیں

پہلی منزل: سورۃ الفاتحہ سے سورۃ النسآء کے آخر تک

دوسری منزل: سورۃ المآئدہ سے سورۃ برآءۃ کے آخر تک

تیسری منزل: سورۃ یونس سے سورۃ النحل کے آخر تک

چوتھی منزل: سورۃ الاسرآء سے سورۃ الفرقان کے آخر تک

پانچویں منزل: سورۃ الشعرآء سے سورۃ یٰسین کے آخر تک

چھٹی منزل: سورۃ الصآفّٰت سے سورۃ الحجرات کے آخر تک

ساتویں منزل: سورۃ قٓ سے سورۃ الناس کے آخر تک

---

[1] یہ دونوں حضرات ابو الاسود الدؤلی کے شاگرد ہیں۔

# مکی و مدنی اصطلاحات

## مکی آیات

یہ حصہ ان آیات پر مبنی ہے جو ہجرت نبوی سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں خواہ نزول کے وقت آپ کا قیام کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو یہ آیات چھوٹی چھوٹی ہیں۔ ان میں زیادہ تر عقائد' ایمان اور اخلاق پر زور دیا گیا ہے اس میں یَا اَیُّھَا النَّاسُ کا لفظ استعمال کر کے نوع انسانی کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان میں جنت دوزخ قیامت کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے۔

## مدنی آیات

یہ حصہ ان آیات پر مشتمل ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں خواہ آپ کا قیام مدینہ طیبہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہی کیوں نہ ہو۔ یہ آیات طویل ہیں۔ ان میں زیادہ تر اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ان میں عقائد و اخلاق کی نسبت احکام اور اعمال پر زور دیا گیا ہے۔

نوٹ: حفاظ اور قراء قرآن کریم میں سورتوں کے ہمراہ مکی اور مدنی لکھا ہوا تو پاتے ہیں اور بعض ہر سورت کے ساتھ یہ بھی یاد کرتے ہیں کہ کون سی سورت مکی ہے اور کون سی مدنی ہے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مکی سورت کس کو کہتے ہیں اور مدنی کسے۔

کتاب میں درج اصطلاحات کو اچھی طرح یاد کرنے اور سمجھ لینے سے انشاء اللہ ان اصطلاحات کا مفہوم بہت عمدہ طریقہ پر واضح ہو جائے گا۔

# سوالات

(۱): قرآن کی تعریف کریں؟

(۲): قرآن کے بعض نام ذکر کریں؟

(۳): تین کاتبین وحی کے نام بیان کریں؟

(۴): نبیؐ کے زمانہ میں قرآن کن کن اشیاء پر لکھا جاتا تھا؟

(۵): دوسرے دور میں کس کے مشورہ پر قرآن مجید کو جمع کیا گیا تھا؟

(۶): چوتھے دور کو مختصر طور پر بیان کریں۔ کن کن حضرات نے کیا کیا' کیا ہے؟

(۷): مکی اور مدنی کن آیات کو کہا جاتا ہے؟

(۸): قرآن کی سات منزلیں بیان کریں۔

(۹): جمع قرآن کے کتنے ادوار ہیں؟ جمع صدیقی اور جمع عثمانی کے اسباب بیان کریں اور ان کا آپس میں فرق بیان کریں۔

(۱۰): جمع عثمانی میں مصاحف کی تعداد اور ان ممالک کے نام بیان کریں جن کی طرف یہ مصاحف روانہ کئے گئے۔

(۱۱): قرآن مجید کو اعراب اور نقطے کس دور میں لگائے گئے اور وجہ مع توضیح بیان کریں۔

# اہمیت تجوید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مقدس اور محترم کتاب ہے۔ جو جن وانس کی ہدایت و راہنمائی کے لیے نازل کی گئی ہے۔ اس کا پڑھنا باعث اجر و ثواب ہے اور اس پر عمل کرنا تقرب الی اللہ اور نجات اخروی کا ذریعہ ہے۔ یہ قرآن باعث اجر و ثواب اسی وقت ہو گا جب کہ اس کی تلاوت اسی طرح کی جائے جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے اور یہ حق صرف اور صرف علم تجوید ہی سے حاصل ہو گا۔ علم تجوید کا ثبوت قرآن کریم' احادیث نبوی۔ اجماع امت' قیاس اور اقوال ائمہ سے ملتا ہے۔

## قرآن کریم سے علم تجوید کا ثبوت

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ
إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (پارہ ۱۲ سورہ یوسف آیت ۲ رکوع ۱۱)

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

دوسری جگہ عربی کی نوعیت بتائی ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو کس قسم کی عربی میں اتارا ہے فرمایا قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِى عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (پارہ ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۲۸ رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور قرآن عربی ہے جس میں کوئی عیب (اور اختلاف) نہیں تاکہ وہ ڈر مانیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم فصیح ترین عربی میں نازل کیا گیا ہے لہذا تم اس کو عربی ہی میں پڑھو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عربی ہی میں

پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں رسول اللہ کا فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبْ (رواہ مالک فی موطا و النسائی)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب کے لب و لہجہ میں پڑھو۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو عرب کے لب و لہجہ میں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ قرآن عربی میں نازل کیا گیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ قرآن کریم کو عرب کے لب و لہجہ میں پڑھنے کے بارے میں محقق علامہ جزری یہ فرماتے ہیں۔

اِذْ وَاجِبٌ عَلَیْهِمْ مُحَتَّمٌ ۔ قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلاً اَنْ یَّعْلَمُوْا

ترجمہ: اس لیے ضروری ہے ان (قرآن پڑھنے والوں) پر قطعاً" کہ (قرآن) شروع کرنے سے پہلے ابتداء میں جان لیں۔

مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ ۔ لِیَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ

ترجمہ: حرفوں کے مخارج اور صفات کو تاکہ ادا کریں (قرآنی حرفوں کو) فصیح ترین زبان (یعنی عربی) میں، حروف فصیح ترین اس وقت ہوں گے جب انہیں مخارج اور صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جائے۔ اگر مخارج اور صفات کا لحاظ نہ کیا گیا تو حروف فصیح ادا نہ ہوں گے۔

قرآن کریم کو صحیح پڑھنا ضروری ہے اور صحت کا معیار مخارج اور صفات ہیں اگر حروف کو مخارج اور صفات کے ساتھ ادا نہ کیا گیا تو پھر کلام مثل بہائم کے ہو جائے گا۔ بہائم کے نہ مخارج اور نہ صفات، مزید تاکید کے لیے اور بات

کو سمجھنے کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ ○ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْآنَہٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

ترجمہ: اے محمدؐ وحی کے پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو تیز تیز حرکت نہ دیا کریں کہ اس کو جلد یاد کر لیں۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم وحی پڑھیں (تو آپ اس کو سنا کریں اور) پھر اسی طرح آپؐ پڑھیں۔ پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ (پارہ ۲۹ سورۃ القیمۃ آیت ۱۴ تا ۱۹ رکوع ۱۷)

اس آیت میں اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ آپ تیز نہ پڑھیں کیونکہ جب تیز پڑھیں گے تو تلاوت میں غلطیاں ہوں گی ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جائے گا جیسے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ جس کے معنی ہیں کہہ تو اللہ ایک ہے اگر کُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھا جائے تو پھر معنی ہوں گے کھا تو اللہ ایک ہے۔ معاذ اللہ۔ معنی بدل گیا اور مراد الٰہی کے خلاف ہو گیا اسی طرح جلدی پڑھنے سے حرف میں کمی زیادتی ہو سکتی ہے' جس سے معنی میں خرابی لازم آئے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اسے کس طرح پڑھا جائے؟ اس کے متعلق رب العالمین نے فرمایا وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا ترجمہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (پارہ ۲۹ سورۃ المزمل آیت ۴ رکوع ۱۳)

کیوں وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا ○ اس واسطے ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔ (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۲ رکوع ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ جب قرآن کریم ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے گا۔ تو مذکورہ بالا غلطیاں نہ ہوں گی اور معنی مراد الٰہی کے خلاف نہ ہوں گے۔

## لفظ "ترتیل" کی لغوی تحقیق

ترتیل رتل سے ہے۔ جس کے معنی کشف و کشادگی کے ہیں چنانچہ کشادہ دانتوں والے کو عربی میں ثغر' رتل کہتے ہیں۔ اس لیے مفسرین حضرات نے ترتیل کے معنی لکھے ہیں کہ "قرآن کریم کو ایسے اطمینان و تحقیق کے ساتھ پڑھا جائے کہ نہایت عمدہ ادا پر مشتمل ہو۔"

## ترتیل کی اصطلاحی تحقیق

ترتیل کے معنی علامہ جزری نے "النشر" میں اور علامہ قسطلانی شارح بخاری نے "لطائف الاشارات لفنون القراءات" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَتِ الْوُقُوْفِ یعنی حروف کو ان کے مخارج سے جملہ صفات سے ادا کرنا اور وقفوں کی پہچان حاصل کرنا اس قول کے مطابق حضرت علیؓ کے نزدیک ترتیل کے دو جزو ہیں۔ تجوید الحروف اور معرفت الوقوف' تجوید الحروف کے دو جزو ہیں مخارج الحروف اور صفات الحروف یہ علم تجوید کے دو اہم رکن ہیں۔ اور انہی پر حرف کی صحت کا دار و مدار ہے۔ مخارج اور صفات میں ہی غلطی ہونے سے تلاوت میں لحن واقع ہوتا ہے۔ اور لحن سے بچاؤ کا ذریعہ علم تجوید ہے جو علم الصرف کا ایک حصہ ہے۔ علم صرف کی تمام امہات الکتب کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا

کہ ان میں صفات اور مخارج کی بحث موجود ہے۔ نہ جانے بعض علماء علم تجوید کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اور بعض تو نادانی کی وجہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ علم تجوید کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت موجود ہی نہیں؟ سبحان اللہ! یہ کیسا سوال ہے۔ اگر ہم ان علماء سے یہ سوال کریں کہ یہ علم النحو، علم الصرف، اصول التفسیر، اصول الحدیث، ادب، منطق، فلسفہ اور علم معانی، علم بدیع وغیرہ جو آپ پڑھاتے ہیں، اس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ اس کا ثبوت ملتا ہے؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کو یہ علم پڑھاتے تھے؟ اس وقت جو علماء کا جواب ہو گا وہی ہمارا جواب ہے۔ الترتیل کے معنی بعض مفسرین نے یہ بیان کیے ہیں۔ اِیْ جَوِّدْہُ تَجْوِیْدًا مفسرین کے اس قول سے علم تجوید ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مفسرین نے علم تجوید کو مانا ہے۔ اور اس کو قبول کیا ہے۔

قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنے کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ پڑھو تم قرآن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآءت کے مثل یعنی ترتیل سے پڑھو۔ میں اگر ایک سورت ترتیل کے ساتھ پڑھوں تو یہ زیادہ پسندیدہ ہے مجھ کو اس سے کہ میں سارا قرآن کریم بغیر ترتیل کے پڑھوں۔ (فصل الخطاب فی فضل الکتاب)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ قرآن کو ترتیل کے ساتھ ہی پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔

نیز دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ (ترجمہ) وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس

کتاب کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے اور ایمان لانے کا حق بھی یہی لوگ ادا کرتے ہیں۔ (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۲۱ رکوع ۱۴)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت کا کوئی حق ہے۔ اور اگر تلاوت کا حق ادا نہ ہوا تو ایمان کا حق بھی ادا نہ ہو گا۔ اب ایمان کا حق ادا کرنے کے لیے تلاوت کا حق ادا کرنا ہو گا۔ تلاوت کا حق کہاں سے اور کس طرح ادا ہو گا اس سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ یہ حق علم تجوید سے حاصل ہو گا۔ کیونکہ یہ علم النحو' علم الحدیث اور علم التفسیر کا موضوع نہیں کہ حروف کا حق کس طرح ادا کرنا ہے یہ صرف اور صرف علم تجوید کا ہی کام ہے۔

## حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی تحقیق

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اپنی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ لغت میں ترتیل وضاحت سے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اور شرح میں قرآن شریف کی قراءت میں چند چیزیں ضروری ہیں تاکہ کمال ترتیل ہو۔

اول ۔ ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکال کر صحیح طور پر ادا کرنا تاکہ بجائے ض کے ظ اور بجائے طا کے ت نہ پڑھی جائے۔

دوسری ۔ اوقاف کی خوب اچھی طرح سے رعایت کرنا تاکہ کلام کا وصل (جوڑ) اور فصل (توڑ) بے محل نہ ہو جائے اور کلام الٰہی کی صورت نہ بدل جائے۔

تیسری۔ حرکات کو یعنی فتحہ (زبر) ضمہ (پیش) اور کسرہ (زیر) کو واضح کر کے پڑھنا تاکہ یہ حرکات ایک دوسرے سے مشتبہ نہ ہو جائیں۔

چوتھی۔ آواز کو کسی قدر بلند کرنا تاکہ قرآن کے الفاظ زبان سے کانوں پر پڑیں اور وہاں سے دل تک پہنچیں تاکہ ذوق و شوق اور خوف و امید کی کیفیتیں دل میں پیدا ہوں۔

پانچویں۔ خوش الحانی یعنی آواز کو خوبصورت اور درد مند کرنا تاکہ تاثیر جو مطلوب ہے جلد حاصل ہو جائے۔

چھٹی۔ شد اور مد کی رعایت رکھنی چاہیے کیونکہ شد اور مد کی رعایت سے کلام کی عظمت و جلالت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بات تاثیر میں امداو و اعانت کرتی ہے۔

ساتویں۔ اگر قرآن میں خوف کا مضمون ہو تو اس جگہ ٹھہر جائیں۔ اور (عذاب سے) اللہ کی پناہ طلب کریں۔ اور رغبت و طلب کا مضمون ہو تو وہاں بھی ٹھہر جائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے حصول کی دعا کریں۔

یہ ساتوں چیزیں صرف ایک ہی چیز کے لیے ہیں کہ وہی ایک چیز اصل مقصود ہے یعنی فہم و تدبر کہ اس کے بغیر ان سات چیزوں سے نہ تو (قاری کو) اپنے آپ کو اور نہ سامع (سننے والے) کو اس کا حصول ہو سکتا ہے۔

## حدیث شریف سے علم التجوید کا ثبوت

حدیث شریف میں آیا ہے عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَاَ الْقُرْاٰنَ کَمَا اُنْزِلَ (رواہ ابن

خذیمہ)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابتؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بے شک رب العالمین اس بات کو پسند فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے علامہ سیوطی نے علامہ دانی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جودوا القرآن یعنی قرآن کو تجوید سے پڑھو دوسری روایت علامہ سیوطی نے اس طرح بیان کی ہے۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّقْرَاَ الْقُرْآنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَاْہُ عَلٰی قِرَآءَۃِ اِبْنِ اُمِّ عَبْدٍ

ترجمہ: جو شخص قرآن کو اس خوبی کے ساتھ پڑھنا چاہے کہ جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ابن ام عبد کی قراءت پڑھے۔ ابن ام عبد سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مراد ہیں جن کو تجوید و قرآءت سے بحروافی ملا تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِھَا۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو عرب کے لب و لہجہ اور ان کی آوازوں میں پڑھو۔ اس حدیث میں عربوں کے لب و لہجہ اور ان کی آوازوں میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ عرب وہ تھے جنھوں نے براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کی اور نبی علیہ السلام نے ان کو اسی طرح پڑھایا۔ جس طرح انہوں نے جبرائیل امین سے حاصل کیا اور انہوں نے لوح محفوظ سے اور لوح

محفوظ نے رب العالمین سے لیا۔

عَنْ عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عَمْرَو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَاْء وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَاٰھَا (رواہ ابو داؤد و الترمذی و قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ رسول اللہؐ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ قرآن کے حافظ اور ماہر کو کہا جائے گا کہ اب پڑھ اور اوپر چڑھ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں اطمینان اور سکون سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا تو اب تیرا اس جگہ مقام ہے کہ جہاں پہنچ کر تو آخری آیت پڑھے گا۔

اس حدیث میں بھی ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اگر دنیا میں قرآن پڑھے گا تو ترتیل سے ہی پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ آیت میں مذکور ہے اور اگر آخرت میں بھی قرآن پڑھا جائے گا تو صرف ترتیل ہی سے پڑھا جائے گا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اس سے بھی تجوید کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

اور اسی طرح حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ یعنی قرآن کریم کو خوب کھول کر اور صاف صاف پڑھو۔ (مشکوۃ)

اور اس سے بھی قرآن کو ترتیل سے پڑھنا ثابت ہوا۔ بعض علماء نے اپنی تصانیف میں "اعراب" کے معنی کئے ہیں قرآن شریف کو باحرکات اور با

اعراب لکھنا اور یہ بات واضح رہے کہ عہد نبویؐ میں قرآن کو باحرکات اور باعراب لکھنا مرسوم نہ تھا سب سے پہلے قرآن کریم پر اعراب حجاج بن یوسف کے وقت میں لگائے گئے اور "اَعْرِبُوا" سے نحوی اعراب یا قرآن کو حرکات یا اعراب مراد لینا غلط ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اصطلاحات نہیں تھیں۔ "اَعْرِبُوا" سے مراد تبیین اور ترتیل ہے اسی طرح "وحید اللغات" میں روایت اَعْرِبُوا اَحَادِيْثَنَا فَاِنَّا قَوْمٌ فُصَحَاءُ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ہماری حدیثیں کھول کھول کر بیان کرو۔ ہم فصیح اور زبان دان لوگ ہیں اس روایت میں اعراب کے معنی نہ حرکات لگانا ہو سکتے اور نہ نحوی اعراب ہو سکتا ہیں۔ اور زیر بحث حدیث اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ کا ترجمہ یوں کیا ہے قرآن کے مطالب کو کھول کر بیان کرو یہ معنی ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ کھول کر پڑھنا تلفظ کے متعلق ہے اور مطالب بیان کرنا معانی کے متعلق ہے دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ ان میں منافات نہیں ہے۔

(تلخیص حلاوۃ الایمان)

(حضرت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ)

## حضرت امام شافعیؒ کا قول

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں ترتیل کا کم تر درجہ یہ ہے کہ صاف صاف اور کھول کھول کر پڑھے اور جلدی نہ کرے۔

(سنن کبری للبیہقی جلد دوم صفحہ نمبر ۵۲ باب کیف قراۃ المصلی)

# ائمہ فن سے علم التجوید کا ثبوت

علامہ جزری فرماتے ہیں۔

وَالْاَ خْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ
مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اٰثِمٌ

ترجمہ : اور حاصل کرنا تجوید کا واجب ہے ضروری ہے۔ جو تجوید کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے

لِاَ نَّہٗ بِہٖ الْاِلٰہُ اَنْزَلَا
وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَ صَلَا

ترجمہ : کیوں کہ وہ قرآن اس تجوید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور اسی طرح (یعنی تجوید کے ساتھ) اس (اللہ تعالیٰ سے) ہم تک پہنچا ہے۔

وَھُوَ اَیْضًا حِلْیَۃُ التِّلَاوَۃِ
وَزِیْنَۃُ الْاَدَآءِ وَالْقِرَآءۃِ

ترجمہ : اور وہ (علم تجوید) تلاوت کا زیور بھی ہے اور فن ادا اور علم قرآءت کے لیے زینت ہے۔

وَھُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّھَا
مِنْ صِفَۃٍ لَّھَا وَ مُسْتَحَقَّھَا

ترجمہ : اور وہ (تجوید) دیتا ہے حرفوں کو حق ان کا۔ یعنی صفت لازمہ ان کی اور مقتضی ان کا (نوٹ) مستحق سے مراد صفات عارضہ ہیں۔

ان اشعار میں علامہ جزریؒ یہ فرما رہے ہیں کہ قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھا جائے اور جو تجوید سے نہیں پڑھے گا وہ گناہ گار ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے اس قرآن کو تجوید کے ساتھ ہی نازل کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا○ اور ہم اس کو اسی واسطے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔ اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ اور حدیث جو پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات، احادیث، اور اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن کو قواعد و تجوید سے پڑھنا چاہیے۔ اور غلط پڑھنے والا گناہ گار ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن و حدیث کی مخالفت کی ہے۔

## علم تجوید کا اجماع امت سے ثبوت

نزول قرآن کے زمانہ سے لے کر آج تک قرآن صحیح پڑھنے پر پوری امت کا اجماع ہے اور کسی مسلک کے عالم نے قرآن غلط پڑھنے کا فتویٰ نہیں دیا اور صحیح پڑھنے کا معیار علم تجوید ہے۔ علامہ جزری فرماتے ہیں۔

ع مَنْ یُّحْسِنِ التَّجْوِیْدَ یَظْفَرْ بِالرَّشَدْ

ترجمہ: جو اچھی طرح تجوید میں ماہر ہو جاتا ہے۔ وہ کامیاب ہوتا ہے ہدایت پانے میں۔

## علم تجوید کا قیاس سے ثبوت

علم تجوید کا قیاس سے بھی ثبوت ملتا ہے وہ اس طرح کہ انسانی طبیعت کا تقاضا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو مکان عمدہ ہو۔ غذا صاف ستھری اور بہترین ہو لہٰذا لازمی امر ہے کہ قرآن کی تلاوت جو روحانی غذا ہے۔ بطریق اولیٰ عمدہ اور

صاف ستھری ہونی چاہیے۔ جس کا معیار علم تجوید ہی ہے۔

نیز اس بات کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل کیا ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں نیز یاد رہے کہ قواعد تجوید کی مخالفت سے بعض اوقات عربی حرف عجمی حرف میں تبدیل ہو جاتا ہے جیسے دال تبدیل ہو کر ڈال یا حرکات مجہول یا ناقص ادا ہو جاتی ہیں اس وجہ سے قواعد تجوید کی رعایت لازمی امر ہے۔

تجوید کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن کریم کے علاوہ اور کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ مثلاً تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر' انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ ان کے علاوہ دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر' دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر اور تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر' یہ تمام کتب اور مصاحف اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو الواح کی شکل میں دیئے تھے۔ یعنی یکبارگی تمام کتب اور صحیفے نازل فرما دیے مگر قرآن کے نزول کے موقع پر اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ تھوڑا تھوڑا ضرورت کے مطابق نازل کیا ہے اس لئے کہ تلاوت کا اہتمام صحیح طریقہ سے ہو سکے اور جب پہلی وحی نازل کی اس میں "اِقْرَأْ" کا لفظ استعمال کیا۔ جبکہ اِسْمَعْ بھی کہہ سکتے تھے۔ اور اِعْلَمْ بھی کہہ سکتے تھے اور "اِفْہَمْ" بھی کہہ سکتے تھے۔ لیکن اقراء کہا جس کے معنی پڑھنے کے ہیں اور یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ اس کتاب کی تلاوت اہم ہے قرآن حکیم نبی علیہ السلام نے جبرائیل امین کی تلقی سے حاصل کیا۔ اور جبرائیل امین نے

قرآن حکیم لوح محفوظ سے حاصل کیا۔ (استاد کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرنے کو تلقی کہتے ہیں۔) اگر اللہ کریم چاہتے تو امت کو لاتعداد قرآن دے سکتے تھے۔ لیکن اس میں تلاوت کا مسئلہ اہم تھا۔ اس لیے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَقُرْآنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (پارہ ۱۵ سورۃ الاسراء آیت ۱۰۶ رکوع ۱۲)

ترجمہ : اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے اتارا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔

تاکہ ہر سیکھنے والا اس کی صحت کا خیال کر کے پڑھے۔ اسی عظیم مقصد کے پیش نظر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے براہ راست دور کیا کرتے تھے۔ تاکہ تلاوت کی صحت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ رہ جائے۔ اور جس سال آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے اسے عرضۂ اخیرہ کہا جاتا ہے۔ اس سال نبی علیہ السلام نے حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ رمضان میں دو مرتبہ دور کیا۔ یعنی دو مرتبہ قرآن کریم حضرت جبرائیلؑ کو سنایا اور دو مرتبہ سنا۔ یہ سننا اور سنانا علم تجوید کے عین مطابق تھا۔ اور اسی کے مطابق انہوں نے صحابہ کرامؓ کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ اس طرح آپؐ نے بڑے بڑے متقن مجودین تیار کیے۔ جن سے آپؐ نے قرآن کریم پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ عہد رسالت میں قرآن کریم کی صحیح تلاوت کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور وہ اہتمام صرف علم تجوید کے مطابق قرآن کریم پڑھنا اور پڑھانا تھا۔

اس کی دلیل یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُذُوا

الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ (رواہ البخاری)

آپؐ نے فرمایا چار صحابہؓ سے قرآن پڑھا کرو وہ یہ ہیں (۱) عبداللہ بن مسعودؓ (۲) سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ (۳) معاذ بن جبلؓ (۴) ابی ابن کعبؓ۔

ان کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر جماعت تھی۔ جو قرآن کے حافظ اور قاری تھے ان میں سے مشہور کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

ابی بن کعبؓ' عبد اللہ بن مسعودؓ' زید بن ثابتؓ' ابو موسیٰ اشعریؓ' عثمان بن عفانؓ' علی بن ابی طالبؓ' ابودرداؓ' معاذ بن جبلؓ' سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ' حضرت عمر فاروقؓ' طلحہؓ' سعد بن ابی وقاصؓ' حذیفہ بن الیمانؓ' ابوہریرہؓ' عبادہ بن الصامتؓ' مجمع بن حارثہؓ' فضالہ بن عبیدؓ' عمرو بن عاص' سعدؓ بن عبادہ' عبداللہ بن عباسؓ' ابو ایوب انصاریؓ' عبد بن ذوالحارینؓ ابو زیدؓ' مسلمہ بن مخلد بن الصامتؓ' سعد بن عبید بن نعمان انصاریؓ' عبداللہ بن السائبؓ' سلیمان بن ابی حشمۃؓ' تمیم داریؓ وغیرہ

## سلف میں علم تجوید پڑھانے کا اہتمام

جیسا آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابہؓ سے قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت کو یہ چار صحابہ کرامؓ علم تجوید کے ساتھ قرآن پڑھاتے۔ ان کے بعد تابعین کی جماعت نے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھانے کا اہتمام کیا۔ جن میں سے ابو عبدالرحمٰن سلمی تابعی کا واقعہ پڑھنے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ کس طرح اس زمانے میں تجوید و قراءت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی تابعیؒ جو امام عاصمؒ کے استاد بھی ہیں نے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ' خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ سن کر فرمایا تھا کہ اس حدیث نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا ہے۔ وہ جامع مسجد کوفہ میں لوگوں کو قرآن سکھاتے تھے۔ حالانکہ بڑے عالم تھے۔ اور لوگوں کو ان کے علم کی حاجت تھی۔ چالیس سال قرآن کریم کی تعلیم دی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی انہی سے قرآن پڑھا تھا۔ سلف کسی شے کو قراءت قرآن کے برابر نہ جانتے تھے۔

جو لوگ قرآن کریم کو اس کی صحت لفظی کا خیال نہ رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کا صحیح حق ادا نہیں کرتے وہ حضرت انس بن مالکؓ کے اس قول کے مصداق ہیں جو امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں نقل کیا ہے۔ رُبَّ قَارِیٍٔ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُہٗ یعنی بہت سے قرآن کریم پڑھنے والے ایسا قرآن پڑھتے ہیں کہ قرآن ان کے غلط پڑھنے کی وجہ سے ان پر لعنت کرتا ہے اس لعنت سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ قرآن کریم کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے اور یہ حق صرف اور صرف علم تجوید سے حاصل ہوتا ہے۔

نیز قرآن کریم کو غلط پڑھنے والے' ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے والے اور کلمات کو گھٹانے بڑھانے والے تھوڑا سا تفکر اور غور کریں کہ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مصداق تو نہیں ہو رہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○ (پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۵۹

رکوع ٦)

ترجمہ: تو جو ظالم تھے انہوں نے اس لفظ کو جس کا ان کو حکم دیا تھا۔ بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا۔ پس ہم نے (ان) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانیاں کیے جاتے تھے۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تھا کہ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ کہ تم دروازے میں سجدے کی حالت میں داخل ہو اور حِطَّةٌ کہو مگر انہوں نے حِطَّةٌ کو بدل کر حِنْطَةٌ کہا حِطَّةٌ کا معنی ہے معاف کردے ہمیں اور حِنْطَةٌ کا معنی گندم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قول کو بدل دیا۔ قرآن کے اس بیان کردہ واقعہ کو پڑھنے کے بعد جب ہم اپنے یہاں بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں جو قرآن غلط پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول میں اس طرح تبدیلی کرتے ہیں جیسے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ کو کَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو کُلْ هُوَ اللّٰهُ احد پڑھتے ہیں قال رسول اللہؐ کا معنی ہے فرمایا رسول اللہؐ نے جب کہ کَالَ رسول اللہؐ پڑھنے کا مطلب ہے کہ ماپا رسول اللہؐ نے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا معنی ہے کہو اللہ ایک ہے جب کہ کُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا معنی ہے کھا اللہ ایک ہے ظاہر ہے کہ جب انسان اس طرح پڑھے گا تو معنی مراد الٰہی کے خلاف ہو جائیں گے جب معنی مراد الٰہی کے خلاف ہو جائیں گے تو بجائے ثواب کے اللہ تعالیٰ کے عتاب کا مستحق ہو گا۔ لہٰذا تلاوت اسی طرح کرنی چاہیے کہ جس طرح حضور نبی کریمؐ نے اپنے صحابہؓ کو سکھائی ہے۔ اور آپ کی قرآءت کی کیفیت اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ (رواه البخاری)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ سے سوال کیا گیا کہ آنحضرتؐ کی قرآءت کیسی ہوتی تھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ آپؐ کھینچ کھینچ کر پڑھا کرتے تھے پھر آپ نے بِسْمِ اللّٰہ کو پڑھ کا بتلایا کہ آپ بِسْمِ اللّٰہ کو مد یعنی لمبا کر کے پڑھتے تھے۔ پھر الرَّحْمٰن کو پھر الرَّحِیْم کو اسی طرح کھینچ کر پڑھتے تھے' صحابہ کرام اپنے تلامذہ کو اس طرح پڑھاتے تھے۔

موسیٰ ابن یزید الکندی نے کہا کہ ابن مسعودؓ ایک آدمی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ اس آدمی نے پڑھا اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ یعنی لِلْفُقَرَآءِ پر مد نہیں کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا نبی کریمؐ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس شخص نے پوچھا آپ کو نبی کریمؐ نے کیسے پڑھایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْن پڑھا اور لِلْفُقَرَآءِ پر مد کیا۔ اس حدیث کو علامہ سیوطی نے "الدر المنثور" میں نقل کیا ہے اور علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ سعید بن منصور نے اور الطبرانی نے اور ابن مردویہ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ان احادیث سے آپ نے نبی کریمؐ کی قرآءت کو بھی ملاحظہ فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی قرآءت کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ وہ کس طرح پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن کو اسی طرح پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح نبی کریمؐ نے صحابہؓ کو پڑھایا صحابہؓ نے تابعین کو اور تابعین نے تبع تابعین کو پڑھایا اور اسی طرح ہم تک پہنچا ہے۔

# احادیث نبویہ

## فضائل قرآن

### افضل ترین لوگ

(۱) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔ (بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔)

(۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ لَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ (رواہ الترمذی والدارمی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن مجید میں سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی دس گنا ملے گی میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے' بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے' یعنی جس نے الٓمّٓ پڑھا اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن مجید میں سے ایک حرف بھی پڑھا اس کو ایک نیکی دس گنا ملے گی۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے' لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ بس جس نے صرف الٓمٓ پڑھا اس کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اللہ اکبر کیا خوب درجات ہیں۔ جس نے پورا قرآن پڑھا اور پورے قرآن میں تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر (۳'۲۲'۶۷۰) حروف ہیں تو پورا قرآن پڑھنے کا ثواب بتیس لاکھ چھبیس ہزار سات سو (۳۲'۲۶'۷۰۰) نیکیاں ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ قرآن کی وجہ سے اتنے درجات دیں گے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَ تَعٰلٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَ فَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (رواہ الترمذی)

ترجمہ : ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جس شخص کو قرآن شریف کی تلاوت نے میری یاد اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دیا۔ اس قرآن پڑھنے والے کو میں دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ دیتا ہوں۔ اور اللہ کے کلام کی تمام کلاموں پر برتری ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر حاصل ہے۔

## قرآن دلوں کا زنگ اتارتا ہے

(۴) وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ

هٰذِهِ الْقُلُوْبُ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَآءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جَلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ پوچھا گیا حضرت اس کو صاف کرنے کی کیا ترکیب ہے فرمایا کثرت سے موت کو یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

## قرآن مجید حفظ کرنا

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سینے میں قرآن کریم کی کوئی بھی سورت موجود نہیں وہ اجڑے ہوئے ویران گھر کی مانند ہے۔

## حافظ قرآن کی فضیلت

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَاُهَا۔ (رواہ احمد و الترمذی وابوداؤد و نسائی)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والے اور اس کی تلاوت کا معمول بنانے والے مسلمان سے قیامت کے دن کہا جائے گا پڑھ اور درجات میں بڑھتا جا۔ اور ترتیل کے ساتھ پڑھتا جا۔ جیسا کہ تو دنیا میں قرآن کو ترتیل سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا آج ہر آیت کے ختم پر تمہارے لیے ترقی کی ایک منزل ہے۔

## حافظ قرآن کی سفارش

(۷) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ (رواہ احمد و ترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے قرآن پڑھا پس دل کے ساتھ اس کے حلال اور حرام اور اس کے اوامر و نواہی کا لحاظ رکھا۔ اور زندگی بھر ایسا ہی مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کے خاندان کے دس آدمیوں کے بارے میں جو قطعی جہنمی ہو چکے ہیں ان کے بارہ میں اس کی سفارش قبول ہو گی اور ان کو جنت میں داخل کرائے گا۔

## حافظ قرآن کے والدین کی شان

(۸) عَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنَ مِنْ

ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا (رواہ احمد و ابوداؤد)

حضرت معاذ جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا یعنی حفظ کیا اور اس پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا روشن تاج پہنایا جائے گا جو سورج سے زیادہ روشن اور چمک دار ہو گا اگر وہ تمھارے دنیا والے گھر میں داخل ہو جائے تو اس سے بھی زیادہ روشن اور چمکیلا ہو گا۔ (سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ فضیلت والدین کی ہے تو حافظ قرآن کی کیا فضیلت ہو گی اور اس کا کیا ثواب ہو گا۔)

## حفاظ کے لیے نصیحت

(۹) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ هُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تلاوت کے ساتھ قرآن مجید کی محافظت کیا کرو۔ (یعنی بار بار تلاوت کر کے یاد رکھا کرو) کیوں کہ قسم ہے اللہ رب العزت کی قرآن بھول جانے میں مثل اس طرح سے ہے جیسے رسی میں جکڑے ہوئے اونٹ کی ہوتی ہے۔ کہ ذرا سی ڈھیلی ہوئی تو وہ بھاگ گیا۔ اسی طرح جہاں بے پروائی سے کام لیا گیا اور تلاوت سے غفلت کی گئی تو وہ دماغ سے اترا اس لیے قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنی چاہیے۔

## قرآن پر عمل کرنا

(۱۰) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (یعنی قرآن مجید) پر عمل کرنے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے بہت سی قوموں کو سربلندی اور کامیابی عطا کرے گا اور بہت سی قومیں اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ذلت اور خواری میں مبتلا کر دی جائیں گی۔

## آپؐ کی قراءت کی کیفیت

(۱۱) عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ کَیْفَ کَانَتْ قِرَآئَۃُ النَّبِیِّ فَقَالَ کَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَاَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَمُدُّ بِسْمِ اللّٰہِ وَیَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَیَمُدُّ بِالرَّحِیْمِ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ سے سوال کیا گیا کہ حضورؐ کی قرآءت کیسی ہوتی تھی آپ نے فرمایا آپؐ کھینچ کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ نے بسم اللہ کو پڑھ کر بتلایا کہ آپؐ بسم اللہ کو مد یعنی لمبا کر کے پڑھتے تھے۔ الرحمٰن کو اور پھر الرحیم کو اسی طرح یعنی مد کر کے پڑھتے۔



## اپنی آوازوں سے قرآن کو مزین کرو

(۱۲) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ حَسِّنُوْا

اَلْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا (رواه الدارمی)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن مجید کو اچھی طرح پڑھو اپنی آوازوں کے ساتھ اس لیے کہ اچھی آواز قرآن میں خوبی پیدا کرتی ہے اور زیادتی کا سبب بنتی ہے۔

(۱۳) عَنْ اَبِیْ ہُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ کسی آواز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنا کہ اس نبی کی آواز کو جو خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھتا ہو۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ ہُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ حُسْنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں سنتا جیسا کہ نبی کی آواز کو سنتا ہے جب زور دار اور عمدہ آواز کے ساتھ قرآن پڑھے۔

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ ہُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ (رواہ بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

## تجوید

تجوید کا لغوی معنی عمدہ کرنا' اچھا کرنا۔

## تجوید کی تعریف

مجودین کی اصطلاح میں ہر حرف کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے بغیر تکلف کے ادا کرنا۔

## تعریف کا جاننا کیوں ضروری ہے

ہر علم شروع کرنے سے پہلے اس کی تعریف کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر علم کی تعریف معلوم نہ ہوگی تو بحث فی المجہول لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے۔

## تجوید کا موضوع

تجوید کا موضوع حروف تہجی ہیں۔

## موضوع کی تعریف

جس شے کے حالات ذاتیہ سے کسی فن میں بحث کی جائے اس شے کو اس فن کا موضوع کہتے ہیں۔

## موضوع کا جاننا کیوں ضروری ہے

موضوع کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے جاننے سے علم ممتاز ہو

جاتا ہے اور موضوع پر ہی کسی علم کے اشرف یا ادنیٰ ہونے کا دار و مدار ہوتا ہے۔

## تجوید کی غرض و غایت

تجوید کی غرض و غایت تصحیح حروف ہے۔

## غرض کی تعریف

کسی کام کو کرنے کے بعد جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے اس کو غرض کہتے ہیں۔

## غرض و غایت کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

غرض و غایت کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر کسی علم کی غرض و غایت معلوم نہ ہو تو تین عبثوں میں سے کوئی ایک عبث لازم آتا ہے۔
(۱) عبث نفسی (۲) عبث عقلی (۳) عبث عرفی۔

## (۱) عبث نفسی

وہ ہوتا ہے جس میں کسی لحاظ سے کوئی فائدہ نہ ہو جیسے کسی انسان نے جانا پشاور ہو مگر وہ کراچی جانے والی گاڑی پر سوار ہو جائے۔

## (۲) عبث عقلی

وہ ہوتا ہے جس میں عقلی طور پر کوئی فائدہ نہ ہو جیسے انسان گھر سے قرآن و حدیث پڑھنے جائے وہاں جا کر طب یا ڈاکٹری وغیرہ سیکھ لے۔

## (۴) عبث عرفی

وہ ہوتا ہے جس میں عرف عام کے لحاظ سے کوئی فائدہ نہ ہو جیسے کوئی عالم فاضل بازار کی صفائی کرے۔

## تجوید کا فائدہ

حصول رضائے الٰہی ہے

## حکم

اس علم کا حاصل کرنا فرض کفایتہ ہے اور اس پر عمل کرنا فرض عین ہے۔

جیسا کہ علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

اَلْعِلْمُ بِهٖ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَالْعَمَلُ بِهٖ فَرْضُ عَيْنٍ

## تجوید کا مرتبہ

اس علم کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ علم اشرف ترین علوم میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق قرآن مجید سے ہے۔

# قرآن کریم پڑھنے کے طریقے

قرآن کریم پڑھنے کے تین طریقے ہیں:

## (۱) ترتیل

یعنی قرآن کریم کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ مخارج اور صفات کا

لحاظ رکھ کر پڑھنا جسے اساتذہ مشق کہتے ہیں اور یہ عام طور پر محافل و جلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔

(۲) حدر

یعنی قرآن کریم کو تیز پڑھنا قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے جیسے نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے

(۳) تدویر

قرآن کریم کو درمیانی کیفیت سے پڑھنا' نہ زیادہ جلدی نہ زیادہ ٹھہر ٹھہر کر یہ حدر و ترتیل کے درمیان ہے جیسے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

نوٹ : تجوید کی تعریف میں یہ جو کہا گیا ہے کہ حروف کو بغیر تکلف کے ادا کرنا اس کی وجہ یہ ہے کہ تجوید میں تکلفات کو کوئی دخل نہیں تکلفات سے مراد یہ ہے کہ وہ حروف جن کا تعلق خیشوم کے ساتھ نہیں ان کی آواز خیشوم میں لے جانا زائد از ضرورت ہونٹوں کا حرکت کرنا یا منہ ٹیڑھا ہونا یا چہرہ سے گرانی یا پریشانی کا ظاہر ہونا جلد جلد پلکوں کا بند ہونا یا ناک کا پھولنا یا پیشانی پر شکن پڑنا وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ ان سب تکلفات اور تصنع سے اجتناب کرتے ہوئے مکمل طور پر لطافت کے ساتھ حروف کی ادائیگی ہونا ضروری ہے محقق ابن جزری نے "مقدمہ" میں اس کی جانب ایسے اشارہ فرمایا ہے

مُکَمِّلاً مِّنْ غَيْرِ مَاتَكَلُّفِ
بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

اس حال میں کہ (وہ قاری) کامل ادا کرنے والا ہو بغیر کسی تکلف کے ادا میں عمدگی کے ساتھ بغیر بے راہ ہونے کے یعنی بغیر کمی اور زیادتی کے۔

## سوالات

۱۔ تجوید کی تعریف کریں لغوی معنی بھی بیان کریں۔

۲۔ تجوید کا موضوع اور غرض بیان کریں۔

۳۔ موضوع کی تعریف مع اس کی توجیہ بیان کریں۔

۴۔ غرض کی تعریف اور اس کا جاننا کیوں ضروری ہے۔

۵۔ تجوید کا کیا حکم ہے؟ اس کا مرتبہ بیان کریں۔

۶۔ تجوید کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

۷۔ ترتیل کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔

۸۔ ترتیل کے بارے میں امام شافعیؒ کا قول بیان کریں۔

۹۔ تجوید کی اہمیت کو اجماعت امت اور قیاس سے ثابت کریں۔

۱۰۔ قرآن کریم کی فضیلت پر دو احادیث بیان کریں۔

۱۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآءت کی صفت تفصیلاً" بیان کریں۔

۱۲۔ پورا قرآن پڑھنے والے کو کتنی نیکیاں ملیں گی؟

۱۳۔ حافظ قرآن کے والدین کی فضیلت بیان کریں۔

۱۴۔ نبیؐ کے زمانہ میں مشہور ماہرین قراء کے نام بیان کریں۔

۱۵۔ قرآن کی پہلی وحی میں "اِقْرَأْ" کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا؟

## لحن کا بیان

لحن کے معنی غلطی کے ہیں۔

## لحن کی تعریف

حروف کو قواعد تجوید کے خلاف اور غلط پڑھنے کو لحن کہتے ہیں۔

## لحن کی اقسام

لحن کی درج ذیل دو قسمیں ہیں۔
(۱) لحن جلی (۲) لحن خفی

## (۱) لحن جلی

حروف کے مخارج و صفات لازمہ اور حرکات و سکنات میں غلطی کرنا لحن جلی ہے۔

### اقسام

لحن جلی کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے عَلِیْمٌ کی جگہ اَلِیْمٌ یا اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْھَمْدُ

(۲) کسی حرف کو اس کے اصل سے گھٹا کر پڑھنا جیسے کَانَا کی جگہ کَانَ اور اِھْبِطُوْا کی اِھْبِطُ اور اِیَّاکَ کی جگہ اِیَکَ پڑھ دینا۔

(۳) کسی حرف کو اس کے اصل سے بڑھا کر پڑھنا جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْحَمْدُوْا اور لِلّٰہِ کی جگہ لِلّٰهِیْ پڑھنا۔

(۴) ساکن کی جگہ متحرک پڑھنا جیسے۔ اِهْدِنَا کی جگہ اِهَدِنَا یا اَبْصَارِنَا کی جگہ اَبَصَارِنَا پڑھنا۔

(۵) متحرک کی جگہ ساکن پڑھنا۔ جیسے عَجَبًا کی جگہ عَجْبًا پڑھنا۔

(۶) ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت پڑھنا۔ جیسے اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ پڑھنا۔

(۷) مشدد کی جگہ مخفف پڑھنا۔ جیسے لَغَفَّارٌ کی جگہ لَغَفَارٌ پڑھنا یا حَتّٰی کی جگہ حَتٰی پڑھنا۔

(۸) مخفف کی جگہ مشدد پڑھنا۔ جیسے فَطَرَنَا کی جگہ فَطَّرَنَا یا تَزَكّٰی کی جگہ تَزَّكّٰی پڑھنا۔

## لحن جلی کا حکم

لحن جلی کا حکم یہ ہے کہ وہ حرام ہے
کیونکہ ایسی غلطی سے بعض جگہ معنی مراد الٰہی کے خلاف ہو جاتے ہیں۔

## (۲) لحن خفی

صفات عارضہ میں ہونے والی غلطی کو لحن خفی کہتے ہیں۔ جیسے غنہ کی جگہ غنہ نہ کرنا۔ زبر یا پیش والی را کو پر پڑھنے کی بجائے باریک پڑھنا یا لفظ اللہ سے پہلے اگر زیر ہو تو باریک پڑھنا چاہیے مگر اس کو پُر پڑھ دینا۔

# لحن خفی کا حکم

یہ غلطیاں مکروہ ہیں۔

نوٹ: اکثر دیکھا گیا ہے کہ طالب علم تجوید پڑھتے ہوئے جن اغلاط و لحن وغیرہ پر استاذ کی نشاندہی کرنے سے قابو پا لیتے ہیں بعد از فراغت علم نیز مشق سے دوری کی وجہ سے دوبارہ لحن جلی و لحن خفی کے مرتکب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کے لیے ضروری تاکید ہے کہ وہ بعد از فراغت بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ دوران تلاوت ہمیشہ لحن جلی و لحن خفی سے اپنی تلاوت کو پاک رکھیں۔

خصوصاً ان طلباء کو اس مرض میں بہت مبتلا دیکھا گیا ہے جو تجوید پڑھنے کے بعد درس نظامی پڑھتے ہیں اور علم تجوید سے دور ہونے کی بنا پر اغلاط کی درستگی کا اہتمام نہیں کرتے ہیں۔

## سوالات

۱۔ لحن کی تعریف مع اقسام بیان کریں۔
۲۔ لحن جلی کی اقسام مع تعریف بیان کریں۔
۳۔ لحن جلی کا کیا حکم ہے؟
۴۔ مشدد حرف کو مخفف پڑھنا کونسی غلطی ہے؟
۵۔ لحن خفی کا حکم بیان کریں۔
۶۔ لحن خفی کی تعریف مع امثلہ بیان کریں۔
۷۔ لحن جلی و خفی میں فرق بیان کریں۔

# استعاذہ اور بسملہ کا بیان

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ پڑھنا لازمی ہے۔

## وجہ قرآءۃ تعوذ

ارشاد باری تعالیٰ۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (سورۃ النحل)

ترجمہ: سو جب تو پڑھنے لگے قرآن تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ شیطان سے۔

سورت کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

## وجہ

اس لیے کہ قرآن حکیم میں (جہاں سے تلاوت کی جا رہی ہو) وہاں لکھی ہوتی ہے۔ اور ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

**نیز:** دوران تلاوت اگر سورت شروع ہو جائے تو بھی بسملہ ضروری ہے۔ اور سورۃ البراءۃ پر جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہاں نازل نہیں ہوئی۔

اگر تلاوت شروع کی جائے تو تعوذ لازمی لیکن بسملہ میں اختیار ہے

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ابتدا کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

(ا) ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت میں استعاذہ اور بسملہ دونوں ضروری ہیں۔

(۲) ابتدائے سورت درمیان تلاوت یہاں صرف بسم اللہ پڑھی جائے گی۔

(۳) ابتدائے تلاوت درمیان سورت یہاں صرف استعاذہ ضروری ہے لیکن بسملہ میں اختیار ہے۔

## فصل، وصل کا بیان

ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت میں تعوذ اور بسملہ کی درج ذیل چار صورتیں ہیں۔

(۱) فصل کل (۲) وصل کل (۳) فصل اول وصل ثانی (۴) وصل اول فصل ثانی

## (۱) فصل کل

استعاذہ، بسملہ اور سورۃ کو علیحدہ علیحدہ تین سانسوں میں پڑھنا۔

جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○

(نوٹ: یہاں آیت کے گول نشان سے ہم سانس لینا اور وقف کرنا مراد لے رہے ہیں۔)

## (۲) وصل کل

استعاذہ و سورۃ اور بسملہ کو ایک ہی سانس میں پڑھنا جیسے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○

## (۳) فصل اول وصل ثانی

استعاذہ کو علیحدہ ایک سانس میں اور بسملہ اور سورت کو اکٹھے دوسرے

سانس میں پڑھنا جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○

## (۴) وصل اول فصل ثانی

استعاذہ اور بسملہ کو ایک سانس میں اور سورت علیحدہ دوسرے سانس میں ادا کرنا جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

(نوٹ) مذکورہ بالا چاروں صورتیں تمام قراء کے نزدیک بالاتفاق جائز ہیں۔

**ابتدائے سورت درمیان تلاوت :** میں عقلاً چار صورتیں بنتی ہیں۔ لیکن تین جائز اور ایک ناجائز ہے۔

## (۱) فصل کل

سورت کا آخر اور بسملہ اور دوسری سورت کا آغاز تینوں کو علیحدہ علیحدہ سانس میں پڑھنا جیسے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَالْعَصْرِ ○

## (۲) فصل اول وصل ثانی

پہلی سورت کے اختتام پر وقف کر کے بِسْمِ اللّٰہ اور سورت ابتداء ایک سانس میں پڑھنا جیسے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْعَصْرِ ○

## (۳) وصل کل

پہلی سورت کے آخر و بسملہ اور دوسری سورت کے ابتداء کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا جیسے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ ○ مذکورہ بالا تینوں صورتیں جائز ہیں۔

## (۴) وصل اول فصل ثانی

پہلی سورت کا اختتام اور بسملہ ایک سانس میں اور دوسری سورت کا آغاز دوسرے سانس میں کرنا۔ جیسے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالْعَصْرِ

یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ یہاں یہ وہم ہوتا ہے کہ بسم اللہ کا تعلق گزشتہ سورۃ کے ساتھ ہے جو ختم ہوئی ہے حالانکہ بسم اللہ کا تعلق شروع ہونے والی سورۃ کے ساتھ ہے اس وہم سے بچنے کے لیے یہ مذکورہ صورت ناجائز ہے۔

## ابتدائے تلاوت درمیان سورت

اس میں چار وجہیں بنتی ہیں دو جائز اور دو ناجائز ہیں۔

اس میں استعاذہ ضروری ہے اور بسملہ میں اختیار ہے اگر بسملہ بھی پڑھی جائے تو دو صورتیں جائز اور دو ناجائز ہیں۔

## (۱) فصل کل

استعاذہ و بسملہ اور آیت کو علیحدہ علیحدہ سانس میں پڑھنا۔

## (۲) وصل اول فصل ثانی

استعاذہ اور بسملہ ایک سانس میں اور آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔ یہ صورتیں جائز ہیں۔

## (۳) وصل کل (۴) فصل اول وصل ثانی

یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں بسملہ کا آیت کے ساتھ وصل ہوتا ہے اور بسملہ کا محل سورت ہے درمیان تلاوت نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض کے نزدیک گزشتہ چاروں صورتیں جائز ہیں۔

**نیز:** اگر بسملہ نہ پڑھی جائے تو پھر فصل، وصل دونوں جائز ہیں۔ وصل کی صورت میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں سے کوئی نام نہ ہو۔

مثلاً اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

اور اگر بسملہ کا آیت کے ساتھ وصل کیا جائے تو یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ آیت کے شروع میں شیطان، ہامان یا قارون وغیرہ کا نام نہ ہو مثلاً اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وغیرہ۔

نوٹ: استعاذہ اور بسملہ کو آہستہ اور بلند آواز سے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے اگر تلاوت بلند آواز سے کرے تو استعاذہ و بسملہ بھی بلند آواز سے پڑھے اور اگر تلاوت آہستہ آواز سے کرے تو استعاذہ اور بسملہ کو بھی آہستہ پڑھے۔

سورۃ انفال ختم کر کے سورت البراءۃ شروع کی جائے تو تمام قراء کے نزدیک فصل وصل اور سکتہ ہے اور یہ تینوں صورتیں بغیر بسم اللہ کے ہیں۔

## سوالات

۱۔ بسم اللہ پڑھنا کہاں ضروری ہے اور اس میں اختیار کہاں ہے؟

۲۔ استعاذہ کا محل بیان کریں۔

۳۔ سورہ التوبتہ پر بسملہ کا کیا حکم ہے اور کیوں؟

۴۔ ابتدائے سورت درمیان تلاوت کا حکم اور فصل وصل کے اعتبار سے وہاں کتنی صورتیں جائز و ناجائز ہیں بیان کریں۔ اگر بسملہ وہاں نہ پڑھی جائے تو پھر اس کا حکم بیان کریں۔

۵۔ ابتدائے سورت درمیان تلاوت میں فصل وصل کے اعتبار سے کتنی وجوہ جائز اور کتنی ناجائز ہیں۔ نیز یہ وجوہ کیوں ناجائز ہیں؟ واضح کریں۔

۶۔ سورہ انفال ختم کر کے سورہ التوبتہ شروع کی جائے تو وہاں کیا حکم ہے؟

۷۔ استعاذہ اور آیت کے وصل کا کیا حکم ہے؟

۸۔ بسملہ اور آیت کے وصل کا کیا حکم ہے؟

# دانتوں کا بیان

اکثر مخارج کا تعلق دانتوں کے ساتھ ہے اس لیے حروف کے مخارج سے پہلے دانتوں کے نام بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مخارج الحروف کے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ انسان کے منہ میں عموماً" بتیس دانت ہوتے ہیں سولہ اوپر اور سولہ نیچے ہوتے ہیں جن میں بارہ دانت اور بیس ڈاڑھیں ہوتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## ثنایا

سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔

## ثنایا علیا

سامنے کے اوپر والے دو دانت' ان کو ثنایا مشرفہ بھی کہتے ہیں۔

## ثنایا سفلی

سامنے کے نیچے والے دو دانت۔

## رباعیات یا قواطع

ثنایا کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے چار دانت

## انیاب یا کواسر

رباعیات کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے چار دانت۔

## ضواحک

انیاب کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی چار ڈاڑھیں۔

## طواحن

ضواحک کے ساتھ تین تین دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی بارہ ڈاڑھیں۔ انہیں طواحن کہتے ہیں۔

## نواجذ

طواحن کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے چار ڈاڑھیں۔

(نوٹ) ڈاڑھوں کو عربی میں اضراس اور ضروس کہتے ہیں یہ ضرس کی جمع ہے اس لیے ضواحک طواحن اور نواجذ کو اضراس یا ضروس کہتے ہیں۔

## دانتوں کے ناموں کی توجیہات

**ثنایا اور ثنیات:** (سامنے کے دانت) ثَنِیَّۃٌ کی جمع ہے ثَنیٰ کے معنی دو کے ہیں جیسے مثنیٰ دو دو۔ یہ دانت بھی آپس میں کسی فاصلہ کے بغیر دو دو ملے ہوئے ہیں اس لیے ان کو ثنایا کہتے ہیں بخلاف دوسرے دانتوں کے کہ وہ بھی دو دو ہیں لیکن وہ چونکہ آپس میں ملے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ہر طرف صرف ایک ایک جدا جدا ہے اس لیے ان کو ثنایا نہیں کہا جاتا۔

## رباعیات

(را کے زبر سے) رَبَاعِیَۃٌ کی جمع ہے ربع کے معنی چار کے ہیں اور چونکہ یہ دانت بھی چار ہیں اس لیے ان کو رباعیات کہتے ہیں یا رَبَعَ یَرْبَعُ

رَبَاعًا ٹھہرنے کی جگہ کے معنی میں ہے اور ان چار دانتوں میں غذا ٹھہر جاتی ہے ممکن ہے کہ اس لیے ان کو رباعیات کہا جاتا ہو ان کا دوسرا نام قواطع ہے قواطع قاطعۃ کی جمع ہے جس کے معنی کاٹنے والی کے ہیں ان دانتوں سے بھی چیزوں کو کاٹا جاتا ہے اس لیے ان کو قواطع کہتے ہیں۔

## انیاب

یہ ناب کی جمع ہے نوکدار تیز نوکیلے کچلی دانت کو کہتے ہیں ان کا دوسرا نام کواسر ہے یہ کاسرہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں توڑنے والی چیز۔ اور چونکہ عموماً ان دانتوں سے چیزوں کو توڑا جاتا ہے اس لیے ان کو کواسر کہتے ہیں۔

## ضواحک

یہ ضَاحِکَۃٌ کی جمع ہیں چونکہ عموماً ہنستے وقت یہ ظاہر ہوتے ہیں اس لیے انہیں ضواحک کہتے ہیں اور ضِحک ہنسنے کو کہتے ہیں۔

## طواحن

یہ طاحنہ کی جمع ہے غذا پیسنے والی ڈاڑھیں چونکہ ان سے غذا چبائی جاتی ہے اس لیے ان کو طواحن کہتے ہیں۔

## نواجذ

یہ نَاجِذَۃٌ کی جمع ہے یہ ناجذۃ العقل سے ہے یعنی عقل کے کمال تک پہنچنے والی ڈاڑھیں اور یہ عقل کے کامل ہو جانے کے بعد نکلتی ہیں۔

ان دانتوں کے ناموں کو یاد کی آسانی کے لیے کسی نے نظم کیا ہے۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو
ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس
کہ کہتے قراء اضراس انہی کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ
نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو
(نوٹ) اس کو مزید اس تصویر میں سمجھیں۔

ان اشعار کے علاوہ دانتوں کے نام ایک اور طریقہ پر بھی نظم کیے گئے ہیں طالب علم جس میں آسانی محسوس کریں وہ اشعار یاد کر لیں۔

یہ بتیس دانت بھی اک نعمت عظمیٰ کا مظہر ہیں
ثنایا چار ہیں دو دو رباعی مثل اختر ہیں
یہ چار انیاب بھی کتنے مزین کتنے بہتر ہیں
یہ بیس اضراس کیسی نعمتیں اللہ اکبر ہیں
ضواحک چار ہیں بارہ طواحن بھی مقرر ہیں
نواجذ بھی ان کے برابر چار مضمر ہیں

# مخارج حروف

مخارج جمع ہے مخرج کی جس کے معنی نکلنے کی جگہ کے ہیں۔

## مخرج کی تعریف

تجویدین کی اصطلاح میں حرف کو ادا کرتے وقت جس جگہ آواز ٹھہرتی ہے اسے مخرج کہتے ہیں۔

## مخرج کی اقسام

مخرج کی دو اقسام ہیں:

(۱) مخرج محقق (۲) مخرج مقدر

## مخرج محقق

حلق، لسان اور شفتان کے اجزاء معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نکلے تو اسے مخرج محقق کہتے ہیں۔

## مخرج مقدر

حلق، لسان اور شفتان کے اجزاء معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نہ نکلے تو اسے مخرج مقدر کہتے ہیں یعنی جوف دہن اور خیشوم۔ مخارج کی تعداد میں اختلاف ہے محقق اور مختار مذہب یہ ہے کہ مخارج حروف سترہ ہیں۔

## مخارج کے بارہ میں قراء کے مذاہب

مخارج کے بارہ میں قراء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک سترہ بعض کے

نزدیک سولہ اور بعض کے نزدیک چودہ ہیں لیکن اکثر نحات اور مجودین نے خلیل بن احمد نحوی کے مذہب کو پسند فرمایا ہے جن کے نزدیک مخارج حروف سترہ ہیں اور یہی مختار مذہب ہے درج ذیل سطور میں تینوں مذاہب کو واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

## خلیل بن احمد نحویؒ کا مذہب

خلیل بن احمد نحوی الفراہیدی کے نزدیک حروف کے مخارج سترہ ہیں ابوالقاسم حنلی' محقق محمد بن جزری' ابو الحسن بن شریح اور شیخ بوعلی سینا کا بھی یہی مذہب ہے۔

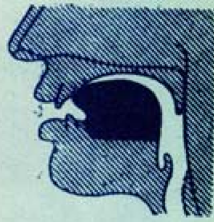
## سیبویہ کا مذہب

سیبویہ اور مکی بن ابی طالب' علامہ قاسم بن فیرہ بن خلف شاطبی اور علامہ ابن حاجب کے نزدیک حروف کے مخارج سولہ ہیں ان حضرات نے جوف دہن کا مخرج حذف کر دیا ہے اور واوٗ کا مطلقاً" انضمام شفتین اور یا کا مخرج مطلقاً" وسط لسان اور تالو اور الف کا مخرج اقصی حلق بیان کیا ہے۔

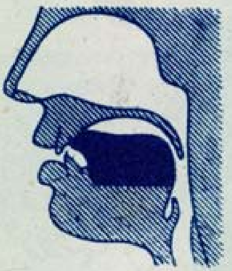
## فراء کا مذہب

فراء' قطرب' جرمی اور ابن کیسان وغیرہم کے نزدیک حروف کے مخارج چودہ ہیں ان حضرات نے جوف فم کا مخرج تسلیم نہیں کیا واو کا مخرج مطلقاً" شفتان کا نا تمام ملنا اور یا کا مخرج مطلقاً" وسط لسان اور تالو۔ اور الف کا مخرج اقصی حلق بیان کیا ہے اور لام' نون راء کو ایک مخرج میں شامل کیا ہے۔

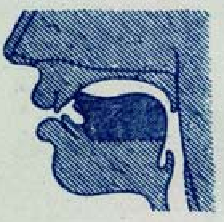
ل کے تلفظ میں
زبان کا موقف

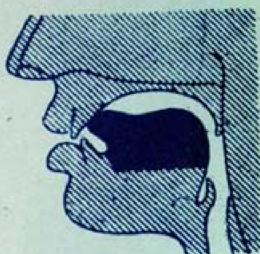


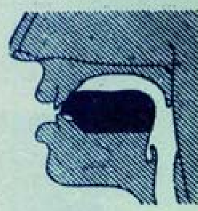
ن کے تلفظ میں
زبان کا موقف



ر کے تلفظ میں
زبان کا موقف

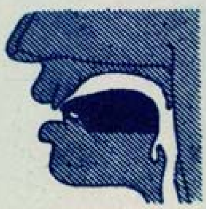






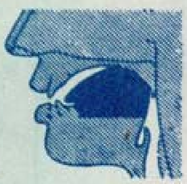
د، ت، ط کے تلفظ میں زبان کا موقف

ث اور ذ کے تلفظ میں
زبان کا موقف

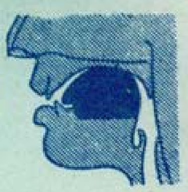




حُرُوفِ حلقی
کے مخارج

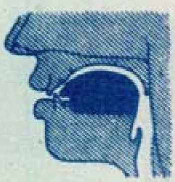


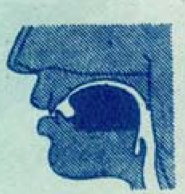
ق کے تلفظ میں
زبان کا موقف



ك کے تلفظ
زبان کا موق

ج، ش اور ي کے تلفظ میں زبان کا موقف

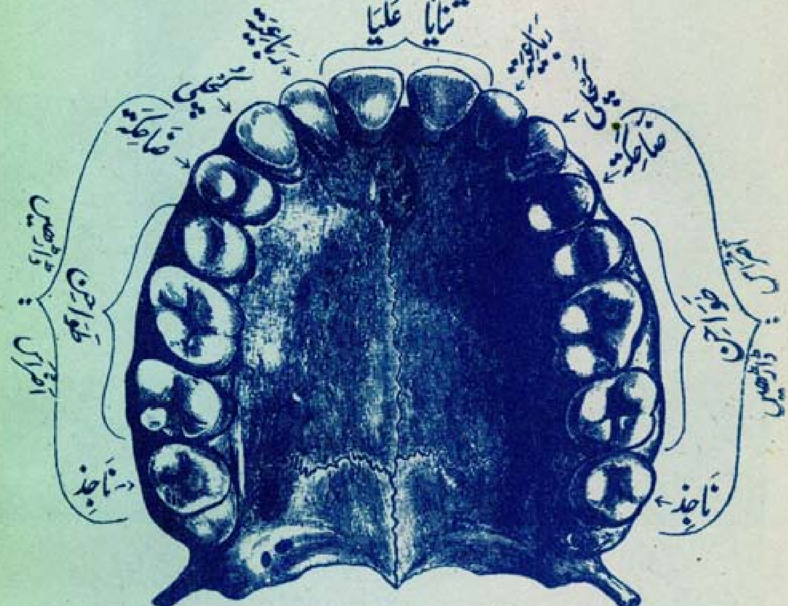


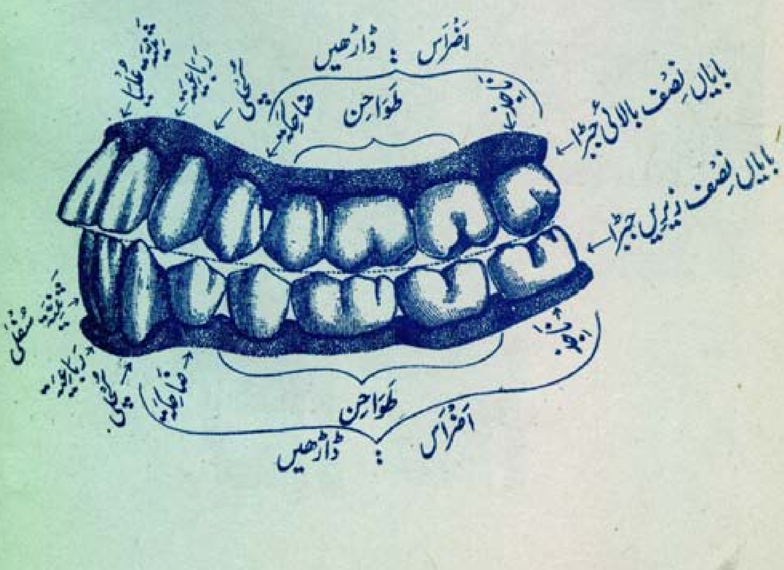


## وَاوِ لِیْنَہ (ـَ وْ) اَور یَاۓ لِیْنَہ (ـَ یْ)
## کے تلفُّظ میں ہونٹوں کا موقف



# بالائی جبڑے کے دانت

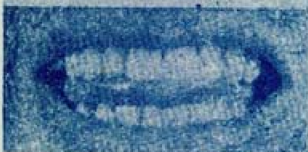


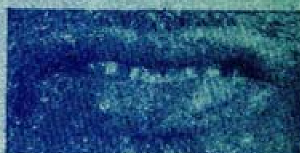
# نوکِ زبان اور ہونٹوں کے حروف کے تلفظ میں ہونٹوں کا موقف



ز ، س



ث ، ذ



ف



ب



م

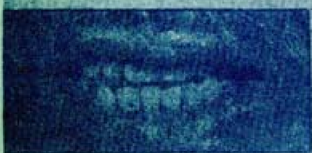


و

## حرکاتِ ثلٰثہ (فتحہ ، کسرہ ، ضمہ)
## کے تلفظ میں ہونٹوں کا موقف



فتحہ : ـَـ



کسرہ : ـِـ



ضمہ : ـُـ

# اعضائے صَوت

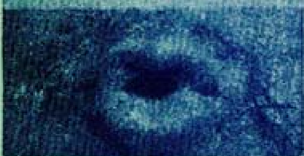



| | | | |
|---|---|---|---|
| ک | کوا | | |
| س ت | سخت تالو | | |
| ن ت | نرم تالو | پ ح | (زبان کا) پچھلا حصہ |
| د | دانت | ج | (زبان کی) جڑ |
| ہ | ہونٹ | خ ن | خوراک کی نالی |
| ن | (زبان کی) نوک | ا و | آواز کے وتر |
| ا ح | (زبان کا) اگلا حصہ | ہ ن | ہوا کی نالی |

## حُرُوفِ مَدَّہ (ـَـا ، ـُـوْ ، ـِـیْ)
## کے تلفُّظ میں ہونٹوں کا موقف



اَلِفِ مَدَّہ : ـَـا



واوِ مَدَّہ : ـُـوْ



یائے مَدَّہ : ـِـیْ

نوٹ: مختار اور محقق مذہب سترہ کا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے

ف: مخارج کا یہ اختلاف حقیقی اختلاف نہیں ہے ل۔ ن' ر میں فراء نے قرب کا اعتبار کیا ہے جبکہ سیبویہ اور خلیل نے قرب کا اعتبار نہیں کیا ہے اور ان کا مخرج الگ الگ بیان کیا ہے جیسا کہ محققین کا قول ہے کہ ہر حرف کا مخرج علیحدہ علیحدہ ہے مگر نہایت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے نیز اسی طرح حروف مدہ کا مخرج خلیل نے جوف دہن بیان کیا ہے فراء و سیبویہ نے مدہ و غیرمدہ کا ایک ہی مخرج بیان کیا ہے۔ اس میں محقق بات یہ ہے کہ الف بالکل جوفی اور ہوائی حرف ہے اس میں آواز کا اعتماد کسی معین جگہ پر نہیں ہوتا اس لیے فراء اور سیبویہ نے مبداء مخرج یعنی اقصیٰ حلق اس کا مخرج بیان کیا ہے اور حرف "و" اور "یا" جب مدہ ہوں تو اس وقت آواز کا اعتماد زبان اور شفتان پر نہایت ہی ضعیف ہوتا ہے مگر ہوتا ضرور ہے لہٰذا فراء اور سیبویہ نے اس ضعیف اعتماد کی بنا پر مدہ و غیرمدہ کے مخرج میں فرق نہیں کیا اور علامہ خلیل نے ضعف اور قوت کا اعتبار کر کے حروف مدہ کا مخرج جوف فم قرار دیا ہے۔

## اصول مخارج

اصول مخارج پانچ ہیں۔

(۱) حلق (۲) لسان (۳) شفتان (۴) جوف دہن (۵) خیشوم

### اصل اول: حلق

اصل اول حلق ہے اس میں تین مخارج اور چھ حروف ہیں۔

مخرج نمبر۱: اقصی حلق ہے یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینے سے ملا ہوا ہے۔ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ ہمزہ اور ھا (ہائے ہوز)

مخرج نمبر۲: وسط حلق ہے۔ یعنی حلق کا درمیانی حصہ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ ع اور ح

مخرج نمبر۳: ادنی حلق ہے۔ یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی جانب ہے اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ اور خ نقطے والے ۔ ان چھ حرفوں کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

## اصل ثانی: لسان

اصل ثانی لسان ہے۔ اس میں دس مخارج اور اٹھارہ حروف ہیں۔

مخرج نمبر۴: زبان کی جڑ اور لہات کے متصل اوپر کا تالو اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۵: لہات کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر زبان اور اوپر کا تالو اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں کو لہاتیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۶: زبان کا درمیانی حصہ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اس سے ج' ش اور یا متحرک ولین ادا ہوتے ہیں ان تینوں کو باعتبار مخرج شجریہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۷: زبان کی کروٹ اور بالائی پانچ ڈاڑھوں کی جڑ' نواجذ سے ضواحک تک' دائیں یا بائیں طرف سے' اس سے ض ادا ہوتا ہے اور اسے باعتبار مخرج حافیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۸: زبان کا کنارہ مع ادنی حافہ جب کہ ثنایا' رباعی' انیاب اور ضواحک

کے مسوڑھوں سے لگے اس سے لام ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۹: زبان کا کنارہ جب کہ ثنایا' رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگے تو اس سے نون ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۱۰: زبان کا کنارہ مع پشت زبان جب کہ ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں سے لگے اس سے راء ادا ہوتا ہے۔ ل' ن' ر کو باعتبار مخرج کے طرفیہ اور ذلقیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۱: زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں ط' د اور ت ان کو نطعیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۲: زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں ظ' ذ' ث ان کو لثویہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر۱۳: زبان کی نوک اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ ص' ز اور س ان کو باعتبار مخرج حروف اسلیہ کہتے ہیں۔

## اصل ثالث: شفتان

اصل ثالث شفتان ہے۔ اس میں دو مخارج اور چار حروف ہیں۔

مخرج نمبر۱۴: نچلے لب کی تری والا حصہ ثنایا علیا کا کنارہ اس سے فا ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر۱۵: دونوں لب ہیں اس سے ب' م اور واو متحرک ولین ادا ہوتے ہیں۔ با دونوں ہونٹوں کے تری والے حصے سے اور میم دونوں ہونٹوں کے

خشکی والے حصہ سے ادا ہوتی ہے ف' ب' م اور واو کو حروف شفویہ کہتے ہیں۔

## اصل رابع: جوف دہن

اصل رابع جوف دہن یعنی منہ کا خالی حصہ اس میں ایک مخرج اور تین حروف ہیں۔

مخرج نمبر۱۶: منہ کا خلاء اس سے تین حروف الف' واو اور یا جب کہ تینوں مدہ ہوں یعنی واوٗ ساکن ماقبل ضمہ ہو جیسے قُوْلُوْا یائے ساکن ماقبل کسرہ ہو جیسے اَجْرِیْ الف ساکن بغیر جھٹکا ماقبل فتح ہو۔ جیسے حَالَ ان تینوں کو حروف مدہ جوفیہ یا ہوائیہ کہتے ہیں۔

## اصل خامس: خیشوم

اصل خامس خیشوم میں ایک مخرج اور دو حرف ہیں۔

مخرج نمبر۱۷: خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔ اس سے غنہ ادا ہوتا ہے اور یہ نون اور میم کی ذاتی صفت ہے اور ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ اس کا مفصل بیان نون اور میم کے قواعد میں آئے گا۔

## ہمزہ اور الف کے درمیان فرق

الف ساکن بے جھٹکے ہوتا ہے اور اس کے ماقبل ہمیشہ زبر ہوتا ہے۔ جیسے قَالَ۔ فَازَ۔ خَابَ وغیرہم۔ لیکن ہمزہ کبھی ساکن ہوتا ہے اور کبھی متحرک۔ جب ہمزہ ساکن ہوتا ہے تو جھٹکے سے ادا ہوتا ہے۔ مثلاً۔ شَاْنٌ

# حروف کے مخارج معلوم کرنے کا طریقہ

جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو اس حرف کے ماقبل ہمزہ مفتوحہ لگا کر تلفظ کیا جائے۔ جیسے اَقْ۔ اَبْ۔ اَجْ۔ اَہْ وغیرہم' پھر اگر حرف کے مقررہ مخرج میں آواز ٹھہرے تو سمجھ لو کہ حرف بالکل صحیح ادا ہوا۔ بصورت دیگر حرف کا مخرج غلط ہو گا۔

مگر اس میں قابل اعتبار بات ماہر استاد کی تصدیق ہے۔ کیونکہ فن تجوید میں اصل چیز تلقی استاذ ہے۔

# حروف کے القاب

باعتبار مخرج حروف کے مندرجہ ذیل دس القاب ہیں۔

(۱) حلقیہ (۲) لہاتیہ (۳) شجریہ (۴) حافیہ (۵) طرفیہ یا ذلقیہ (۶) نطعیہ (۷) لثویہ (۸) اسلیہ (۹) شفویہ (۱۰) مدہ یا جوفیہ

نوٹ: مخارج پڑھانے کے بعد طلبہ کو خوب حفظ کروائے جائیں۔ جب اچھی طرح یاد ہو جائیں تو پھر درجہ ذیل طریقہ سے پورے انتیس حروف کی مشق کروائی جائے۔

مثلاً حرکات سے: بَ بِ بُ' تَ تِ تُ' قَ قِ قُ' طَ طِ طُ آخر تک

حرف مدہ سے: بَا۔ بِیْ۔ بُوْ' طَا۔ طِیْ۔ طُوْ' ظَا۔ ظِیْ۔ ظُوْ آخر تک

شروع میں ہمزہ لگا کر: اَبْ اِبْ اُبْ' اَقْ اِقْ اُقْ' اَثْ اِثْ اُثْ آخر تک۔

آخر میں ہ لگا کر: قَہْ قِہْ قُہْ بَہْ بِہْ بُہْ طَہْ طِہْ طُہْ آخر تک

اِنْشَاءَ اللہ اس طرح پورے انتیس حروف کی مشق سے حروف کی ادائیگی

بالکل صحیح ہو جائے گی۔

## سوالات

۱: مخرج کی تعریف اور اس کے لغوی معنی بیان کریں۔
۲: مخارج کے بارے میں قراء کے مذاہب بیان کریں۔
۳: قراء کے نزدیک مخارج کتنے اور کیوں ہیں اور کس طرح ہیں؟
۴: حروف نطعیہ کتنے ہیں اور ان کا مخرج بیان کریں۔
۵: اصول مخارج کتنے ہیں اور ہر اصل میں کتنے حروف ہیں؟
۶: زبان میں کتنے مخارج ہیں اور کتنے حروف ہیں؟
۷: صفت غنہ کو مخارج میں کیوں بیان کیا گیا ہے؟
۸: ز، ل، غ، ض کے مخارج بیان کریں۔
۹: "و" لین "ی" متحرک کے مخارج بیان کریں۔
۱۰: "اَلْقُرَیْشِ" میں حروف شجریہ کتنے ہیں؟
۱۱: "اَلرَّحْمٰنُ" میں حروف طرفیہ کتنے ہیں؟
۱۲: "اَلنَّاسِ" میں حروف مدہ اور صفیریہ اور اسلیہ کتنے ہیں؟

# صفات حروف کا بیان

صفات جمع ہے صفت کی جس کے معنی حالت اور کیفیت کے ہیں۔

## صفت کی تعریف

حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت جو حالت اور کیفیت حرف کو لاحق ہوتی ہے اسے صفت کہتے ہیں۔ مثلاً آواز کا بلند ہونا یا پست ہونا۔ موٹا ہونا یا باریک ہونا۔ نرم ہونا یا سخت ہونا وغیرہ۔

## نفس' صوت' حرف اور صفت کے درمیان فرق

تفہیم صفت کے لیے مذکورہ بالا چار عوامل کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ کلام کی تشکیل انہی چار عوامل سے ہوتی ہے۔ درج ذیل سطور میں ہر ایک کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔

### نفس

منہ سے نکلنے والی ہوا میں ارادہ اور آواز کو دخل نہ ہو تو اسے نفس کہتے ہیں۔

### صوت

منہ سے نکلنے والی ہوا میں ارادہ اور آواز کو دخل ہو تو اسے صوت کہتے ہیں۔

## حرف

اگر آواز مخصوص کیفیت یعنی مخرج محقق یا مقدر پر اعتماد کی وجہ سے پیدا ہو تو اسے حرف کہتے ہیں۔

## صفت

اگر حرف میں دوسری کیفیات بھی پائی جائیں تو اسے صفت کہتے ہیں۔

## وضاحت

اس کو ایسے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ خارج ہونے والی ہوا جو حرف کی صفت ہے اگر قوی آواز کے ساتھ پیدا ہو رہی ہے تو یہ صفت جہر ہے اور اگر آواز کے علاوہ کچھ سانس بھی حرف کے ساتھ جاری رہے تو وہ صفت ہمس ہے۔ پھر اگر حرف کی آواز مخرج میں بالکل بند ہو جائے تو اس کو صفت شدت کہتے ہیں۔ اَلْحَجْ کی جیم پر وقف کرنے سے آواز مخرج میں بالکل بند ہو جاتی ہے تو فوراً اندازہ ہو جاتا ہے کہ جیم میں صفت جہر اور شدت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر حرف کی آواز پوری طرح جاری رہے اور رکے نہیں تو اس کو صفت رخوت کہتے ہیں۔ مثلاً قُرَیْش کی شین پر وقف کرنے سے آواز اور سانس بند نہیں ہوتے اس لیے شین میں ہمس اور رخوہ کا پایا جانا ثابت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آواز اگر نہ تو پوری طرح جاری ہو اور نہ بند ہو تو اسے صفت توسط کہتے ہیں مثلاً ظَلّ پر وقفاً درمیانی کیفیت ہوتی ہے۔

## صفات کا مقام

جس طرح سونے چاندی کا وزن کرنے کے لیے ترازو اور کھرے سے کھوٹے کی پہچان کے لیے کسوٹی کا ہونا ضروری ہے اسی طرح حرفوں کے وزن کے لیے ان کے مخارج کا جاننا ضروری ہے اور ان کے کھرے کھوٹے کی پہچان کے لیے صفات کا علم ضروری ہے۔ علم تجوید میں مخارج اور صفات کا علم بہت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ اگر صفات نہ ہوتیں تو کلام مثل بہائم کے ہو جاتا۔

## صفات کے فوائد

صفات کے عام طور تین فوائد قراء سے منقول ہیں۔

(ا) متحد المخارج حروف صرف صفات ہی کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ جیسے ہمزہ اور ھا کا مخرج ایک ہی ہے مگر ہمزہ میں صفت شدت اور جہر ہے۔ جب کہ ھا میں صفت ہمس اور رخوت ہے۔

(۲) صفات کی وجہ سے حروف کی قوت اور ضعف کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً حروف مجہورہ قوی ہیں حروف مہموسہ سے۔

(۳) متحد المخارج حروف میں صفات کی وجہ سے خوبی پیدا ہوتی ہے۔

## صفات کی اقسام

صفات کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں۔

(ا) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

## صفات لازمہ

ایسی صفات جو حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جائیں اور اگر وہ صفات ادا نہ ہوں تو حرف وہی حرف نہ رہے بلکہ دوسرے حرف سے بدل جائے یا ناقص ادا ہو۔ صفات لازمہ کے چار مشہور نام ہیں۔

(۱) ذاتیہ (۲) لازمہ (۳) مقومہ (۴) ممیّزہ

## صفات عارضہ

ایسی صفات جو حروف میں کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں اور اگر یہ صفات ادا نہ ہوں تو حرف وہی حرف رہے مگر اس حرف کا حسن و زینت باقی نہ رہے۔ مثلاً مد، تسہیل، ابدال، را اور الف کی تفخیم و ترقیق وغیرہ۔

صفات عارضہ کے بھی چار مشہور نام ہیں۔

(۱) محسنہ (۲) محلیہ (۳) مزینہ (۴) عارضیہ

## صفات لازمہ کی اقسام

صفات لازمہ کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں۔

(۱) صفات لازمہ متضادہ (۲) صفات لازمہ غیر متضادہ

## صفات لازمہ متضادہ

مقابل کی ایسی دو صفات جو نہ بیک وقت کسی حرف میں جمع ہو سکیں اور کوئی حرف ان سے خالی بھی نہ ہو۔

# مراتب صفات

| قوی صفات | ضعیف صفات |
|---|---|
| جہر' شدت' استعلاء' اطباق' اصمات' صفیر' قلقلہ' تکریر' تفشی' استطالت' الانحراف اور غنہ قوی صفات ہیں۔ | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اذلاق اور لین ضعیف صفات ہیں۔ |
| کل ۱۲ صفات | کل ۶ صفات |

صفات لازمہ متضادہ دس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## صفت ہمس

ہمس کے لغوی معنی پستی اور ضعف کے ہیں' جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مھموسہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف اور پستی کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ سانس جاری رہتا ہے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہوتی ہے۔ جیسے یَلْهَثْ کی ثا۔

حروف مھموسہ کل دس ہیں جن کا مجموعہ فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتْ ہے۔

## صفت جہر

جہر کے معنی بلندی کے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں حروف مجہورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی بلندی اور زور کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ

سانس کا جاری رہنا بند ہو جاتا ہے۔ مثلاً کَسَبَ کی با۔

حروف مہموسہ کے سوا باقی انیس حروف مجہورہ ہیں جن کا مجموعہ عَظُمَ وَزْنُ قَارِئٍ ذِیْ غَضٍّ جَدَّ طَلَبِ ہے۔

## صفت شدت

شدت کے معنی سختی اور قوت کے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف شدیدہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی سختی اور قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ آواز کا جاری رہنا بند ہو جاتا ہے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہوتی ہے مثلاً اَللّٰهُ اَحَدٌ کی دال۔

حروف شدیدہ آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اَجِدْ قَطٍ بَکَتْ ہے۔

## صفت رخوت

رخوت کے معنی نرمی کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف رخوہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی نرمی سے ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی پائی جائے۔ مثلاً اَلنَّاسِ کا سین۔ یہ صفت' صفت شدت کی ضد ہے۔ حروف شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوہ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے خُذْ غَثَّ حَظٍّ فُضَّ شَوْصٍ زِیَّ سَاہٍ۔

## صفت توسط

توسط کے معنی بین بین یعنی درمیان کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت

پائی جائے انہیں حروف متوسطہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں نہ تو پوری طرح جاری رہتی ہے اور نہ بند ہوتی ہے بلکہ درمیانی حالت میں ہوتی ہے۔ یہ حروف صرف پانچ ہیں جن کا مجموعہ لِنْ عُمَرْ ہے۔

## صفت استعلا

استعلاء کے لغوی معنی ہیں بلندی کی طرف اٹھنا۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مستعلیہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا قاف۔

یہ سات حروف ہیں جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

## صفت استفال

استفال کے لغوی معنی نیچے رہنا کے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں حروف مستفلہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان اوپر کے تالو سے جدا رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں۔ جیسے جَبَلٍ کی لام۔

مستعلیہ کے سوا باقی بائیس حروف مستفلہ ہیں جن کا مجموعہ ثَبَتَ عِزَّ مَنْ یَّجُوْدُ حَرْفَہٗ اِذْسَلَّ شَکَا ہے۔

صفت استعلا اور استفال آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

## صفت اطباق

اطباق کے معنی لپٹنے کے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں حروف مطبقہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا بیچ یعنی درمیانی حصہ تالو کے ساتھ ملصق ہو جاتا ہے یعنی مل جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مُحَطًّامًا کی طا۔

حروف مطبقہ چار ہیں۔ یعنی ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔

## صفت انفتاح

انفتاح کے لغوی معنی الگ اور جدا ہونے کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں حروف منفتحہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے جس کی وجہ سے حروف رقیق ادا ہوتے ہیں۔ جیسے "سَبِیْل" کے تمام حروف۔

حروف مطبقہ کے سوا باقی تمام حروف منفتحہ ہیں جو مَنْ اَخَذَ وَجَدَ سَعَةً فَزَكَّا حَقٌّ لَّهٗ شُرْبُ غَيْثٍ میں جمع ہیں۔ صفت اطباق اور انفتاح بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

## صفت اذلاق

اذلاق کے معنی کنارہ اور پھسلنے کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت اذلاق پائی جاتی ہے انہیں حروف مذلقہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخارج یعنی ہونٹ اور زبان کے کنارہ سے بہت سہولت اور جلدی

سے ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً زُلْفَا کی فا اور لام۔

یہ چھ حروف ہیں جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبِّ ہے۔

## صفت اصمات

اصمات کے معنی منع کرنا اور روکنے کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں حروف مصمتہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخارج سے بہت مضبوطی اور گرانی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً خَیْرٌ کی خا۔

حروف مذلقہ کے علاوہ باقی تیئیس حروف مصمتہ ہیں جن کا مجموعہ جُذْ غَسَّ سَاخِطٍ صِدْثِقَةً اِذْ وَعْظُهٗ یَحُضُّکَ ہے یہ دونوں صفات بھی آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

نوٹ : یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اذلاق کا معنی ہونٹ یا زبان کا کنارہ ہے تو ت۔ ث۔ د۔ ذ۔ ط۔ ظ بھی زبان کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں تو انہیں حروف مذلقہ میں شمار کیوں نہیں کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ ان حروف میں سرعت نطق نہیں پائی جاتی جو شرط اذلاق ہے اس لیے ان حروف کو مذلقہ میں شمار نہیں کیا گیا۔

یہاں صفات لازمہ متضادہ کا بیان ختم ہوا اور صفات لازمہ غیر متضادہ کا بیان شروع ہو گیا۔ صفات لازمہ متضادہ ہر حرف میں پائی جاتی ہیں۔ ہر حرف میں کم از کم پانچ صفات کا پایا جانا ضروری اور لازمی ہے۔

اور اگر صفات لازمہ غیر متضادہ کو بھی ملایا جائے تو زیادہ سے زیادہ سات

صفات لازمہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

## صفات لازمہ متضادہ و غیر متضادہ میں فرق

صفات لازمہ متضادہ اور صفات لازمہ غیر متضادہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ صفات لازمہ متضادہ تمام حروف میں پائی جاتی ہیں۔ جب کہ صفات لازمہ غیر متضادہ صرف بعض حروف میں پائی جاتی ہیں۔

وہ حروف جن میں صفات لازمہ غیر متضادہ پائی جاتی ہیں یہ ہیں۔

ق۔ ط۔ ب۔ ج۔ د۔ ص۔ ز۔ س۔ واؤ اور یائے لین۔ ل۔ ر۔ ض۔ ش۔ نون اور میم (غنہ) یہ کل سولہ حروف ہوئے۔

## صفات لازمہ غیر متضادہ

### تعریف

حروف کی وہ لازمی اور ضروری صفات ہیں جن کا حرف میں پایا جانا لازمی ہو مگر وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل الگ الگ ہوں ضدیت اور تقابل ہرگز نہ ہو۔

نوٹ : صفات لازمہ غیر متضادہ آٹھ ہیں اور یہ صفات بعض حروف میں ہوں گی اور بعض میں نہ ہوں گی۔

### (ا) صفت قلقلہ

قلقلہ کے معنی حرکت دینا اور ہلانا ہے اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مقلقلہ کہتے ہیں۔ تعریف یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے

وقت حالت سکون میں ان کے مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے مثلاً حطب کی با اور یہ حروف پانچ ہیں جو کہ قَدْ طَبَجْ میں جمع ہیں۔

## (۲) صفت صفیر

صفیر کے معنی سیٹی کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف صفیر یہ کہتے ہیں تعریف یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے مثلاً اَحْسَنْ کی سین اور یہ صفت صرف تین حروف میں پائی جاتی ہے۔ ص، ز۔ س

## (۳) صفت تفشی

تفشی کے معنی پھیلنا اور منتشر ہونا کے ہیں اور جس حرف میں یہ صفت پائی جائے اسے حرف متفشیہ کہتے ہیں تعریف یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں پھیل جاتی ہے یہ صفت صرف شین میں ہوتی ہے جیسے اَلْقُرَیْشٍ کی شین۔

## (۴) صفت غنہ

غنہ خیشومی آواز کا نام ہے اور یہ صفت نون اور میم میں ہر حال میں پائی جاتی ہے جس وقت ان کو مخرج سے ادا کیا جائے تو آواز بغیر کسی قصد کے ناک میں چلی جاتی ہے اس حالت میں ان کو حروف اغن کہتے ہیں تفصیل نون و میم کے قواعد میں آئے گی۔

## (۵) صفت استطالت

استطالت کے معنی لمبا اور دراز کرنے کے ہیں اور جس حرف میں یہ صفت پائی جائے اسے حروف مستطیلہ کہتے ہیں۔ تعریف یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت شروع حافہ سے آخر حافہ تک آواز کو درازی رہتی ہے۔ مثلاً اَلضَّآلِّیْنَ کا ضاد اور یہ صفت صرف ضاد معجمہ میں پائی جاتی ہے۔

## حرف مستطیل اور حروف مدہ میں فرق

فرق یہ ہے کہ حرف مستطیل میں درازی مخرج میں ہوتی ہے اور حروف مدہ میں درازی ان کی ذات میں ہوتی ہے۔

## (٦) صفت لین

لین کے معنی نرمی کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف لینیہ کہتے ہیں تعریف یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت ان میں اتنی نرمی پائے جائے کہ کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو مد کر سکتا ہے اور یہ صفت دو حرفوں میں پائی جاتی ہے۔ واو لین اور یائے لین واوٗ ساکن ماقبل فتح جیسے حَوْلَیْنِ اور یائے ساکن ماقبل فتح۔ کَیْفَ، وَیْلٌ وغیرہ۔

## (۷) صفت انحراف

انحراف کے معنی پلٹنا اور مائل ہونا کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف منحرفہ کہتے ہیں اور یہ دو حروف ہیں۔ "ل" اور "ر" مثلاً اَلْاَرْضِ کا لام اور را۔ تعریف یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت

زبان کا کنارہ دوسرے مخرج کی طرف مائل ہوتا ہے یعنی لام کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ را کے مخرج کی طرف اور را کے ادا کے وقت زبان کا کنارہ لام کے مخرج کی طرف مائل ہوتا ہے۔

## (۸) صفت تکریر

تکریر کے معنی بار بار ہونے کے ہیں اور جس حرف میں یہ صفت پائی جائے اسے حرف مکررہ کہتے ہیں تعریف یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت زبان پر ایک قسم کا لرزہ یعنی کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت پائی جاتی ہے یہ صفت صرف "را" میں پائی جاتی ہے جیسے اَرْسَلَ کی راء

## نقشہ صفات حروف

| نمبر شمار | حروف تہجی | صفات |
|---|---|---|
| ۱ | ا (مدہ) | جہر' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۲ | ب | جہر' شدت' استفال' انفتاح' اذلاق' قلقلہ |
| ۳ | ت | ہمس' شدت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۴ | ث | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۵ | ج | جہر' شدت' استفال' انفتاح' اصمات' قلقلہ |
| ۶ | ح | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۷ | خ | ہمس' رخوت' استعلا' انفتاح' اصمات |
| ۸ | د | جہر' شدت' استفال' انفتاح' اصمات' قلقلہ |

| | | |
|---|---|---|
| ۹ | ذ | جہر' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۱۰ | ر | جہر' توسط' استفال' انفتاح' لزلاق' انحراف' تکریر |
| ۱۱ | ز | جہر' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات' صفیر |
| ۱۲ | س | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات' صفیر |
| ۱۳ | ش | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات' تفشی |
| ۱۴ | ص | ہمس' رخوت' استعلاء' الطباق' اصمات' صفیر |
| ۱۵ | ض | جہر' رخوت' استعلاء' الطباق' اصمات' استطالت |
| ۱۶ | ط | جہر' شدت' استعلا' الطباق' اصمات' قلقلہ |
| ۱۷ | ظ | جہر' رخوت' استعلا' الطباق' اصمات |
| ۱۸ | ع | جہر' توسط' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۱۹ | غ | جہر' رخوت' استعلا' انفتاح' اصمات |
| ۲۰ | ف | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اذلاق |
| ۲۱ | ق | جہر' شدت' استعلا' انفتاح' اصمات' قلقلہ |
| ۲۲ | ک | ہمس' شدت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۲۳ | ل | جہر' توسط' استفال' انفتاح' اذلاق' انحراف |
| ۲۴ | م (غنہ) | جہر' توسط' استفال' انفتاح' اذلاق |
| ۲۵ | ن (غنہ) | جہر' توسط' استفال' انفتاح' اذلاق |
| ۲۶ | و (لین مدہ) | جہر' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۲۷ | ہ | ہمس' رخوت' استفال' انفتاح' اصمات |
| ۲۸ | ء | جہر' شدت' استفال' انفتاح' اصمات |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۹ | ی (لین مدہ) | جہر' رخوت' استفل' انفتاح' اصمات |

# حروف کے القاب

باعتبار صفات حروف کے درج ذیل انیس القاب ہیں۔

مہموسہ' مجہورہ' شدیدہ' رخوہ' متوسطہ' مستعلیہ' مستفلہ' مطبقہ' منفتحہ' مذلقہ' مصمتہ' صفیریہ' مقلقلہ' منحرفہ' لینیہ' مکررہ' متفشیہ' مستطیلہ' غنہ'

| اقوی | قوی | متوسط | ضعیف | اضعف |
|---|---|---|---|---|
| ض | ج۔ د | ء۔ ا۔ ز | س۔ ش | ث۔ ح |
| ط۔ ظ | ص۔ غ | ت۔ خ | ل۔ و | ن۔ م |
| ق | ر۔ ب | ذ۔ ع۔ ک | ی | ف۔ ہ |
| ۴ حروف | ۶ حروف | ۸ حروف | ۵ حروف | ۶ حروف |

اقوی: وہ حروف جن میں یا تو صفات ضعیفہ بالکل نہ ہوں یا صرف ایک ہو۔

قوی: تعداد میں صفات قوت زیادہ ہوں اور صفات ضعف کم مگر یہ صفات ضعیفہ کم از کم دو ہوں۔

متوسط: جن حرفوں میں صفات قویہ اور ضعیفہ دونوں برابر برابر ہوں۔

ضعیف: جن میں صفات ضعیفہ اکثر ہوں اور صفات قویہ کم اور یہ صفات قویہ کم از کم دو ہوں۔

اضعف: جن میں صفات قویہ یا تو بالکل نہ ہوں یا صرف ایک صفت قویہ ہو۔

اہم نکتہ : اب آئندہ بیان صفات ممیّزہ کا ہے جو مشکل بھی ہے اور آسان بھی، مشکل اس بنا پر کہ اگر صفات کا بیان طالب علم اچھی طرح سے یاد نہ کر پائے گا تو اسے صفات ممیّزہ کے بیان میں بہت دشواری پیش آئے گی اور اگر صفات کا بیان اچھی طرح ذہن نشین ہو چکا ہے تو صفات ممیّزہ کا بیان بہت آسان معلوم ہو گا۔ اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس بابت اہتمام فرمائیں۔



## سوالات

۱: صفت کی تعریف اور معنی بیان کریں۔

۲: صفت لازمہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں۔

۳: صفت جہر، رخوت اور اصمات کی تعریفات مع حروف بیان کریں۔

۴: قلقلہ۔ استطالت اور انحراف کی تعریفات مع حروف بیان کریں۔

۵: ر، ق، ن اور غ کی صفات بیان کریں۔

۶: صفات متضادہ کی تعریف کریں نیز ان کی اقسام بیان کریں۔

۷: غیر متضادہ لازمہ ہیں یا عارضہ ان کی تعداد بیان کریں۔

۸: حروف مجہورہ میں مستعلیہ کتنے ہیں؟

۹: مہموسہ میں مطبقہ کتنے ہیں؟

۱۰: صفات لازمہ میں صفات قوی اور ضعیف بیان کریں۔

۱۱: حروف کے القاب باعتبار صفات کے بیان کریں۔

۱۲: حروف اقویٰ، متوسطہ اور اضعف کی وضاحت کریں اور حروف بیان کریں۔

# صفات ممیزہ کا بیان

مخارج کے باب میں بعض ایسے مخارج ہیں جن سے ایک ایک حرف ادا ہوتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن میں سے دو دو تین تین حروف ایک ہی مخرج سے ادا ہوتے ہیں۔ لیکن وہ حروف جو ایک ایک مخرج سے ایک ایک ہی ادا ہوتے ہیں۔ تو وہاں کوئی اشکال نہیں لہذا ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر وہ حروف جو ایک مخرج سے دو دو تین تین ادا ہوتے ہیں۔ ان میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کا مخرج ایک ہے تو ان کی آواز ایک کیوں نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض حروف میں ایسی صفات لازمہ منفردہ ہیں۔ جو کہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے جدا کر دیتی ہیں۔ ان کے بیان کرنے کی ضرورت تھی لہذا ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

تفصیل درجہ ذیل ہے' (نوٹ) یہ نقشہ فراء کے قول کے مطابق ہے ان کے نزدیک حروف کے مخارج ۱۴ ہیں اور کتاب میں مخارج خلیل کے مذہب کے مطابق بیان کیے ہیں۔

| حروف متحدہ فی المخارج | صفات مشترک | صفات ممیزات |
| --- | --- | --- |
| ا ۔ ء ۔ ہ | استفال انفتاح اصمات | ا<br>ممتاز ہے ء اور ہ سے مدت میں۔ اور ء نے جدا کر دیا ھا کو جہر اور شدت سے |
| ع۔ ح | استفال | ع |

| | | |
|---|---|---|
| | انفتاح اصمات | نے جدا کر دیا ح کو صفت جہر اور توسط سے۔ اور ح نے جدا کر دیا ع کو صفت رخوت سے۔ |
| غ۔ خ | رخوت استعلاء انفتاح اصمات | غ نے جدا کر دیا خ کو صفت جہر سے اور خ نے جدا کر دیا غ کو صفت ھمس سے۔ |
| ج۔ ش۔ ی | استفل انفتاح اصمات | ج نے جدا کر دیا ش اور ی کو صفت شدت اور قلقلہ سے اور ش نے جدا کر دیا ج۔ ی کو صفت ھمس اور تفشی سے ج اور ی نے جدا کر دیا ش کو صفت جہر سے۔ |
| ط۔ د۔ ج | شدت اصمات | ط۔ د کو جدا کیا ت سے صفت جہر اور قلقلہ نے اور ت۔ د کو جدا کیا ط سے صفت استفل اور انفتاح نے۔ |
| ظ۔ ذ۔ ث | رخوۃ۔ اصمات | ظ ذ نے جدا کیا ث کو صفت جہر سے ظ نے جدا کیا ذ۔ ث کو صفت استعلاء اور اطباق |

| | | |
|---|---|---|
| | | ہے۔ |
| ص۔ ز۔ س | رخوۃ<br>اصمات<br>صفیر | ص۔ س نے جدا کر دیا ز کو صفت ہمس سے ز۔ س نے جدا کر دیا ص کو صفت استفال اور انفتاح سے اور ص نے جدا کیا ز۔ س کو صفت استعلاء اور الطباق سے ز نے جدا کیا ص۔ س کو صفت جہر سے۔ |
| ل۔ ن۔ ر | جہر<br>توسط<br>استفال<br>انفتاح<br>لزلاق | ل۔ ر۔ نے جدا کر دیا ن کو صفت انحراف سے ن نے جدا کر دیا ل۔ ر کو صفت غنہ سے۔ ر نے جدا کیا ل۔ ن کو صفت تکریر سے۔ نوٹ: خلیل اور سیبویہ کے نزدیک ان تینوں کا مخرج علیحدہ علیحدہ ہے مگر فراء کے نزدیک ان تینوں کا مخرج ایک ہے۔ اس لیے ان کو صفات ممیزات میں ذکر کیا گیا ہے۔ |
| و۔ ب۔ م | جہر<br>استفال<br>انفتاح | ب نے جدا کر دیا م۔ و کو صفت شدت اور قلقلہ سے م نے جدا کردیا و۔ ب |

| | | |
|---|---|---|
| | | کو صفت توسط اور غنہ سے۔ نوٹ: ان کا مخرج ایک ہے یعنی شفتان مگر ان کے ادا کی کیفیت علیحدہ علیحدہ ہے اس لیے ذکر کیا ہے۔ |
| ض۔ ظ | جہر رخوت استعلاء اطباق اصمات | ض نے جدا کر دیا ظ کو صفت استطالت سے نوٹ : ان دونوں حرفوں کا مخرج علیحدہ ہے مگر صفات ذاتیہ میں مشترک ہونے کی وجہ سے ان دونوں میں فرق کرنا ضروری تھا۔ اس لیے ان کو صفات ممیزات میں ذکر کیا گیا ہے۔ |

# صفات عارضہ کا بیان

## صفات عارضہ کی تعریف

ایسی صفات جو حروف میں کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں۔ اور اگر یہ صفات ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی حرف رہے مگر اس کا حسن و زینت باقی نہ رہے۔

## صفات عارضہ کے دیگر نام

صفات عارضہ کے مشہور چار نام ہیں (ا) محسنہ (۲) محلیہ (۳) مزینہ (۴) عارضیہ

## صفات لازمہ اور عارضہ میں فرق

صفات لازمہ اور صفات عارضہ کے درمیان مندرجہ ذیل چار بنیادی فرق ہیں۔

(ا) صفات لازمہ میں غلطی کو لحن جلی اور صفات عارضہ میں غلطی کو لحن خفی کہتے ہیں۔

(۲) صفات لازمہ کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتیں جب کہ صفات عارضہ کسی سبب پر موقوف ہوتی ہیں۔

(۳) صفات لازمہ تمام حروف میں پائی جاتی ہیں جبکہ صفاتِ عارضہ صرف بعض حرفوں میں پائی جاتی ہیں۔

(۴) صفات لازمہ حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جاتی ہیں۔ مگر صفات عارضہ حروف میں کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں پائی جاتیں۔

مجودین کے نزدیک مشہور صفات عارضہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) ادغام (۴) اقلاب (۵) اظہار (۶) اخفاء (۷) غنہ زمانی (۸) صلہ (۹) تسہیل (۱۰) ابدال (۱۱) حذف (۱۲) مد فرعی

مذکورہ صفات کو ہم آگے چل کر مزید تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ لیکن مناسب ہے کہ ان صفات کو یہیں اچھی طرح ازبر کر لے تاکہ جب تفصیلی بیان آگے آئے تو اس کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

صفات کی تعریفات اور تفصیلی تشریح و توضیح کے باوجود اس کو آپ صحیح طور پر اسی وقت سمجھ سکے گے جب استاذ ان کی ادائیگی آپ کو کر کے بتائیں گے۔

جیسا کہ اخفاء اور غنہ زمانی کی ادائیگی میں ہوتا ہے کہ بعض طلباء اخفاء کی جگہ غنہ زمانی اور غنہ زمانی کی جگہ اخفاء کر دیتے ہیں۔

اور یقیناً" ان قبیح اغلاط سے بچنے کا اہتمام صرف اور صرف استاذ سے مشق کرنے پر ہی موقوف ہے۔

# لام کی حالتوں کا بیان

لام کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں۔

(۱) تفخیم (۲) ترقیق

## (۱) تفخیم[۱]

اگر لفظ اللہ کے ماقبل زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کے لام کو پر پڑھیں گے۔
جیسے وَاللّٰہُ یُحِبُّ اللّٰہُ وغیرہ

## (۲) ترقیق

اگر لفظ اللہ کے ماقبل زیر ہو تو لفظ اللہ کو باریک پڑھیں گے۔
مثلاً یُوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَکُمۡ وغیرہ اسے ترقیق کہتے ہیں۔ لفظ اَللّٰھُمَّ کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ یعنی اگر لفظ اَللّٰھُمَّ کے ماقبل زبر یا پیش ہو تو اسے پر پڑھیں گے۔ مثلاً مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ قَالُوا اللّٰھُمَّ وغیرہ۔ اگر ماقبل زیر ہو تو اسے باریک پڑھیں گے۔ مثلاً قُلِ اللّٰھُمَّ وغیرہ۔

# توجیہات تفخیم و ترقیق

فتحہ ساتھ انفتاح فم اور صوت کے ادا ہوا ہے۔ انفتاح کو تفخیم لازم ہے۔ اس لیے لفظ اللہ کے ماقبل فتحہ کی صورت میں اس کا لام مفخم ہوتا ہے۔

---

[۱] لفظ اللہ کے لام کے سوا تمام لامات باریک پڑھے جاتے ہیں۔ بعض ناواقف مَا وَلّٰھُمۡ کے لام کو بھی پر پڑھ جاتے ہیں کیونکہ اس کی آواز اَللّٰھُمَّ کے مشابہ ہے۔ اس کو صرف اور صرف باریک ہی پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ وَلّٰی یُوَلِّیۡ سے ہے اور ھم ضمیر ہے۔

ضمہ ساتھ انضمام شفتین اور صوت کے ادا ہوتا ہے اور انضمام کو بھی تفخیم لازم ہے۔ اس وجہ سے لام اسم الجلالہ کے ماقبل ضمہ ہو تو یہ لام بھی پر ہوتا ہے۔

کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے ادا ہوتا ہے اور انخفاض کو ترقیق لازم ہے۔ اس لیے اگر لام اللہ کے ماقبل کسرہ ہو تو یہ لام باریک پڑھا جاتا ہے۔

## سوالات

۱: کس لام پر تفخیم و ترقیق ہوتی ہے؟

۲: لفظ اللہ میں تفخیم کب ہوتی ہے؟

۳: لفظ اللہ میں تفخیم کی تین مثالیں دیں۔

۴: لفظ اللہ مرقق کی مثال مع قاعدہ بیان کریں۔

۵: لفظ اَللّٰھُمَّ کا قاعدہ بیان کریں نیز بمع امثلہ وضاحت کریں۔

# را کی حالتوں کا بیان

را کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) مختلف فیہ

را بارہ حالتوں میں پر ہوتی ہے' سات حالتوں میں باریک اور سات کلمات میں مختلف فیہ یعنی پر اور باریک دونوں وجوہ ہیں

## تفخیم

مندرجہ ذیل بارہ حالتوں میں را پر ہو گی۔

نمبر ۱: را پر زبر ہو۔ جیسے یَرَوْنَهَا

نمبر ۲: را پر پیش ہو جیسے خَيْرٌ لَّكُمْ

نمبر ۳: را مشدد سما پر زبر ہو جیسے اَلرَّحْمَانُ

نمبر ۴: را مشدد پر پیش ہو جیسے شَرٌّ لَّهُمْ

نمبر ۵: را ساکن ماقبل زبر ہو جیسے وَالْمَرْجَانُ

نمبر ۶: را ساکن ماقبل پیش ہو جیسے بُرْهَانَانِ

نمبر ۷ را ساکن ماقبل کسرہ عارضی ہو جیسے اِرْجِعْ

نمبر ۸: را ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو۔ جیسے اَمِ ارْتَابُوا

نمبر ۹: را ساکن ماقبل کسرہ اور مابعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف

---

سما رائے مشدد مجودین کے نزدیک ایک را کے حکم میں ہوتی ہے اپنی حرکت کے مطابق پر یا باریک پڑھی جاتی ہے۔ بعض ناواقف اس کو دو شمار کر کے پر یا باریک پڑھتے ہیں یہ غلط ہے اگر اس کو دو رائیں شمار کریں تو پہلی دوسری کے تابع ہوگی۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اسی کلمہ میں ہو۔ جیسے قِرْطَاسٌ۔ اِرْصَادًا۔ لَبِالْمِرْ صَادِ۔ فِرْقَةٍ

نمبر۱۰: را ساکن ماقبل ساکن ماقبل زیر ہو جیسے اُولِی الْاَبْصَارِ۔

نمبر۱۱: را ساکن ماقبل ساکن ماقبل پیش ہو جیسے اَللّٰهُ نُوْرٌ۔

نمبر۱۲: را مرامہ مضمومہ یعنی جس پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے۔ جیسے مُنْتَصِرٌ

نوٹ: رائے ساکن سے پہلے اگر کسرہ عارضی ہو تو را پر ہو گی اگر لفظ اللہ سے پہلے کسرہ عارضی ہو تو لام پر نہ ہو گا۔ کیونکہ لفظ اللہ میں اصل ترقیق ہے اور اصل سے پھیرنے کے لیے کسی قوی سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسرہ عارضی سبب ضعیف ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں بخلاف راء کے' کیونکہ اس میں اصل تفخیم ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لام اور راء دونوں حروف مستفلہ میں سے ہیں مگر را میں تفخیم اصل ہے اور لام میں ترقیق کیسے اصل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ راء زیادہ حالتوں میں پر اور کم حالتوں میں باریک ہوتی ہے اس لیے اس پر تفخیم اصل ہے دوسری بات یہ ہے کہ راء میں پشت زبان کو دخل ہے اور پشت زبان اطباق کا محل ہے۔

## ترقیق

مندرجہ ذیل سات حالتوں میں را باریک ہو گی۔

نمبر۱: راء کے نیچے کسرہ ہو۔ جیسے رِجَالٌ

نمبر۲: راء مشدد کے نیچے کسرہ ہو جیسے۔ اَلرِّجَالُ

نمبر۳: راء ساکن ماقبل کسرہ اصلی ہو۔ جیسے شِرْعَةً

نمبر۴: راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل کسرہ ہو۔ جیسے السِّحْرْ

نمبر۵: راء ساکن ماقبل یا ساکنہ سا ہو۔ جیسے خَبِیْرٌ
نمبر۶: راء ممالہ یعنی وہ را جس پر امالہ کیا جائے۔ جیسے مَجْرٖھَا ۲
نمبر۷: راء مرامہ مکسورہ جس پر وقف بالروم کیا جائے۔ جیسے۔ اَلنَّارِ

## مختلف فیہ

مندرجہ ذیل سات کلمات میں را مختلف فیہ ہو گی۔

نمبر۱: مِصْرَ ۳ سورۃ یوسف دو جگہ سورۃ یونس میں ایک جگہ سورۃ الزخرف ایک جگہ

نمبر۲: فَاَسْرِ سورہ ہود' فجر اور دخان میں۔

نمبر۳: اَنْ اَسْرِ سورہ طٰہٰ و شعراء میں۔

نمبر۴: نُذُرْ۔ سورہ قمر میں چھ جگہ۔

نمبر۵: اِذَا یَسْرِ سورہ فجر میں ایک جگہ۔

نمبر۶: اَلْجَوَارِ سورہ تکویر میں ایک جگہ۔

نمبر۷: اَلْقِطْرِ سورہ سبا میں ایک جگہ۔

یہ سب وہ کلمات ہیں جن میں وقفاً" دو وجہیں یعنی تفخیم و ترقیق جائز ہیں۔ ایسے کلمات جن میں تفخیم و ترقیق دونوں وجہیں جائز ہیں ان میں سے صرف کُلُّ فِرْقٍ سورہ شعراء والا ایسا کلمہ ہے جس میں وقفاً" وصلا تفخیم

---

۱۔ را ساکن ماقبل یا ساکن ہو تو پھر ماقبل کی حرکت کا اعتبار نہ ہو گا۔

۲۔ روایت حفصؒ میں صرف اسی کلمہ میں امالہ ہوا ہے اور اس کا تلفظ اسی طرح ہو گا جس طرح پیارے ہمارے بارے کی را کا ہوتا ہے۔

۳۔ مِصْراً جو کہ سورۃ البقرۃ میں ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس میں وصلاً" و وقفاً" تفخیم ہے۔

و ترقیق جائز ہے۔ باقی کلمات میں جو اختلاف ہے وہ صرف وقفاً ہے وصلاً ہرگز نہیں۔

(نوٹ) را ساکنہ ماقبل کسرہ ہو تو را باریک ہوتی ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل تین شرطیں ہیں۔

(۱) کسرہ اصلی ہو۔

(۲) کسرہ اسی کلمہ میں ہو۔

(۳) را ساکن مابعد حرف مستعلیہ نہ ہو۔

ان شرائط کے پائے جانے سے راء باریک ہو گی بصورت دیگر راء پر ہو گی۔ جیسے فِرْعَوْنَ

(۳) الف مدہ بھی ان حروف میں سے ہے۔ جو بعض حالتوں میں مفخم اور بعض حالتوں میں مرقق پڑھا جاتا ہے۔ الف کے بارے میں یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ماقبل کا تابع ہے۔

ماقبل اگر فتحہ ہے تو الف کی ذات برقرار رہے گی۔ اگر ماقبل کسرہ یا ضمہ آجائے تو الف کی ذات برقرار نہیں رہے گی۔ اسی طرح صفات کے اعتبار سے بھی ماقبل کا تابع ہے اگر ماقبل حرف مفخم ہے تو الف بھی مفخم ہوگا۔ جیسے وَالْخَامِسَۃُ۔ اَنْصَارِیْ۔ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ اَلْغَاشِیَۃِ۔ اَفَطَالَ۔ قَالَ۔ اَلظَّاهِرُ وغیرہ۔

اگر ماقبل کوئی ایسا حرف ہو جو مرقق ہے تو الف بھی مرقق ہوگا جیسے مٰلِکِ۔ ذٰلِکَ الْکِتَابُ۔ نَاصِرُ۔ اَلتَّآئِبُوْنَ۔ اَلْجَوَارِ۔ عَامِلَۃٌ وغیرہ۔

جو حروف مفخم ہوتے ہیں ان میں باہم فرق ہوتا ہے ان کی ترتیب

درج ذیل ہے۔

(۱) سب سے زیادہ لفظ اَللّٰہُ کا لام

(۲) طا (۳) صاد (۴) ضاد (۵) ظا (۶) قاف (۷) غین (۸) خاء (۹) را ہے۔

فائدہ: اسی طرح فرق اس الف میں پر پڑھنے کے لحاظ سے ہے جو ان کے بعد ہوگا جس درجہ کا مفخم ہوگا اسی درجہ کا الف بھی پر ہوگا۔

## سوالات

س ۱: را کی کتنی حالتیں ہیں؟

س ۲: را مشدد کا کیا حکم ہے؟

س ۳: را ساکن ماقبل کسرہ ہو تو اس کے باریک ہونے کی کتنی شرطیں ہیں؟

س ۴: روم و اشمام والی را کا کیا حکم ہے؟

س ۵: را متحرکہ و ساکنہ کا کیا حکم ہے؟

س ۶: وہ کلمات کتنے ہیں جن میں را وقفاً" وصلاً مختلف فیہ ہے؟

س ۷: چار کلمات بیان کریں جن میں وقفاً" اختلاف ہے اور وصلاً نہیں۔

س ۸: را ممالہ کا حکم مع امثلہ بیان کریں۔

# ادائے حرکات

## فتحہ

انفتاح فم اور صوت سے ادا ہوتا ہے۔

## کسرہ انخفاض

فم اور صوت سے ادا ہوتا ہے۔

## ضمہ

انضمام شفتین اور صوت سے ادا ہوتا ہے۔ اگر حرکات کو مذکورہ بالا مخارج سے ادا نہ کیا جائے تو وہ مجہول ہو جائیں گی۔ مثلاً اگر فتحہ کو انخفاض فم سے ادا کیا جائے تو یہ کسرہ کے مشابہ ہو جائے گا۔ اگر فتحہ میں انضمام ہو گیا تو یہ ضمہ کے مشابہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسرہ میں کامل انخفاض نہ ہوا تو یہ فتحہ کے مشابہ ہو جائے گا۔

حرکات کی تصحیح کے بارے میں انتہائی کوشش سے کام لینا چاہیے۔ اکثر خیال نہ کرنے سے حرکات مجہول ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان کی ادائیگی میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی صحیح ادائیگی کا دار و مدار ماہر استاذ سے تلقی پر ہے۔

نوٹ: مزید اس کو تصویر میں سمجھیں۔

# میم ساکن و مشدد کے قواعد

میم مشدد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے۔ ناک میں آواز لے جانے کو غنہ کہتے ہیں۔ غنہ کی مقدار ایک الف[1] کے برابر ہے۔ مثلاً ثمّ۔ عمّ۔ لمّا۔ وغیرہم

نوٹ: یہ غنہ زمانی بطور صفت کے نون اور میم میں پایا جاتا ہے۔

# میم ساکنہ کے قواعد

میم ساکنہ کے مندرجہ ذیل تین قواعد ہیں۔

(۱) ادغام (۲) اظہار (۳) اخفاء

## ادغام

میم ساکن کے بعد اگر میم آجائے تو وہاں ادغام ہو گا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جائیں گی۔ اور میم مشدد کی طرح اس میں غنہ بھی ہو گا۔

مثلاً عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۔ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ۔ غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ مِنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ۔ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ ۔ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ۔ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ۔ وغیرہم اس ادغام کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں۔ یہاں غنہ زمانی بطور صفت کے ہوتا ہے۔

---

[1] ایک الف کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ علمائے تجوید نے یہ بیان کیا ہے کہ کھلی انگلی کو متوسط طریقہ سے بند کرنا اور بند انگلی کو اسی طرح سے متوسط طریقہ سے کھولنا۔ مگر یہ محض اندازہ ہے اصل دارو مدار اساتذہ فن سے براہ راست مشق کرنے پر ہے۔

## اظہار

میم ساکنہ کے بعد اگر با اور میم کے علاوہ کوئی حرف آ جائے[1] تو وہاں اظہار ہو گا۔ جیسے فِیْکُمْ رَسُوْلاً۔ عَلَیْکُمْ شَہِیْداً۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ لَھُمْ طَرِیًّا۔ اَمْرُھُمْ۔ وَلَمْ تَرْقُبْ۔ اِلَیْھِمْ قَوْلاً۔ وَامْضُوْا وغیرہ اسے اظہار شفوی کہتے ہیں۔

## اخفاء

میم ساکن کے بعد اگر با آ جائے تو وہاں اخفاء مع الغنہ ہو گا۔

## اخفاء کا طریقہ

اس اخفاء کا طریقہ یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرتے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصہ کو بہت نرمی سے ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جائے پھر دونوں ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی ہونٹوں کے تری والے حصے کو سختی سے ملا کر با کو ادا کیا جائے۔ جیسے فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ۔ وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی، عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ، اُرْسِلْتُمْ بِہٖ۔ مِنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِھِمَا۔ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ۔ فَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ۔ وغیرہ
اسی قسم کے اخفاء کو اخفائے شفوی کہتے ہیں۔

---

[1] با اور میم کے علاوہ باقی چھبیس حروف میں اظہار شفوی ہوتا ہے الف کو ان حروف میں اس لیے شامل نہیں کیا گیا کہ ساکن حرف کے بعد الف کبھی نہیں آتا لہٰذا میم ساکن کے بعد بھی الف نہیں آتا۔

تنبیہ : بعض طلباء اس اخفاء و اظہار میں با۔ واؤ اور فا کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں اور اس قاعدہ کا نام "بوف" کا قاعدہ رکھا ہے۔ یعنی بعض طلباء تو تینوں میں اخفاء کرتے ہیں اور بعض طلباء تینوں میں اظہار کرتے ہیں اور بعض ان حرفوں کے پاس میم ساکن کو ایک گونہ حرکت دیتے ہیں جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ يَمُدُّهُمْ فِيْ یہ سب خلاف قاعدہ ہے۔ پہلا اور تیسرا قول تو بالکل ہی غلط ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔

## سوالات

۱: کونسی میم کے قواعد ہوتے ہیں؟

۲: میم ساکنہ کے کتنے قواعد ہیں؟ بیان کریں۔

۳: میم ساکنہ کے ادغام کا قاعدہ مع امثلہ بیان کریں۔

۴: میم ساکنہ میں اظہار کا قاعدہ مع امثلہ بیان کریں۔ اس اظہار کو کیا کہتے ہیں اور کیوں کہتے ہیں؟

۵: میم ساکنہ میں اخفاء کب ہوتا ہے؟ اس کا طریقہ مع امثلہ بیان کریں۔

۶: میم مشدد اور میم مخفی میں جو غنہ ہوتا ہے ان میں کیا فرق ہے؟

# نون ساکن و مشدد کے قواعد

نون دو طرح کا ہوتا ہے متحرک و ساکن۔ قواعد صرف نون ساکنہ کے ہوتے ہیں البتہ نون متحرک میں جو نون مشدد ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ ہوتا ہے جب کہ نون ساکنہ میں نون تنوین بھی داخل ہے۔ کیونکہ ان کی آواز ایک جیسی ہوتی ہے جیسے عَنْ۔ مِنْ کُنْ وغیرہ اور دو زبر۔ دو زیر یا دو پیش جیسے حَرَبًا۔ خَیْرٌ۔ اَجْرٌ وغیرہم

## نون ساکن

نون ساکنہ وہ ہوتا ہے جو ثابت فی الرسم ہو اور اس پر کسی قسم کی حرکت نہ ہو۔ جیسے کَمَنْ۔ یَنْصُرُوْنَ۔ مِنْ۔ اَنْصَارٍ۔ مِنْہُ عَنْہُ اَنْتُمْ وغیرہ۔

## نون تنوین

نون ساکن زائدہ جو کلمہ کے آخر میں ہو اور غیر مرسوم ہو اسے نون تنوین کہتے ہیں۔ جیسے رِزْقًا۔ کُتُبٌ۔ صَالِحٌ۔ اَمْوَاتًا۔ عَذَابٌ۔ فَضْلٌ۔ عِلْمٌ اَلِیْمٌ وغیرہ

نوٹ : دو زبر۔ دو زیر۔ اور دو پیش علامات نون تنوین کہلاتی ہیں۔

# نون ساکن و تنوین میں فرق

نون ساکن و تنوین کے درمیان مندرجہ ذیل چار فرق ہیں۔

(ا) نون ساکن لکھا جاتا ہے۔ جیسے فَمَنْ۔ مگر نون تنوین لکھا نہیں ہوتا بلکہ اس کی جگہ دو زبر۔ دو زیر اور دو پیش کی علامات لکھی جاتی ہے مثلاً اَبَدًا

بَئِیۡسٍ۔ فقیر وغیرہم۔

(ب) نون ساکنہ وقفاً" وصلاً" پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَکۡرَمَنِۚ۔ وَمَنۡ قَالَ سَاُنۡزِلُ وغیرہم، مگر نون تنوین صرف وصلاً پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً اَحَدٌ۔ کُلٌّ کو وقفاً اَحَدۡ۔ کُلۡ پڑھا جائے گا۔

(ج) نون ساکنہ اسم۔ فعل۔ حرف تینوں میں آتا ہے۔ مثلاً اَنۡفُسُهُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ۔ من وغیرہم مگر نون تنوین صرف اسم ہی میں آتا ہے۔ مثلاً عَذَابٌ

(د) نون ساکن ہمیشہ کلمہ کے درمیان اور آخر میں آتا ہے مثلاً یَنۡظُرُ اِلَیۡکَ۔ نَقُوۡلُ لَهٗ کُنۡ مگر نون تنوین کلمہ کے آخر میں آتا ہے۔ نَارٌ، بِبَاسِطٍ وغیرہم۔

## نون مشدد

اگر نون پر تشدید ہو تو اسے نون مشدد کہتے ہیں یہ ہمیشہ متحرک ہوتا ہے۔ نون مشدد میں بقدر الف کی مقدار غنہ ضروری ہے۔ یہ غنہ نون مشدد میں بطور صفت کے ہوتا ہے۔ مثلاً اِنَّ۔ هُنَّ۔ مِنَّا۔ جِنَّ۔ مَنَّ اللّٰهُ کُنَّا۔ یَظُنُّوۡنَ۔ وغیرہ۔

نون ساکن و تنوین کے مندرجہ ذیل چار قواعد ہیں۔

ا۔ اظہار۔ (۲) ادغام (۳) اقلاب (۴) اخفاء۔

## اظہار

اظہار کے لغوی معنی ظاہر کر کے پڑھنا کے ہیں۔

## اظہار کی تعریف

نون کو اس کے مخرج اصلی سے مع جمیع صفات کے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔

## اظہار کا قاعدہ

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں اظہار ہو گا۔ حروف حلقی یہ ہیں۔ ء۔ ھ۔ ع۔ ح۔ غ۔ خ۔

## اظہار کی امثلہ

اِنْ اَنْتَ۔ جُرُفٍ ھَارٍ۔ فَانْھَارَ۔ مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ۔ نَارٌ حَامِیَةٌ۔ مِنْ غَیْرِ کُمْ۔ مِنْ خَیْرٍ۔ یَنْأَوْنَ۔ فَلَا تَنْھَرْ۔ اَنْعَمْنَا۔ وَانْحَرْ۔ وَ الْمُنْخَنِقَةُ مِنْھُمْ مِنْ عَمَلِکُمْ وغیرہما اسے اظہار حلقی کہتے ہیں۔

## ادغام

ادغام کے لغوی معنی ادخال یعنی داخل کرنے کے ہیں۔

## ادغام کی تعریف

پہلے حرف کو دوسرے حرف میں داخل کر کے اس طرح پڑھنا کہ دونوں ایک ساتھ مشدد ادا ہوں۔ پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں جیسے قُلْ رَّبِّ

## ادغام کا قاعدہ

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آ

جائے تو وہاں ادغام ہو گا۔ یہ ادغام دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ادغام بالغنہ (۲) ادغام بلا غنہ۔

## ادغام بالغنہ

یومن کے چار حرفوں میں ادغام بالغنہ ہوتا ہے یعنی ادغام بالغنہ میں مدغم کی صفت غنہ کو باقی رکھا جاتا ہے۔ مثلاً مَنْ يَّشَاءُ مِنْ مَّاءٍ۔ مِنْ وَّلِيٍّ۔ مِنْ نَّصِيْرٍ۔ مِنْ وَّالٍ۔ مَنْ يَّقُوْلُ۔ مَنْ نَّشَاءُ مِمَّنْ مَّعَكَ۔ وغیرہ۔

## ادغام بلا غنہ

ل۔ ر میں ادغام بلا غنہ ہوتا ہے۔ اس ادغام میں مدغم کی کوئی صفت باقی نہیں رکھی جاتی۔ اس لیے اسے ادغام تام بھی کہتے ہیں جیسے مِنْ لَّدُنَّا۔ مِنْ رَّبِّكُمْ

ل' راء میں علامہ جزریؒ کے نزدیک ادغام مع الغنہ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ نون مقطوع مرسوم ہو۔ مثلاً مِنْ لَّدُنَّا۔ مَنْ رَّاقٍ۔ مِنْ لَّبَنٍ۔ مِنْ رَّسُوْلٍ۔ مِنْ رَّحِيْقٍ۔ عَنْ رَّبِّهِمْ

## ادغام کی شرط

اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ دو کلمے ہوں۔ پہلا حرف یعنی مدغم پہلے کلمے کے آخر میں ہو۔ اور حرف یرملون میں سے کوئی حرف جسے مدغم فیہ کہتے ہیں۔ دوسرے کلمے کے شروع میں ہو تو ادغام ہو گا۔ اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو اظہار ہو گا۔ مثلاً اَلدُّنْيَا۔ صِنْوَانٌ۔ قِنْوَانٌ۔ بُنْيَانٌ' اس اظہار کو اظہار مطلق

کہتے ہیں۔ پس پورے قرآن مجید میں یہی چار کلمات ہیں جن میں اظہار کیا جاتا ہے۔

## اقلاب

اقلاب کے لغوی معنی بدلنے کے ہیں۔

## اقلاب کی تعریف

نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرنا۔ اسے قلب یا اقلاب کہتے ہیں۔

## اقلاب کا قاعدہ

نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر با آ جائے خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں تو وہاں نون کو میم سے بدل کر اخفاء کریں گے۔ مثلاً اَنۢبِيَاءَ اللّٰهِ۔ مِنۢ بَيْنِكُمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا۔ مِنۢ بُطُوْنِ۔ اَنۢبِئْهُمْ مِنۢ بَعْدِ۔ مَنۢ بَعَثَنَا۔ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ اَلِيْمٌۢ بِمَا۔

سوال یہ ہے کہ میم منقلبہ عن النون اور اصلی میم کے اخفاء میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے طریقہ ادائیگی میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔

البتہ جو میم منقلبہ عن النون ہے اس میں اخفاء واجب ہے۔ اور جو اصل میم ہے اس میں اخفاء جائز ہے۔ یعنی علامہ جزریؒ کے نزدیک اس میں اظہار بھی جائز ہے۔ جب کہ میم منقلبہ عن النون میں کسی کے نزدیک بھی

اظہار جائز نہیں ہے۔

## اخفاء

اخفا کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔

## اخفاء کی تعریف

اظہار اور ادغام کے درمیان پڑھنے کو اخفاء کہتے ہیں۔

## اخفاء کا قاعدہ

نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی۔ حروف یَرْمَلُوْنَ یا با کے علاوہ کوئی اور حرف آ جائے تو وہاں اخفا ہو گا۔

حروف اخفاء پندرہ ہیں جو یہ ہیں۔ ت۔ ث۔ ج۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ف۔ ق۔ ک۔

## اخفاء کی امثلہ

اَفَاَنْتَ۔ اَنْجَیْنَا۔ عِنْدَ۔ لِتُنْذِرَ۔ وَاَنْزَلْنَا۔ لِلْاِنْسَانِ۔ مِنْ شَیْئٍ۔ مِنْ صِیَامٍ۔ مِنْ طَیِّبٰتِ۔ مِنْ قَبْلُ۔ مِنْ کُلِّ۔ وغیرہ

## اخفاء کا طریقہ

نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی سے علیحدہ رکھ کر۔ اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر بغیر تشدید کے اس طرح ادا کیا جائے کہ نہ تو اظہار ہو اور نہ ادغام بلکہ درمیانی حالت ہو۔ اسے اخفائے حقیقی کہتے ہیں۔

# اخفاء کی اقسام

اخفاء کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں۔

(۱) اخفائے مفخم (۲) اخفاء مرقق

## اخفائے مفخم

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد کوئی مفخم حرف آ جائے تو اخفاء بھی مفخم ہو گا۔ مثلاً شَیْئٌ قَدِیْرٌ، مَنْقُوْصٍ وغیرہما۔

## اخفائے مرقق

اگر نون ساکنہ یا منونہ کے بعد کوئی مرقق حرف آ جائے تو اخفاء بھی مرقق ہو گا۔ مثلاً بَخْسٍ دَرَاھِمَ۔ اَلْمَنْفُوْشِ وغیرہما۔

نوٹ : بعض طلباء ان اخفاء مفخم و مرقق کو ادا کرنے میں بہت غلطی کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کے لیے ماہر استاذ سے مشق کی جائے تاکہ اس غلطی کے ارتکاب سے محفوظ رہا جا سکے۔ اور دونوں کا فرق واضح طور پر ادا کر سکے۔

# نون کے بعض احکامات کی توجیہات

اقلاب کی وجہ یہ ہے کہ نون میں غنہ کا تلفظ الطباق شفتین کے ساتھ ثقل سے خالی نہیں اور ادغام بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ نون اور با کے مخرج کی نوعیت مختلف ہے گویا دونوں میں کوئی تناسب ہی نہیں لہٰذا درمیانی راہ اخفاء متعین ہوا اور اخفاء تک پہنچنے کا راستہ یہ اختیار کیا گیا کہ نون کو میم سے بدلا گیا کیونکہ نون کی مشارکت میم تھی اور میم اور با کا مخرج بھی مشترک ہے۔

اخفاء کی توجیہ یہ ہے کہ نون کے درمیان اور حروف اخفاء کے درمیان نہ تو اتنا قرب ہے کہ ادغام کیا جائے اور نہ اتنا بعد ہے کہ اظہار کیا جائے بلکہ درمیان ہے لہٰذا ادغام اور اظہار کی درمیانی حالت کو اختیار کیا گیا۔

# اخفاء اور ادغام میں فرق

اخفاء اور ادغام میں فرق یہ ہے کہ اخفاء اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت کا نام ہے جس میں تشدید نہیں ہوتی دیگر یہ کہ حرف کا اخفا عند غیرہ ہوتا ہے۔ اور ادغام فی غیرہ ہوتا ہے۔

لام و راء میں ادغام بلا غنہ اس لیے ہوتا ہے کہ تخفیف میں مبالغہ و کمال ہو کیونکہ غنہ کی بقا میں ایک قسم کا ثقل ہوتا ہے۔

یومن کے چار حروف میں ادغام بالغنہ ہوتا ہے اس پر سب متفق ہیں کہ واؤ اور یا میں ادغام کے وقت غنہ کی آواز مدغم کی ہے اور میم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک غنہ مدغم کا اور بعض کے نزدیک مدغم فیہ کا ہے یعنی میم

میں مختلف فیہ ہے۔

نون کے قواعد میں اظہار اصل ہے کیونکہ یہ وقفاً" وصلاً ادا ہوتا ہے اور یہ حروف حلقی کا محتاج نہیں ہوتا جیسے "عَنْ اَمْرِیْ" میں اگر عَنْ پر وقف کریں تو بھی اظہار ہے اور وصل کریں تو پھر بھی اظہار ہو گا۔ بخلاف ادغام و اخفاء اور اقلاب کے یہ وصلاً ہوں گے۔ وقفاً" نہیں کیونکہ یہ حروف کے محتاج ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب

نیز اظہار اس لیے کیا جاتا ہے کہ نون کے مخرج اور حروف حلقی کے مخارج کے درمیان بہ نسبت دوسرے حروف کے بعد ہے۔ اس لیے اظہار کرنے سے خفت حاصل ہوتی ہے۔

نون ساکنہ اور نون تنوین کا ادغام حروف یَرْمَلُوْنَ میں اس لیے کیا جاتا ہے کو نون اور حروف یَرْمَلُوْنَ میں قرب پایا جاتا ہے۔ نیز وہ کلمات جن میں اظہار مطلق کیا جاتا ہے ان میں ادغام کرنے سے ثقالت پیدا ہوتی ہے نیز ان کلمات میں اگر ادغام کیا جائے تو یہ کلمات بقول شاطبیؒ کے مضاعف کے مشابہ ہو جائیں گے۔

خلاصہ : یہ ہوا کہ نون میم مشدد ہو تو غنہ ہو گا ایسے ہی نون ساکن اور تنوین کے آگے سوائے حرف حلقی اور لام و راء کے جو حرف آئے گا غنہ ہو گا۔ ایسے ہی میم ساکن کے بعد با آئے تو اخفاء کی حالت میں غنہ ہو گا۔ غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔

تنبیہہ : یاد رہے کہ نون میم میں غنہ کرتے ہوئے اس حرف کو لمبا نہ کیا جائے۔ اَنَّ کو بعض اَنَا کر کے اور اَمَّ کو اَمَّا کر کے پڑھتے ہیں جو صریحاً"

غلط ہے وہ کلمہ جس میں غنہ اور مد جمع ہو رہے ہوں جیسے انا انزلنا تو اس قسم کے کلمات میں اکثر طلباء یا تو مد کو ترک کر دیتے ہیں اور اگر مد ادا کرتے ہیں تو غنہ ادا کرنا بھول جاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان امور کا خاص خیال رکھا جائے۔

## سوالات

۱: نون ساکن اور نون تنوین کی تعریف کریں۔

۲: نون ساکنہ و منونہ میں کتنے ممکنہ فرق ہیں؟

۳: نون ساکن اور تنوین کے کتنے قواعد ہیں؟

۴: نون ساکنہ و منونہ کا ادغام کتنے حروف میں ہوتا ہے؟ ادغام تام و ناقص کون کون سے حروف میں ہوتا ہے؟ امثلہ سمیت وضاحت کریں۔

۵: نون کے ادغام شرط بیان کریں۔ اگر یہ شرط کسی کلمہ میں نہ پائی جائے پھر کیا ہو گا؟ مثالیں بیان کریں۔

۶: اخفاء حقیقی کا طریقہ و تعریف مع امثلہ بیان کریں۔

۷: قلب کا قاعدہ مع امثلہ بیان کریں۔

۸: اخفاء شفوی اور قلب والے اخفاء میں کیا فرق ہے؟

۹: نون ساکن و تنوین کے قواعد کی توجیہات بیان کریں۔

# ہمزہ کے قواعد کا بیان

ہمزہ کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) ہمزہ وصلی (۲) ہمزہ قطعی

## ہمزہ وصلی

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف ہو جائے ہمزہ وصلی کہلاتا ہے۔ مثلاً رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ اصل میں رَبِّ اَلْعٰلَمِیْنَ ہے۔ لام تعریف کا ہمزہ وصلی ہونے کی وجہ سے گر گیا۔

## ہمزہ قطعی

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف نہ ہو ہمزہ قطعی کہلاتا ہے۔ مثلاً فَلَا اُقْسِمُ میں اُقْسِمُ کا ہمزہ قطعی ہے اس لیے یہ وسط کلام میں حذف نہیں ہوا۔

ہمزہ کے مندرجہ ذیل چار قواعد ہیں۔

(۱) تحقیق (۲) تسہیل (۳) ابدال (۴) حذف

## تحقیق

ہمزہ کو اس کے مخرج اصلی سے مع جمیع صفات کے ادا کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ مثلاً ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا۔ ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ۔ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ وغیرہم۔

## تسہیل

ہمزہ کو حروف مدہ اور ہمزہ کے درمیان پڑھنا تسہیل کہلاتا ہے۔ تسہیل

صرف اسی وقت ہوتی ہے جب دو ہمزہ باہم متصل جمع ہوں۔ مثلاً ءَاَعْجَمِیٌّ

## تسہیل کی اقسام

تسہیل کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں۔
(۱) تسہیل وجوبی (۲) تسہیل جوازی

## تسہیل وجوبی

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ دونوں قطعی متحرک ہوں تو انہیں خوب تحقیق سے پڑھا جائے گا جیسے ءَاَنتُمْ ءَاِنَّکَ ءَاُنْزِلَ وغیرہ۔ مگر اس سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی ءَاَعْجَمِیٌّ جو کہ سورۃ حم السجدہ میں ہے اس میں روایت حفص کی رو سے صرف تسہیل ہی تسہیل ہے۔ اسے تسہیل وجوبی کہتے ہیں۔

## تسہیل جوازی

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ میں تسہیل جائز ہے۔ اسے تسہیل جوازی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف چھ کلمات ایسے ہیں جن میں تسہیل جوازی ہوتی ہیں۔ مثلاً۔ ءَاللّٰهُ [1] ءَالذَّکَرَیْنِ [2] ءَآلْئٰنَ [3] ہر دو دو جگہ۔

---

[1] ءَاللّٰهُ ایک سورہ یونس میں اور دوسرا سورہ نمل میں آیا ہے۔
[2] ءَالذَّکَرَیْنِ دو جگہ سورہ الانعام میں آیا ہے۔
[3] ءَالْئٰنَ دو جگہ سورہ یونس میں آیا ہے۔ ان مذکورہ کلمات میں تسہیل کی صورت میں مد نہ ہوگی۔ بلکہ ابدال کی صورت میں مد فرعی ہوگی۔

## ابدال

ہمزہ ساکنہ یا متحرکہ کو ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے بدلنا ابدال کہلاتا ہے۔ مثلاً آللّٰہُ کہ اصلاً" ءَاَللّٰہُ تھا اور اٰمَنُوْا کہ اصلاً" اَءْمَنُوْا تھا۔ ابدال کی بھی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

(۱) ابدال وجوبی (۲) ابدال جوازی

## ابدال وجوبی

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کا ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے ابدال ہو گا۔ جیسے اٰمَنُوْا۔ اِیْمَانٌ کہ اصل میں ءَاْمَنُوْا اور اِءْمَانٌ تھا۔ اسے ابدال وجوبی کہتے ہیں۔

## ہمزہ ساکنہ منفردہ

اگر ہمزہ ساکنہ منفردہ کلمہ کے شروع میں ہو تو اس کلمہ سے ابتداء کرنے کے لیے ہمزہ وصلی شروع میں لایا جائے گا اور اس ہمزہ ساکنہ کا ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے ابدال بھی ہو گا جیسے فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ کہ اصلاً" فِی السَّمٰوٰتِ اءْتُوْنِیْ ہو گا اس قسم کا ابدال صرف ہمزہ ساکنہ منفردہ والے کلمات میں ابتداء کے وقت ہی ہوتا ہے وصلاً ابدال نہیں ہو گا۔ ہمزہ وصلی بھی وسط کلام میں حذف ہو جائے گا اسے بھی ابدال وجوبی کہتے ہیں۔

## ابدال جوازی

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح اکٹھے ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ کا الف سے ابدال جائز ہے۔ اس لیے اسے ابدال جوازی کہتے ہیں۔ ابدال جوازی صرف چھ قرآنی کلمات میں ہوا ہے۔ ءآللّٰہُ دو جگہ سورۃ یونس میں ءآلذَّکَرَیْنِ دو جگہ انعام میں ءآلْئٰنَ دو جگہ سورۃ یونس میں دوسرا سورۃ نمل میں۔

## حذف

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو گرا کر پڑھنا حذف کہلاتا ہے۔ پورے قرآن میں سات کلمات ایسے ہیں جن میں حذف کا قاعدہ پایا گیا ہے۔

| نمبر شمار | قرآنی کلمات | نام سورۃ | اصلی کلمات | رکوع نمبر |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | اَتَّخَذْتُمْ | سورۃ البقرۃ | ءَاِتَّخَذْتُمْ | ع ۹ |
| ۲ | اَسْتَغْفَرْتَ | سورۃ البقرہ | ءَاِسْتَغْفَرْتَ | ع ۵ |
| ۳ | اَطَّلَعَ | سورہ مریم | ءَاِطَّلَعَ | ع ۵ |
| ۴ | اَتَّخَذْنٰھُمْ | سورہ صاد | ءَاِتَّخَذْنٰھُمْ | ع ۴ |
| ۵ | اَسْتَکْبَرْتَ | سورہ صاد | ءَاِسْتَکْبَرْتَ | ع ۵ |
| ۶ | اَفْتَرٰی | سورہ سبا | ءَاِفْتَرٰی | ع ۱ |
| ۷ | اَصْطَفٰی | سورہ صافات | ءَاِصْطَفٰی | ع ۵ |

مذکورہ بالا امثلہ میں ہمزہ ثانیہ وصلی مکسور ہونے کی وجہ سے محذوف

ہے۔

# کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

پھر اسم کی دو اقسام ہیں۔ (۱) اسمائے مصادر (۲) اسمائے غیر مصادر

## اسمائے مصادر

ایسے اسماء جن سے افعال مشتق ہوں۔ جیسے اِنْتِبَاہٌ خبردار ہونا۔ اِمْتِحَانٌ آزمانا اِمْتِنَانٌ احسان مند ہونا۔ اِفْتِرَآءٌ بہتان باندھنا۔ باب افعال کے علاوہ ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔

## اسمائے غیر مصادر

ایسے اسماء جو مصدر نہ ہوں۔ ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ اسمائے غیر مصادر عربی لغت میں صرف دس ہیں مگر قرآن مجید میں سات اسماء استعمال ہیں۔ جو یہ ہیں۔

اِبْنٌ۔ اِبْنَتٌ۔ اِمْرُءٌ۔ اِمْرَاَۃٌ۔ اِثْنَیْنِ۔ اِثْنَتَیْنِ۔ اِسْمٌ

## فعل

فعل کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور یا مضموم ہوتا ہے۔ مگر ہمزہ قطعی مفتوح ہوتا ہے۔

(۱) اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرہ، فتح یا ضمہ عارضی ہو تو فعل کا

ابتدائی ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ مثلاً اِضْرِبْ۔ اِقْرَأْ۔ اِعْلَمْ۔ اِتَّقُوْا۔ اِصْبِرُوْا وغیرہم۔

(ب) اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو تو فعل کا ہمزۃ الابتداء ہمیشہ وصلی مضموم ہو گا۔ مثلاً اُدْخُلُوْا۔ اُکْتُبُوْا وغیرہ۔

(ج) باب افعال کا ہمزہ ہمیشہ قطعی مفتوح ہوتا ہے۔ اسی طرح مضارع واحد متکلم کا ہمزہ بھی قطعی مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے اَعْلَمُ۔ اَکْرَمَ۔ اَنْشَرَ۔ اَرْسَلَ۔ اَحْسَنَ وغیرہم۔

## حرف

لام تعریف کے سوا تمام حروف کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ مثلاً اَوْ۔ اَمْ۔ اَنْ۔ اِنْ۔ اِنَّ۔ اَنَّ وغیرہم۔

لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مفتوح ہوتا ہے۔ مثلاً اَللّٰہُ۔ اَلرَّسُوْلُ۔ اَلْقُرْاٰنُ۔ اَلْحَدِیْثُ وغیرہم۔

## ہمزۃ الاعلام

قرآن کریم میں عجمی غیر عربی اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔ ان کا شروع والا ہمزہ، ہمزۃ الاعلام کہلاتا ہے۔ اور یہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ اور وسط کلام میں حذف نہیں ہوتا۔ مثلاً اِبْرَاہِیْمَ۔ اِسْمَاعِیْلَ۔ اِسْحٰقَ۔ اِدْرِیْسَ۔ اِلْیَاسَ۔ اِنْجِیْلَ۔ اِسْرَآئِیْلَ۔ اِبْلِیْسَ وغیرہ۔

# سوالات

۱: تسہیل کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲: وہ کلمات بیان کریں جن میں تسہیل جوازی ہوتی ہے؟

۳: تسہیل وجوبی والا کلمہ بیان کریں۔

۴: ابدال جوازی کا قاعدہ مع امثلہ بیان کریں۔

۵: ابدال وجوبی کا قاعدہ مع امثلہ بیان کریں۔ اور وضاحت کریں کہ اس میں دوسرا ہمزہ وصلی ہوتا ہے۔ یا قطعی؟

۶: حروف میں کون سا ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور کون سا وصلی؟

۷: اسماء غیر مصادر کا ہمزہ کیسا ہوتا ہے؟

۸: اسماء غیر مصادر قرآن کریم میں کتنے ہیں مع امثلہ بیان کریں۔

۹: فعل کا ہمزہ وصلی مضموم و مکسور کب ہوتا ہے۔ امثلہ کے ذریعے وضاحت کریں۔

۱۰۔ تحقیق کی تعریف کریں۔

۱۱۔ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو کیا قاعدہ ہو گا؟

۱۲۔ ہمزہ ساکنہ منفردہ کا قاعدہ بیان کریں۔

# ادغام کا بیان

ادغام کے لغوی معنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا ہے۔ پہلے کو مدغم دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

## تعریف

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں ایک ساتھ مشدد ادا ہوں۔

## اقسام

ادغام کی مطلقاً" دو اقسام ہیں۔

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

## ادغام کبیر [۱]

مدغم و مدغم فیہ اگر دونوں متحرک ہوں اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے تو ادغام کبیر کہلاتا ہے۔ روایت حفص میں صرف پانچ کلمات میں ادغام کبیر ہوا ہے جو کہ تَامُرُوْنِّیٓ۔ اَتُحَآجُوْنِّیْ۔ مَکَّنِّیْ۔ لَا تَاْمَنَّا۔ نِعِمَّا۔ ہیں۔

باعتبار کیفیت کے ادغام کی دو اقسام ہیں۔

(۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص

---

[۱] امام ابو عمرو اور امام یعقوب کی قرآءت میں ادغام کبیر بکثرت ہے چار کلمات میں روایت حفص میں صرف ادغام ہی ادغام ہے لیکن لَا تَاْمَنَّا میں ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم ضروری ہے۔

## ادغام تام

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے جیسے اِذْظَّلَمُوْٓا۔

## ادغام ناقص

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی رہ جائے جیسے مَنْ یَّقُوْلُ

## ادغام کا طریقہ

زبان کو مشدد حرف کے لیے یک لخت اٹھا کر بلا تاخیر تلفظ کیا جائے اگر درمیان میں فصل ہوگیا تو ادغام درست نہ ہو گا۔

## ادغام صغیر

اگر مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو اس ادغام کو صغیر کہتے ہیں۔ جیسے قد دخلوا۔ اس کی ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو۔

باعتبار مدغم و مدغم فیہ ادغام کی تین اقسام ہیں۔

## مثلین

ایسے دو حرف جن کا مخرج اور صفات ایک ہی ہوں مثلین کہلاتے ہیں۔ مثلاً ب ب۔ ت ت وغیرہ مثلین ہیں۔ مثلین میں ادغام صرف تام ہی ہوتا

ہے۔ ناقص نہیں ہوتا۔ مثلین میں چودہ حروف کا ادغام ہوتا ہے جن کا مجموعہ یہ ہے فَعِ وَ کَلِمْ تَهُدِ بِنَذِيْرٍ۔ اس قسم کے ادغام کو ادغام صغیر مثلین نام کہتے ہیں۔

## ادغام مثلین میں مستثنیٰ

اگر مدغم حرف مدہ ہو اور مدغم فیہ غیرمدہ ہو تو ادغام نہ ہو گا۔ جیسے قَالُوْا وَمَالَنَا اور فِيْ يَوْمٍ وغیرہ۔

| ادغام کی امثلہ | | | |
|---|---|---|---|
| ف | يُشْرِفْ فِّي الْقَتْلِ | د | قَدْ دَّخَلُوْا |
| ع | تَسْطِعْ عَّلَيْهِ | ب | اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ |
| و | اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا | ن | مَنْ نَّشَآءُ |
| ک | يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتِ | ذ | اِذْ ذَّهَبَ |
| ل | قُلْ لِّعِبَادِيْ | ی | يَا بُنَيَّ |
| م | اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ | ر | وَاذْكُرْ رَّبَّكَ |
| ت | كَانَتْ تَّعْبُدُ | | |
| ہ | مَالِيَهْ هَّلَكَ | | |

## متجانسین

ایسے دو حروف جن کا مخرج ایک ہو مگر صفات میں اختلاف پایا جائے متجانسین کہلاتے ہیں مثلاً ت ط۔ ث ذ۔ ذ ظ وغیرہ۔ متجانسین میں ادغام ناقص و

تام دونوں ہوتے ہیں لیکن حروف حلقی کا ادغام اپنے ہم جنس میں نہ ہو گا جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ نیز حروف شجریہ کا ادغام بھی اپنے ہم جنس میں نہ ہو گا۔ جیسے اشیاء

مَالِيَهْ کی ہائے سکتہ میں اظہار و ادغام دونوں جائز ہیں۔

| ادغام متجانسین کی امثلہ | |
|---|---|
| حروف | کلمات |
| ت کا د میں | اَثْقَلَتْ دَّعَوُ اللّٰهَ |
| ت کا ط میں | وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ |
| ث کا ذ میں | يَلْهَثْ ذّٰلِكَ |
| د کا ت میں | قَدْ تَّبَيَّنَ |
| ذ کا ظ میں | اِذْ ظَّلَمُوْا |
| ب کا م میں | اِرْكَبْ مَّعَنَا |

مذکورہ تمام حروف میں صرف ادغام تام ہی ہوتا ہے۔

"ط" کا ادغام "ت" میں ناقص ہوتا ہے یعنی ط کی صفت اطباق باقی رہے گی۔

یہ الفاظ قرآن میں چار جگہ ہیں۔

بَسَطْتَّ، اَحَطْتُّ، مَافَرَّطْتُّ، مَافَرَّطْتُّمْ

## متقاربین

ایسے دو حروف جو قریب المخرج ہوں اور ان کی صفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہو متقاربین کہلاتے ہیں جیسے ل ن ر۔ ق ک وغیرہ۔

متقاربین میں ادغام تام و ناقص دونوں طرح کا ہوتا ہے مگر مدغم اگر حرف حلقی ہو تو پھر ادغام نہیں ہو گا۔ جیسے فَسَبِّحْهُ اسی طرح اگر مدغم حرف حلقی اور مدغم فیہ غیر حلقی ہو تو ادغام نہ ہو گا جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اسی طرح "ل" کا ادغام "ن" میں نہیں ہوتا مثلاً بَلْ نَظُنُّكُمْ۔ صرف لام تعریف کا نون میں ادغام ہوتا ہے جیسے اَلنُّوْرُ اَلنَّجْمُ

| ادغام متقاربین کی امثلہ | | |
|---|---|---|
| ل کا ر میں | قُلْ رَّبِّ | ان حروف کا ادغام تام ہوتا ہے۔ |
| ن کا ر میں | مِنْ رَّبِّكُمْ | |
| ن کا و میں | مِنْ وَّلِيٍّ | ان حروف کا ادغام ناقص ہوتا ہے۔ |
| ن کا ی میں | مَنْ يَّقُوْلُ | |
| ق کا ک میں | نَخْلُقْكُّمْ | ان حروف میں اختلاف ہے مگر اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں تام اولیٰ ہے۔ |
| ن کا م میں | مِنْ مَّآءٍ | |

فائدہ: اِرْكَبْ مَّعَنَا اور يَلْهَثْ ذّٰلِكَ میں بطریق جزری ادغام اور اظہار دونوں جائز ہیں مگر بطریق شاطبی صرف ادغام ہے اسی طرح یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں جزری کے نزدیک اظہار و ادغام اور شاطبی کے نزدیک صرف اظہار ہی ہے

## فوائد ضروریہ

۱= ادغام تخفیف کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے اگر ادغام سے ثقل پیدا

ہو تو پھر ادغام نہیں کیا جاتا۔

۲= ادغام متقاربین میں "ن" کا ادغام جو کہ میم میں مختلف فیہ ہے اس میں اگر غنہ ن کا مانا جائے تو ادغام ناقص اور اگر غنہ میم کا مانا جائے تو ادغام تام ہو گا مگر یہ اختلاف لفظی ہے ادا میں کوئی اختلاف نہیں ہے ادا پر ناقص یا تام کا کوئی اثر نہیں پڑتا دیگر کلمات میں ادغام تام و ناقص کا اثر ادا پر ہوتا ہے۔

جیسے مَنْ یَّقُوْلُ۔ مِنْ رَّبِّکُمْ

## قواعد لام تعریف

لام تعریف اگر حروف شمسیہ پر داخل ہو تو ادغام ہو گا۔

حروف شمسیہ چودہ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے۔

تَ ثَ دَ ذَ رَ زَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ لَ نَ

| ادغام کی امثلہ | | | |
|---|---|---|---|
| حروف | کلمات | حروف | کلمات |
| ت | اَلتَّائِبُوْنَ | ش | اَلشَّجَرَۃَ |
| ث | اَلثَّمَرٰتِ | ص | اَلصَّابِرُوْنَ |
| د | اَلدَّارِ | ض | اَلضَّآلُوْنَ |
| ذ | اَلذِّکْرِ | ط | اَلطَّیِّبُوْنَ |
| ر | اَلرَّحْمٰنُ | ظ | اَلظَّالِمُوْنَ |
| ز | اَلزَّیْتُوْنَ | ل | اَللّٰعِنُوْنَ |
| س | اَلسَّاجِدُوْنَ | ن | اَلنَّارِ |

ان حروف کو شمسیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جیسے سورج کی موجودگی میں ستاروں کی روشنی سورج کی روشنی میں جذب ہو جاتی ہے اسی طرح حروف شمسیہ میں لام تعریف بھی مدغم ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔ لام تعریف ستاروں کے مرتبہ پر ہے اور حروف سورج کے منزلہ پر ہیں۔

لام تعریف اگر حروف قمریہ پر داخل ہو تو اظہار ہو گا حروف قمریہ چودہ ہیں جن کا مجموعہ مندرجہ ذیل ہے۔

اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَہٗ

| اظہار کی امثلہ | | | |
|---|---|---|---|
| ء | اَلْاَرْضِ | خ | اَلْخَبِیْرُ |
| ب | اَلْبَرْقُ | ف | اَلْفَجْرِ |
| غ | اَلْغَیْبُ | ع | اَلْعَصْرِ |
| ح | اَلْحَمِیْدُ | ق | اَلْقَمَرُ |
| ج | اَلْجَارِ | ی | اَلْیَوْمَ |
| ک | اَلْکَوْثَرُ | م | اَلْمَجِیْدُ |
| و | اَلْوَاقِعَۃُ | ہ | اَلْھُدٰی |

فَالْتَقَطَہٗ اور فَالْتَقَمَہٗ میں لام تعریف نہیں بلکہ یہ لام فعل ہے اس لیے یہاں صرف اظہار ہی ہو گا۔

ان حروف کو قمریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چاند کی موجودگی میں ستارے غائب نہیں ہوتے اس طرح لام تعریف کے بعد آنے والا حرف غائب

نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات میں باقی رہتا ہے۔

## اختلافی کلمات

قرآن مجید میں چند کلمات ایسے ہیں جن کے ادغام اور اظہار میں علامہ جزریؒ و علامہ شاطبیؒ نے اختلاف کیا ہے۔ یہ کلمات درج ذیل سطور میں مختصر وضاحت کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں۔

| کلمات | مختصر وضاحت |
|---|---|
| لَا تَاْمَنَّا | اس میں لائے نافیہ کی وجہ سے ادغام مع الاشمام ہوگا یا اظہار مع الروم ہوگا۔ |
| اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ | اس میں ادغام تام و ناقص دونوں جائز ہیں مگر ادغام تام اولیٰ ہے۔ |
| یَلْهَثْ ذّٰلِکَ<br>اِرْكَبْ مَّعَنَا | یَلْهَثْ ذّٰلِکَ اور اِرْكَبْ مَّعَنَا میں بطریق علامہ جزریؒ ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔ مگر بطریق شاطبیؒ صرف ادغام ہی ادغام ہے۔ |
| یٰسٓیْنْ وَّالْقُرْاٰنِ<br>نٓ وَّالْقَلَمِ | یٰسٓیْنْ وَّ الْقُرْاٰنِ اور نٓ وَّالْقَلَمِ میں بطریق جزریؒ ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں مگر بطریق شاطبیؒ صرف اظہار ہی اظہار ہے۔ |

## مشدد حروف کی ادائیگی

**قانون:** مشدد حروف میں دیر دو حروف کی ہوتی ہے۔ جیسے سُعِّرَتْ قَدَّمَتْ قَیِّمَۃٌ مُذَکِّرَۃٌ فُجِّرَتْ عَلَى النَّبِيِّ

## احتیاط والے کلمات

وہ حروف جن میں ادغام روایتاً ثابت ہی نہیں۔ انہیں خوب صاف صاف اظہار کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ جیسے قَدْجَآءَ قَدْضَلُّوْا۔ اِذْ تَقُوْلُ۔ اِذْ زَيَّنَ۔ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ قُلْنَا۔ قُلْ نَعَمْ اَشْيَآءَ وغیرہ

## سوالات

۱: ادغام کا لغوی معنی بیان کریں' اور تعریف بیان کریں۔

۲: ادغام کبیر کتنے کلمات میں ہوتا ہے روایت حفص میں۔

۳: ادغام صغیر کی تعریف مع امثلہ بیان کریں۔

۴: باعتبار مدغم و مدغم فیہ ادغام کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

۵: ادغام تام و ناقص کس اعتبار سے ہیں ان کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

۶: مثلین میں کونسا ادغام نہیں ہوتا؟

۷: مثلین کی تعریف مع امثلہ بیان کریں' نیز وضاحت کریں کہ مثلین میں کون مستثنیٰ ہے۔

۸: متقاربین کی تعریف مع امثلہ ناقص و تام دونوں بیان کریں۔

۹: متقاربین میں کون مستثنیٰ ہے؟ مثال دے کر وضاحت کریں۔

۱۰: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ اور بَسَطْتَّ کے ادغام میں کیا فرق ہے؟

۱۱: اِرْكَبْ مَّعَنَا اور يَلْهَثْ ذّٰلِكَ میں کون سا ادغام ہوتا ہے اور کیا ادغام کے علاوہ اور کوئی وجہ بھی جائز ہے؟

۱۲: لام تعریف کا ادغام کتنے حروف میں ہوتا ہے؟

# اجتماع ساکنین کا بیان

اجتماع ساکنین کے معنی دو ساکنوں کا اکٹھا ہونے کے ہیں۔

## اجتماع ساکنین کی تعریف

دو ساکنوں کا ایک یا دو کلموں میں متصلہ طور پر جمع ہونا۔ اجتماع ساکنین کہلاتا ہے۔ مثلاً آٰلْئٰنَ۔ یَعْلَمُوْنَ۔ فِی الْاَرْضِ وغیرہ۔

## اجتماع ساکنین کی اقسام

اجتماع ساکنین کی دو اقسام ہیں۔

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ (۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

## اجتماع ساکنین علی حدہ

اگر دو ساکن ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ اور دوسرا ساکن اصلی[۱] ہو اور دونوں اپنے حال پر برقرار رہیں۔ اور ان میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے تو پہلے ساکن کو بڑھا کر پڑھیں گے۔ مثلاً ءٰآلْئٰنَ۔ دَآبَّةٍ۔ صٓ وغیرہ۔

---

[۱] اگر دو ساکن ایک کلمہ اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ اور دوسرا ساکن عارضی ہو تو پہلے ساکن کو کھینچ کر پڑھنا وقفاً جائز ہے۔ مثلاً اَلْعَالِمُوْنَ الصَّابِرُوْنَ وغیرہ۔
اگر دو ساکن ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن غیر مدہ اور دوسرا ساکن عارضی ہو تو دونوں کو وقفاً باقی رکھ کر پڑھیں گے مثلاً وَالْقَدْرِ۔ وَالْعَصْرِ۔ ذِی الذِّکْرْ۔ وغیرہ۔

## توجیہ

دو ساکن ایک کلمہ میں ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو یہاں باقی رکھنا دونوں ساکنوں کا' رفع ثقالت کے لیے ہے۔

## اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ دونوں اپنے حال پر برقرار نہ رہیں۔ اور ان میں ضروری تغیر و تبدل بھی کیا جا سکے۔ مثلاً اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ۔ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ۔ وَاِذَا الْاَرْضُ۔ وغیرہ۔

اس اجتماع ساکنین کی مندرجہ ذیل چار ممکنہ صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) حذف (۲) ضمہ دینا (۳) فتحہ دینا (۴) کسرہ دینا

## (۱) حذف کرنا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو۔ تو اس سے پہلے ساکن کو گرا کر پڑھیں گے۔ مثلاً فَاِذَا النُّجُوْمُ جَابُوْا الصَّخْرَ وغیرہ۔

### فَاِذَا النَّجُوْمُ کی وضاحت

یہ اصل میں فَاِذَا اَلنَّجُوْمُ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر فَاِذَا کے الف اور اَلنُّجُوْمُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ پہلا ساکن قاعدہ کے موافق گرا دیا گیا تو فَاِذَا النُّجُوْمُ بن گیا۔

## جَابُوا الصَّخْرَ کی وضاحت

یہ اصل میں جَابُوْا اَلصَّخْرَ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر جَابُوْا کے واوٗ اور اَلصَّخْرَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا اور پہلا ساکن قاعدہ کے موافق گرا دیا گیا تو جَابُوا الصَّخْرَ بن گیا۔

مندرجہ ذیل مثالیں بھی اسی قاعدہ کے موافق ہیں۔

فِی الْاَرْضِ۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوْا۔ وَقَالُوْ الْاٰنَ۔ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ۔ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ ذَاقَا الشَّجَرَةِ وغیرہ۔

## حذف کی توجیہ

دو کلموں میں حرف مدہ حذف کرنا حصول تخفیف کے لیے ہے۔

## ضمہ دینا

اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن جمع کی میم یا واولین جمع ہو تو اس پہلے ساکن کو ضمہ دے کر پڑھیں مثلاً عَلَيْكُمُ النَّهَارَ۔ عَصَوُا الرَّسُولَ۔

## عَلَيْكُمُ النَّهَارَ کی وضاحت

یہ اصل میں عَلَیْکُمْ اَلنَّهَارَ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ عَلَیْکُمْ کی میم اور اَلنَّهَارَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو عَلَيْكُمُ النَّهَارَ بن گیا۔

## عَصَوُا الرَّسُوْلَ کی وضاحت

یہ اصل میں عَصَوْا الرَّسُوْلَ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا پھر عَصَوْا کے واؤ اور الرَّسُوْلْ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو عَصَوُا الرَّسُوْلْ بن گیا۔

مندرجہ ذیل مثالیں بھی اسی قاعدہ کے موافق ہیں۔

عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ۔ فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ۔ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ۔ یَرَوُا الْعَذَابَ۔ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ۔ لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ۔ وغیرہ۔

## ضمہ کی توجیہ

اس کی توجیہ یہ ہے کہ میم جمع و غیر جمع اور واؤ لین جمع و غیر جمع کے درمیان فرق کرنا مقصود ہے نیز ضمہ جمع کی علامت ہے۔

واو لین میں یہ ہے کہ واؤ کے مناسب ضمہ ہے لہٰذا اسے اختیار کیا گیا ہے۔

## فتحہ دینا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن من حرف جر کا نون یا حروف مقطعات میں سے میم ہو تو پہلے ساکن کو فتحہ دے کر پڑھیں گے۔ جیسے مِنَ الَّذِیْنَ۔ الٓمّٓ اللّٰهُ

## مِنَ الَّذِیْنَ کی وضاحت

یہ اصل میں مِنْ الَّذِیْنَ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر

مِنْ کے نون اور اَلَّذِیْنَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق حرف جر مِنْ کو فتحہ دے دیا گیا تو مِنَ الَّذِیْنَ بن گیا۔

## الٓمّٓ اللّٰہُ[1] کی وضاحت

یہ اصل میں الٓمّٓ اَللّٰہُ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ الٓمّٓ کی میم اور اَللّٰہُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو الٓمّٓ اللّٰہُ بن گیا۔

مندرجہ ذیل مثالیں بھی اسی قاعدہ کے موافق ہیں۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ مِنَ الْعِلْمِ مِنَ الْجِبَالِ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ مِنَ الْجَنَّۃِ مِنَ الْخَیْرِ۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ وغیرہ۔

## فتحہ کی توجیہ۔ الٓمّٓ

حروف مقطعات کی میم کو ضمہ اور کسرہ کی بجائے فتحہ دینے کی توجیہ یہ ہے کہ کسرہ دینے سے توالی کسرات لازم آئے گا۔ کیونکہ میم سے پہلے' یائے مدہ ہے' جو دو کسروں کے قائم مقام ہے۔ اور اس سے پہلے میم پر بھی کسرہ ہے۔ تو لہٰذا توالی کسرات ثقل کا باعث ہے۔ نیز ضمہ دینا بھی ثقل ہے وہ اس طرح کہ تین کسرات سے ضمہ کی طرف پھرنا بھی ثقل ہی کا باعث ہوتا ہے۔ اس بنا پر رفع ثقالت فتحہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا فتحہ ہی دیا گیا۔ ایک

---

[1] الٓمّٓ اس قسم کا قاعدہ صرف سورۃ آل عمران کی ابتدا کے کلمے میں ہی پایا جاتا ہے۔ اور کسی جگہ نہیں۔

وجہ فتحہ کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ میم حروف مقطعات میں سے ہے۔ اور اس کا سکون لازمی اور بنائی ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو باقی رکھا جائے۔ مگر اجتماع ساکنین کی بنا پر اس کو باقی نہیں رکھ سکتے۔ تو سکون بنائی سے پھرنے کے لیے ایسی حرکت کو اختیار کیا گیا۔ جو اخف الحرکات ہو تو وہ بالاتفاق فتحہ ہی ہے۔

مِنْ

حرف جر کی توجیہ یہ ہے کہ یہ کلمہ قلیل الحروف اور کثیر الاستعمال ہے۔ لہذا دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ اسے خفیف سی حرکت دی جائے اور بالاتفاق فتحہ ہی ہے اس لیے فتحہ دیا گیا۔

نیز اگر مِنْ کے نون کو کسرہ دیا جائے تو اس سے پہلے میم مکسور ہے اس صورت میں دو غیر خفیف حرکات کا قلیل الحروف کلمہ میں اجتماع لازم آتا ہے۔ جو کہ ثقیل ہے۔ اور حرکت تو رفع ثقالت کی بنا پر دی جاتی ہے۔ لہذا فتحہ ہی متعین ہوا ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مَنْ بفتح میم کو کسرہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ میم مفتوح ہے اس حالت میں نون کو کسرہ دینے کی صورت میں کلمہ قلیل الحروف میں دو غیر خفیف حرکات کا اجتماع لازم نہیں آئے گا۔

(۴) کسرہ دینا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن من کے نون۔ آلٓمّٓ کی میم' میم جمع اور واو لین جمع کے علاوہ کوئی حرف غیر مدہ ہو تو اس سے پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھیں گے۔ مثلاً اِنِ ارْتَبْتُمْ خَبِيْثَةِ نِ

اُجْتُثَّتْ

(نوٹ) کسرہ والے قاعدہ میں نون تنوین بھی شامل ہے۔

اِنِ ارْتَبْتُمْ

یہ اصل میں اِنْ اِرْتَبْتُمْ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا پھر اِنْ کے نون اور اِرْتَبْتُمْ کے را کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا۔ تو اِنِ ارْتَبْتُمْ بن گیا۔

خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ

یہ اصل میں خَبِيْثَةٍ اُجْتُثَّتْ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر خَبِيْثَةٍ کے نون تنوین اور اُجْتُثَّتْ کے جیم کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا تو قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا۔ تو خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ بن گیا۔

مندرجہ ذیل مثالیں بھی اسی قاعدہ کے موافق ہیں۔

وَاَنْذِرِ النَّاسِ۔ مِمَّالَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ۔ بِئْسَ لِا سْمُ الْفُسُوْقُ۔ بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ۔ خَيْرَ نِ الْوَصِيَّةُ۔ طُوًى نِ اذْهَبْ۔عَنَ السَّاعَةِ۔ قُلِ اللّٰهُ وغیرہ۔

اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ میں نون تنوین کو جو کسرہ دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں وہاں ایک چھوٹا سا نون لکھا جاتا ہے اسے نون قطنی کہتے ہیں۔ (نون قطنی کہنے کی توجیہ ہماری کتاب "تدریب المعلمین" میں دیکھیں۔)

## کسرہ دینے کی توجیہ

اس کی توجیہ یہ ہے کہ مشہور قاعدہ ہے۔ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ یعنی جب ساکن کو حرکت دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو حرکت کسرہ دی جاتی ہے۔ نیز حرکات ثلاثہ میں سے کسرہ کو منتخب کرنا اس بنا پر ہے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔ اور ضمہ ثقیل حرکت ہے اور کسرہ متوسط ہے لہٰذا وَخَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا کے تحت کسرہ ہی کا انتخاب کیا گیا۔

## سوالات

۱: اجتماع ساکنین کی تعریف کریں۔ اس کی کتنی اقسام ہیں؟

۲: اجتماع ساکنین علی حدہ کی تعریف مع امثلہ اور اس کی اقسام بیان کریں۔ اس کا حکم کیا ہے؟

۳: اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔ اس اجتماع میں کون سا ساکن حذف کیا جاتا ہے اور کیوں؟

۴: ضمہ اور فتحہ کون کون سے ساکن کو دیا جاتا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

۵: نون تنوین کو کون کونسی حرکت دی جاتی ہے؟ نون قطنی کسے کہتے ہیں؟

۶: عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ۔ فِی السَّمٰوٰتِ۔ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ خَبِیْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ وغیرہ۔

مذکورہ بالا امثلہ کی وضاحت کریں اور اس اجتماع کی مزید مثالیں دیں۔

# مد کا بیان

مد کے لغوی معنی کھینچنا اور دراز کرنا کے ہیں۔ مد کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) مد اصلی (۲) مد فرعی

## (۱) مد اصلی

حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار کے مطابق کھینچنا اور وہ کسی سبب پر موقوف نہ ہو۔ مثلاً قَالَ۔ قِيْلَ۔ قُوْلُوْا وغیرہم۔

## (۲) مد فرعی

حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار سے بڑھا کر کھینچنا اور وہ کسی سبب پر موقوف ہو مثلاً قَالُوْا اٰمَنَّا۔ شَآءَ يَعْلَمُوْنَ۔ دَآبَّةٍ وغیرہ۔
حروف مدہ اور حروف لین کو محل مد کہتے ہیں۔ ہمزہ سکون اور تشدید کو سبب مد کہتے ہیں۔

## مد فرعی کی اقسام

مد فرعی کی چار قسمیں ہیں (۱) مد واجب (۲) مد جائز (۳) مد لازم (۴) مد عارض

## (۱) مد واجب

حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو مثلاً شَآءَ۔ سُوْٓءُ وغیرہ اسے مد واجب اور متصل کہتے ہیں اس کی مقدار توسط ہے۔

### (۲) مد جائز

حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو مثلاً اِنِّیٓ اَعْلَمُ٬ رَبَّنَآ اٰمَنَّا اسے مد جائز اور منفصل کہتے ہیں اس کی مقدار توسط ہے۔

### (۳) مد لازم

مد لازم کی پانچ قسمیں ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

### (i) مد لازم حرفی مخفف

حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہو مثلاً قٓ٬ صٓ اس کی مقدار طول ہے

### (ii) مد لازم حرفی مثقل

حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں تشدید ہو مثلاً الٓمّٓ الٓمّٓرٰا اس کی مقدار طول ہے

### (iii) مد لازم کلمی مخفف

حروف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون اصلی ہو مثلاً آٰلْئٰنَ اس کی مقدار بھی طول ہے

### (iv) مد لازم کلمی مثقل

حروف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں تشدید ہو تَاْمُرُوْنِّیْ۔ دَآبَّۃٍ اس کی مقدار طول ہے۔

### (v) مد لازم لین

حروف لین کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہو۔ مثلاً کٓهٰيٰعٓصٓ (مریم) عٓسٓقٓ (شوری) میں عین۔ اس کی مقدار طول توسط ہے مگر طول اولیٰ ہے۔ پس پورے قرآن میں یہی دو کلمے ہیں۔ جن میں مد لازم لین پائی جاتی ہے۔

### (۴) مد عارض

اس کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں۔

### (i) مد عارض وقفی

حروف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو مثلاً اَلْمُؤْمِنُوْنَ۔ اَلسَّابِقُوْنَ۔ عَابِدُوْنَ وغیرہ۔ اسکی مقدار طول' توسط اور قصر ہے۔ مگر طول اولیٰ ہے۔

### (ii) مد عارض لین

حروف لین کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو۔ مثلاً ذِی الطَّوْلِ۔ فِيْهَا السَّيْرُ وغیرہما اس کی مقدار قصر توسط' اور طول ہے۔ مگر قصر اولیٰ ہے۔

## مدوں کا اجراء

شَآءَ

حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہے لہٰذا مد واجب ہے اس کی مقدار

توسط ہے۔

سُوْءُ

حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہے لہٰذا یہ مد واجب ہے اس کی مقدار توسط ہے۔

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ

حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہے لہٰذا یہ مد جائز ہے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حرف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہے لہٰذا یہ مد جائز ہے۔ اس کی مقدار توسط ہے۔ علامہ جزریؒ کے نزدیک قصر بھی جائز۔

قٓ

حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہے لہٰذا یہ مد لازم حرفی مخفف ہے اس کی مقدار طول ہے۔

صٓ

حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہے لہٰذا یہ مد لازم حرفی مخفف ہے اس کی مقدار طول ہے۔

حٰمٓ

حٰمٓ کے میم میں جو مدہ ہے وہ بھی مد لازم حرفی مخفف ہے۔

## الٓمّٓرٰ

الٓمّٓرٰ کے لام میں حرف مدہ کے بعد تشدید ہے اس لیے مد لازم حرفی مثقل ہے اور میم میں چونکہ صرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا یہ مد لازم حرفی مخفف ہے۔ دونوں کی مقدار طول ہے۔

## الٓمّٓصٓ

الٓمّٓصٓ کے لام میں چونکہ حرف مدہ کے بعد تشدید ہے اس لیے لام میں مد لازم حرفی مثقل ہے اور میم میں حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے اور صاد میں بھی حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا میم اور صاد دونوں میں مد لازم حرفی مخفف ہے ان دونوں مدوں کی مقدار طول ہے۔

## اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ

حرف مدہ الف کے بعد تشدید ہے اور حروف مدہ واؤ کے بعد بھی تشدید ہے لہٰذا یہ دونوں مدات مد لازم کلمی مثقل ہیں ان کی مقدار طول ہے۔

## ءٰآلْئٰنَ

حرف مدہ کے بعد چونکہ سکون اصلی ہے لہٰذا مد لازم کلمی مخفف ہے اس کی مقدار بھی طول ہے۔ اس کی مثال پورے قرآن حکیم میں یہی ایک ہے جو سورۃ یونس میں دو جگہ آیا ہے۔

## تَاْمُرُوْٓنِّیْ

حرف مدہ کے بعد تشدید ہے لہٰذا مد لازم کلمی مثقل ہے اس کی مقدار طول ہے۔

ضَآلِّیْنَ

حرف مدہ کے بعد تشدید ہے لہٰذا مد لازم کلمی مثقل ہے۔ اس کی مقدار طول ہے۔

کٓھٰیٰعٓصٓ

کاف میں چونکہ حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا مد لازم حرفی مخفف ہے۔ ھا' یا میں مد اصلی اور عین میں چونکہ حرف لین کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا یہ مد لازم لین ہے۔ اور صاد میں بھی حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا یہ بھی مد لازم حرفی مخفف ہے۔ کاف۔ عین۔ صاد ان تینوں مدات کی مقدار طول ہے۔

عٓسٓقٓ

عین میں چونکہ حرف لین کے بعد سکون اصلی ہے۔ لہٰذا مد لازم لین ہے اور سین اور قاف میں حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہے لہٰذا سین اور قاف میں مد لازم حرفی مخفف ہے۔ عین۔ سین قاف ان تینوں مدات کی مقدار طول ہے۔

(نوٹ) مد لازم لین کی پورے قرآن میں یہی دو مثالیں ہیں' ایک عین مریم اور دوسری عین شوری۔



یَعْلَمُوْنَ

حرف مدہ کے بعد سکون عارضی ہے ہے۔ لہٰذا مد عارض وقفی ہے اس کی مقدار طول۔ توسط۔ قصر ہے مگر طول اولیٰ ہے۔

## خَوْفٍ

حرف لین کے بعد سکون عارضی ہے۔ لہٰذا مد عارض لین ہے اس کی مقدار قصر توسط طول ہے مگر قصر اولیٰ ہے۔

### فائدہ

الٓمّٓ اللّٰہُ سورۃ آل عمران کے شروع میں وصل کی حالت میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں۔ طول اصل کے اعتبار سے اور قصر عارضی حرکت کا اعتبار کرتے ہوئے۔

## وقف میں مد کی وجوہ

وقف بالاسکان تینوں حرکتوں زبر زیر اور پیش پر ہوتا ہے مثلاً اَلْعَالَمِیْنَ' اَلرَّحِیْمِ' نَسْتَعِیْنُ وغیرہ۔ وقف بالروم صرف دو حرکتوں زیر اور پیش پر ہوتا ہے مثلاً فاعبدون کریم۔ وقف بالاشمام صرف ضمہ یعنی پیش پر ہوتا ہے۔ جیسے شکور وغیرہ۔

### تشریح

**اَلْعَالَمِیْنَ:** اَلْعَالَمِیْنَ مد عارض وقفی ہے اور لَارَیْبَ مد عارض لین ہے چونکہ موقوف علیہ مفتوح ہے اس لیے اس پر وقف بالاسکان کی تین وجوہ ہوں گی یعنی طول مع الاسکان' توسط مع الاسکان اور قصر مع الاسکان۔

**اَلرَّحِیْمِ' مِنْ خَوْفٍ**

یہاں اول میں وقفاً" مد عارض وقفی اور ثانی میں مد عارض لین ہے

موقوف علیہ مکسور ہونے کی وجہ سے طول' توسط قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم کی چار وجوہ جائز ہیں اور طول توسط مع الروم ناجائز ہیں کیونکہ جو کہ سبب مد ہے روم میں نہیں رہتا لہٰذا مد اصلی ہو گی نہ کہ مد فرعی بھی۔

نَسْتَعِيْنُ' مِنْ حَيْثُ

یہاں اول میں مد عارض وقفی اور ثانی میں مد عارض لین ہے موقوف علیہ مضموم ہونے کی وجہ سے طول توسط قصر مع الاسکان' طول توسط قصر مع الاشمام اور قصر مع الروم کی سات وجوہ جائز اور اوپر کی مذکورہ دو وجوہ ناجائز ہوں گی۔

جَآءَ

یہ مد متصل ہے اس میں سبب مد ہمزہ مفتوح ہے لہٰذا اس پر وقفاً" دو سبب ہمزہ اور سکون جمع ہو جائیں گے اس لیے یہاں پر طول مع الاسکان اور توسط مع الاسکان کی دو وجوہ جائز ہوں گی یعنی طول سکون عارضی کی وجہ سے اور توسط ہمزہ کی وجہ سے اور قصر مع الاسکان اس لیے ناجائز ہے کہ مد متصل میں قصر سب قراء کے نزدیک ناجائز اور ممنوع ہے کیونکہ اس طرح اس میں سبب اصلی کا لغو ہونا اور سبب عارضی کا معتبر ہونا لازم آتا ہے۔

مِنَ السَّمَآءِ

یہاں موقوف علیہ مکسور ہونے کی وجہ سے اس میں طول مع الاسکان' توسط مع الاسکان اور توسط مع الروم کی تین وجوہ جائز ہوں گی قصر کے عدم جواز کی وجہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

يَشَآءُ

یہاں موقوف علیہ مضموم ہونے کی وجہ سے طول مع الاسکان توسط مع الاسکان، طول مع الاشمام، توسط مع الاشمام اور توسط مع الروم کی پانچ وجوہ جائز ہوں گی۔

عَلَيْهَا صَوَآفَّ

یہاں موقوف علیہ مفتوح مشدد ہے لہٰذا یہ مد لازم کلمی مثقل ہوئی اس میں صرف طول مع الاسکان ہی جائز ہے۔

وَالدَّوَآبِّ

یہاں موقوف علیہ مکسور ہے تشدید کی وجہ سے مد لازم کلمی مثقل ہوئی لہٰذا طول مع الاسکان و روم ہی جائز ہو گا۔

وَلَا جَآنٌّ

یہاں موقوف علیہ مضموم مشدد ہونے کی وجہ سے طول مع الاسکان، طول مع الروم اور طول مع الاشمام کی تینوں وجوہ جائز ہوں گی۔

## مقدار مد کے بارے میں قراء کے اقوال

(ا) طول کی مقدار تین الف اور توسط کی مقدار دو الف ہے۔ ایک قول میں طول کی مقدار پانچ الف اور توسط کی مقدار تین الف ہے۔ اور یہ دونوں قول مد اصلی کے علاوہ ہیں۔ قصر کی مقدار دونوں اقوال میں صرف ایک الف ہے۔

# توجیہات مد

مد متصل اور منفصل میں مد کی توجیہ یہ ہے کہ حرف مد ضعیف و خفی ہوتا ہے اور ہمزہ قوی و ثقیل ہے حرف مد کی مقدار میں اس لیے اضافہ کیا گیا ہے کہ حرف قوی کی مجاورت حاصل ہو سکے۔ اور بعض کا خیال ہے تاکہ ہمزہ بالتحقیق تلفظ پر قدرت حاصل ہو سکے مد لازم میں مد کی وجہ یہ ہے کہ مد لازم میں اجتماع ساکنیں ہوتا ہے جب اجتماع ساکنین ہو جائے تو اس میں مختلف طریقوں سے تغیر کیا جاتا ہے۔ کبھی پہلے ساکن کو حذف کیا جاتا ہے کبھی حرکت دی جاتی ہے یا مدیت میں اضافہ کرتے ہیں یہ اضافہ مدیت گویا حرکت ہی کا بدل ہوتا ہے۔ اس مد لازم میں اضافہ مدیت کی یہی وجہ ہے خاقانی فرماتے ہیں۔

مَدَدْتُ لِاَنَّ السَّاكِنَيْنِ تَلَاقِيَا۔ فَصَارَ كَتَحْرِيْكٍ كَذَا قَالَ ذُوالْخَبَرِ

ترجمہ: مد لازم کی اقسام میں اس لیے مد کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور مد کرنے سے گویا حرکت ہو جاتی ہے۔ باخبر لوگوں نے ایسے ہی کیا ہے۔

بعض اسے مد عدل کہتے ہیں کیونکہ تمام قراء اس مد اور مقدار پر متفق ہیں۔ گویا عدل کے معنی تساوی اور توافق کے ہیں بعض نے اس کا نام حجز رکھا ہے۔ کیونکہ مد بین الساکنین گویا اجتماع ساکنین سے حاجز اور فاصل ہے۔

# سوالات

۱: مد کے معنی مع تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں۔

۲: مد اصلی و فرعی میں فرق بیان کریں۔ سبب مد اور محل مد کیا ہیں؟

۳: مد فرعی کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

۴ : مد جائز اور مد واجب کے متبادل نام بیان کریں۔ ان میں ممکنہ فرق بیان کریں۔

۵ : مد لازم لین' مد عارض لین' مد عارض و قفی اور دیگر مدود لازمہ میں فرق واضح کریں۔ ان کی مقدار مد کتنی ہے؟ مقدار میں قراء کا اختلاف واضح کریں۔

۶: طول اور توسط کی مقدار میں مختلف اقوال واضح کریں۔

۷۔ مندرجہ ذیل کلمات میں اجراء کریں۔

سُوْٓءٌ۔ دَآبَّۃٌ۔ نٓ۔ عٓسٓقٓ۔

۸۔ ان کلمات میں وقفی وجوہ بیان کریں۔

اَلْمُحْسِنِیْنَ۔ اَلْعَظِیْمَ رَءُوْفٌ۔ سَوَآءٌ

نیز ان میں کتنی وجوہ جائز ہیں اور کتنی ناجائز؟

# ہائے ضمیر کا بیان

ھا کی دو قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ہائے اصلیہ (۲) ہائے زائدہ

## (۱) ہائے اصلیہ

ایسی ہا جو نفس کلمہ کی ہو' اسے ہائے اصلیہ کہتے ہیں۔ جیسے اَللّٰہُ نَفْقَهُ كَثِيْرًا۔ فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ۔ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

## (۲) ہائے زائدہ

ہائے زائدہ اس ھا کو کہتے ہیں جو نفس کلمہ کی نہ ہو۔

# ہائے زائدہ کی اقسام

ہائے زائدہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ہائے ضمیر (۲) ہائے سکتہ (۳) ہائے مدورہ۔

## (۱) ہائے ضمیر

کلمہ کے آخر میں مثل کاف جو ہا لاحق ہوتی ہے اسے ہائے ضمیر کہتے ہیں ہائے ضمیر مضموم ہوتی ہے یا مکسور ہوتی ہے۔

### مکسور کا قاعدہ

ہائے ضمیر سے ماقبل اگر کسرہ ہو یا یائے ساکنہ ہو تو ہائے ضمیر مکسور ہو گی۔ مثلاً عَلَيْهِ بِهِ اللّٰهُ مگر اس قاعدہ سے چار کلمات مستثنیٰ ہیں۔ وہ یہ وَمَا

اَنْسَانِیْهُ۔ عَلَیْهُ اللّٰهَ اَرْجِهْ۔۲ فَاَلْقِهْ ہیں۔ یہ کلمات دو جگہ مضموم اور دو جگہ ساکن ہیں۔

## مضموم کا قاعدہ

ہائے ضمیر کا ماقبل اگر ضمہ، فتح یا یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی اور ساکن حرف ہو تو ہائے ضمیر مضموم ہو گی۔ مثلاً۔ لَهُ الَّذِیْنَ۔ اِسْمُهُ اَحْمَدُ۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِنْهُ وغیرہم۔ مگر اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنٰی ہے۔ وَیَتَّقْهِ جو کہ سورہ نور میں ہے۔

## صلہ

صلہ کے لغوی معنی کھینچنے کے ہیں۔

## صلہ کی تعریف

ہائے ضمیر کو اس طرح کھینچنا کہ اس کے کھینچنے سے واوٴ مدہ یا یائے مدہ پیدا ہو۔ ہائے ضمیر اگر مضموم ہے تو صلہ کرنے سے واوٴ مدہ اور اگر ہائے ضمیر مکسور ہے تو صلہ کرنے سے یائے مدہ پیدا ہو گی۔ مثلاً۔ لَهٗ بِهٖ وغیرہما۔

---

۱۔ وَمَا اَنْسَانِیْهُ عَلَیْهُ اللّٰهَ ان دو کلمات میں ہائے ضمیر قاعدہ کے موافق مکسور ہونا چاہیے تھی مگر مضموم ہے کیونکہ ہائے ضمیر میں ضمہ اصل ہے اس لیے یہاں اصل کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ ہی پڑھا گیا ہے۔

۲۔ اَرْجِهْ فَاَلْقِهْ اصل میں اَرْجِیْ فَاَلْقِیْ تھے جو کہ امر کے صیغے ہیں اگر امر کا آخری حرف حرفِ علت ہو تو اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہاں یا کو حذف کر کے اس کے قائم مقام ہا کو کر دیا گیا ہے۔ یہ ہا ساکن ہے کیونکہ حروف بھی ساکن تھے۔

## صلہ کا قاعدہ

اگر ہائے ضمیر کا ماقبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو ہائے ضمیر میں صلہ ہوگا جیسے قَوْلَهٗ اَلْقٰهَا۔ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مگر اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ یَرْضَهُ لَکُمْ۔ [1] اس میں سیدنا حفص صلہ نہیں کرتے۔

## عدم صلہ کا قاعدہ

ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد اگر کوئی حرف ساکن یا مشدد ہو تو ہائے ضمیر میں صلہ نہ ہوگا۔ جیسے مِنْهُ۔ فِيْهِ لَهُ الْمُلْكُ بِهِ السِّحْرَ۔ وغیرہم۔ مگر اس قاعدہ سے ایک کلمہ فِيْهٖ مُهَانًا [2] مستثنیٰ ہے۔

## (۲) ہائے سکتہ

کلمہ کی آخری حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے جو ھا لائی جاتی ہے اسے ہائے سکتہ کہتے ہیں۔ یہ ہائے سکتہ وقفاً" وصلاً ساکن پڑھی جاتی ہے۔ جیسے لَمْ یَتَسَنَّهْ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ كِتٰبِيَهْ دو جگہ سورہ حاقہ میں' حِسَابِيَهْ دو جگہ سورہ حاقہ میں۔ مَالِيَهْ سُلْطٰنِيَهْ مَاهِيَهْ بس پورے قرآن میں یہی نو کلمات ہیں جن کے آخر میں ہائے سکتہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

---

[1] یَرْضَهُ لَکُمْ اصل میں یَرْضَاهُ تھا شرط کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا ہے۔ تو یَرْضَهُ لَکُمْ رہ گیا ہے لہٰذا اس میں اصل کی اتباع کرتے ہوئے صلہ نہیں کیا گیا۔

[2] فِيْهٖ مُهَانًا میں قاعدہ کے مطابق صلہ نہیں ہونا چاہیے تھا مگر یہاں جَمْعًا بَيْنَ اللُّغَتَيْنِ صلہ ہی کیا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

## (۳) ہائے مدورہ

تانیث کی وہ تائے مدورہ جو وقفاً" ہائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے ہائے مدورہ کہلاتی ہے۔ مثلاً جَنَّةٌ سے جَنَّہْ اَلْحُطَمَةِ سے اَلْحُطَمَہْ وغیرہ۔

تنبیہہ : تائے مدورہ پر روم و اشمام ۲ جائز نہیں ہے۔

ہائے ضمیر پر روم و اشمام کے بارے میں قراء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس ہا میں روم و اشمام ہر حال میں جائز ہے اور بعض کے نزدیک جس وقت ہائے ضمیر کے ماقبل واؤ مدہ' یائے مدہ' ضمہ اور کسرہ نہ ہو تو اس وقت ہائے ضمیر میں روم و اشمام جائز ہے۔

باقی تمام صورتوں میں ہائے ضمیر پر روم واشمام جائز نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اہم نکتہ : ھاء کی تمام اقسام کی تعریفات اور امثلہ کو اچھی طرح یاد کیا جائے اور پھر حدر و مشق میں اس کا اجراء کر کے اچھی طرح ان کے فرق کو سمجھا جائے کہ کون سی مد اصلی ہے اور کون سی زائدہ ہے۔ نیز کہاں ھائے ضمیر ہے اور کہاں ھائے مدورہ ہے اور کہاں ہائے سکتہ ہے۔ اور ان تمام کے قواعد اچھی طرح یاد کر کے ان کے فرق کو ذہن نشین کیا جائے۔

اکثر طلباء کو ھاء کی تمام بحث پڑھ لینے کے باوجود بھی یہ تمیز نہیں ہو پاتی کہ یہ ھاء جو کلمہ میں بیان ہوئی کون سی قسم سے تعلق رکھتی ہے۔

اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ مختلف اُمثلہ کے ذریعے ھاء کی تمام اقسام کی توضیح کریں۔

# سوالات

ا: ھا کی کتنی قسمیں ہیں ھا اصلی کی تعریف مع امثلہ بیان کریں۔

۲: ھا ضمیر کی تعریف مع امثلہ بیان کریں۔

۳: ھا ضمیر میں صلہ کب ہوتا ہے اس کی مثال مع مستثنیٰ بیان کریں۔

۴: ھا ضمیر مکسور کا قاعدہ بیان کریں اور اس قاعدے کے کتنے کلمات مستثنیٰ ہیں۔

۵: ھا ضمیر مضموم سے کتنے کلمات مستثنیٰ ہیں۔

۶: فِیْہٖ مُہَانًا٭ یَرْضَہُ لَکُمْ٭ اَرْجِہْ٭ وَیَتَّقْہِ کی وضاحت کریں۔

۷: ھائے ضمیر پر روم و اشمام کے بارے میں قراء کا مذہب بیان کریں۔

۸: ھائے سکتہ قرآن میں کتنی ہیں اور ان کے اعراب کیا ہوتے ہیں؟

۹: ھائے سکتہ لانے کا مقصد بیان کریں۔

۱۰: رَحْمَۃٌ٭ جَنَّۃٌ٭ مُسْلِمَۃٌ کی ھا کو کیا کہتے ہیں کیا ان میں روم و اشمام ہو سکتا ہے۔

۱۱: ہائے ضمیر پر روم و اشمام کے بارہ میں قراء کا مذہب بیان کریں۔

# اہمیت وقف

علم تجوید میں وقف کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ کلام میں خوبی و حسن وقف اور وصل سے حاصل ہوتا ہے۔ بے موقع وقف یا وصل کرنے سے بعض جگہ معنی مراد الٰہی کے خلاف ہو جاتا ہے۔ یہ بات صرف قرآن کریم یا عربی زبان کے ساتھ ہی خاص نہیں۔ بلکہ ہر زبان کے لوگ جب گفتگو کرتے ہیں۔ تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں اور کہیں نہیں ٹھہرتے۔ اور ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں۔ اور اس وقف کے کرنے اور نہ کرنے سے گفتگو کے صحیح بیان اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن کریم کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اس لیے علماء و قراء نے اس کے وقف کرنے اور نہ کرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں۔ جن کو رموز اوقاف قرآن مجید کہا جاتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان رموز کا وقف اور وصل میں خاص اہتمام کریں۔ اگر ان رموز کا خیال نہ رکھا جائے گا تو اس بات کا احتمال ہے کہ مطلب تبدیل ہو جائے۔ اس کی مثال اپنی زبان میں اس طرح سمجھو کہ کسی کو یہ کہا جائے کہ "چلو۔" مت رکو" اس کا واضح مفہوم و مطلب یہ ہے کہ رکے بغیر چلتے جاؤ۔ اور اگر "چلو مت" پر وقف کر کے پھر "رکو" کہا جائے تو مطلب بالکل برعکس ہو جائے گا۔ یعنی رکو۔ چلنا نہیں۔ اس بیان سے وقف اور وصل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ جو حضرات ترجمہ نہیں جانتے ان کے لیے مقرر کردہ اوقاف کی پابندی ضروری ہے۔ تاکہ معنی مراد الٰہی کے خلاف لازم نہ آئے۔

نیز یاد رہے کہ وقف ترتیل کا دوسرا جزو ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے ترتیل کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ ترجمہ۔ حروف کو مخارج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنا۔ اور وقوف کا پہچاننا یعنی وقوف کی معرفت حاصل کرنا۔ حضرت علیؓ کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تجوید و قرآءت میں وقوف کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جسے جاننا ہر قاری کے لیے ضروری ہے۔ پھر وقوف کی اہمیت مزید اس حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ جو علامہ ابی جعفر النحاس نے اپنی کتاب القطع والائتناف میں بیان کی ہے۔ اور یہ حدیث عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم اپنے زمانہ میں ایک مدت مدید تک اس طرح زندگی بسر کرتے رہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کے لیے قرآن کو حاصل کرنے سے پہلے اس کا قرآن پر ایمان لانا ضروری ہوتا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورت نازل ہوتی تو ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سورت کے حلال اور حرام کی تعلیم حاصل کرتے اور ان مقامات کو معلوم کرتے جہاں پر تلاوت کے دوران ٹھہرنا چاہیے۔

یہ حدیث جو ذکر کی گئی ہے طویل تھی۔ اس کا کچھ حصہ بیان کیا گیا ہے وقف کے بارے میں مزید احادیث بھی ہیں مگر طوالت کی بنا پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

# وقف کا بیان

وقف کے لغوی معنی ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں۔

## تعریف

کلمہ غیر موصول کے آخر میں سانس توڑ کر ٹھہرنا۔

## اقسام

باب الوقوف کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وقف بلحاظ موقوف علیہ (۲) وقف بلحاظ معنی (۳) باعتبار احوال قاری۔

## بلحاظ موقوف علیہ

بلحاظ موقوف علیہ وقف کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) وقف بالسکون (۲) وقف بالاسکان (۳) وقف بالروم (۴) وقف بالاشمام (۵) وقف بالابدال۔

## وقف بالسکون

موقوف علیہ اگر پہلے سے ساکن ہے تو اس کو وقف میں ساکن پڑھنے کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔ مثلاً خُلِقَتْ۔ وَانْحَرْ۔ رُفِعَتْ۔ تَنْهَرْ۔ تَقْهَرْ وغیرہما۔

## وقف بالاسکان

موقوف علیہ اگر متحرک ہے تو اس کو ساکن کر کے وقف کریں گے اسے وقف بالاسکان کہتے ہیں۔ اور یہ تینوں حرکات زیر۔ دو زیر۔ پیش دو پیش اور ایک زبر پر ہوتا ہے۔ عَلَیْکَ الْکِتَابُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ وغیرہ۔

## وقف بالروم

موقوف علیہ کی حرکت کے تہائی حصہ پڑھنے کو روم کہتے ہیں یہ وقف صرف دو حرکتوں پر ہوتا ہے ایک زیر اور دو زیر' ایک پیش اور دو پیش پر۔ جیسے وَالْمُنْکَرِ' یَوْمَ یُبْعَثُ

## تنبیہہ

وقف بالروم حرکت اصلی پر ہوتا ہے حرکت عارضی پر نہیں حرکت عارضی کی مثالیں۔ اَنْذِرِ النَّاسِ میں اَنْذِرِ پر وقف بالروم نہ ہو گا۔ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ میں عَلَیْکُمْ پر بھی بالروم وقف نہ ہو گا۔ اَنْذِرْ کی را اور عَلَیْکُمْ کی میم پر حرکت عارضی ہے۔

## وقف بالاشمام

موقوف علیہ کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں یہ وقف صرف ایک پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے جیسے مَنْ یَّشَآءُ' لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ روم کی طرح اشمام بھی حرکت عارضی پر نہیں ہوتا جیسے عَصَوُا الرَّسُوْلَ اگر عصو پر وقف کریں تو وقف بالاشمام نہ ہو گا کیونکہ اس پر

حرکت عارضی ہے۔

## وقف بالابدال

موقوف علیہ اگر تائے مدورہ مربوطہ یا دو زبر کی تنوین ہو تو گول تاء کو ہائے ساکنہ سے اور دو زبر کی تنوین کو وقفاً" الف مدہ سے بدلیں گے۔ اسے وقف بالابدال کہتے ہیں جیسے اُمَّةً سے اُمَّہ اَنکَاثاً" سے اَنکَاثَا

## بلحاظ معنی

بلحاظ معنی وقف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وقف تام (۲) وقف کافی (۳) وقف حسن (۴) وقف قبیح۔

## وقف تام

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی اور معنوی کوئی تعلق نہ ہو تو اسے وقف تام کہتے ہیں مثلاً سورہ بقرہ کے ابتدائی اَلْمُفْلِحُوْنَ پر وقف کرنا وقف تام ہے کیونکہ یہاں مومنین کا بیان ختم ہو گیا اور کفار کا بیان شروع ہو گیا ہے۔

## وقف کافی

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے تعلق معنوی ہو اور لفظی تعلق نہ ہو تو اسے وقف کافی کہتے ہیں مثلاً سورہ بقرہ کے شروع میں یُنْفِقُوْنَ اور یُؤْمِنُوْنَ پر وقف کرنا وقف کافی ہے کیونکہ یُنْفِقُوْنَ اور یُؤْمِنُوْنَ پر وقف کرنے سے معنوی تعلق تو رہتا ہے لیکن لفظی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ مابعد سے ابتدا کی جائے۔

## وقف حسن

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی اور معنوی دونوں تعلق ہوں لیکن وقف کرنے سے معنی خراب نہ ہوتے ہوں تو اسے وقف حسن کہتے ہیں مثلاً اَلْحَمْدُلِلّٰہِ پر وقف کرنا وقف حسن ہے۔

## وقف قبیح[1]

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی اور معنوی دونوں تعلق ہوں اور وقف کرنے سے معنی خراب ہوتے ہوں تو ایسی جگہ پر وقف کرنے کو وقف قبیح کہتے ہیں جیسے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ میں "کَیْفَ" اور صَلٰوۃَ پر وقف کرنا وقف قبیح کہلاتا ہے۔ وقف حسن اور وقف قبیح کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اعادہ کیا جائے۔

نوٹ : وقف حسن اگر آیت پر ہے تو مابعد سے ابتدا کی جائے گی اور اگر

---

[1] وقف قبیح سے معنی غیر مراد لازم آتا ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے طلباء کی آسانی کے لیے چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

مَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ وَمَنْ یُّضْلِلْ پر وقف کرنا

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا پر وقف کرنا

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ پر وقف کرنا

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ پر وقف کرنا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ پر وقف کرنا

فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ پر وقف کرنا

وقف، آیت کے درمیان میں کیا جہاں وقف کی کوئی معتبر علامت نہ ہو تو ماقبل سے اعادہ کریں گے۔

## بلحاظ احوال قاری

قاری کی ضرورت اور حالات کے اعتبار سے وقف کی چار اقسام ہیں۔

### وقف اختیاری

اس وقف کو کہا جاتا ہے جو اپنے اختیار اور ارادے سے بغیر کسی عذر، استراحت کی غرض سے کیا جائے۔

### وقف اضطراری

اس وقف کو کہا جاتا ہے جو بغیر ارادہ کسی مجبوری کی وجہ سے واقع ہو جائے مثلاً تنگی سانس یا تھکن یا بھول کی وجہ سے یا کھانسی یا چھینک یا ہچکی وغیرہ کے آ جانے سے وقف ہو جائے تو وہ وقف اضطراری ہو گا۔

### وقف اختباری (بالباء الموحد)

اس وقف کو کہا جاتا ہے جو کیفیت وقف سمجھنے اور سمجھانے کی وجہ سے کیا جائے مثلاً شاگرد کو اسکان روم، اشمام، ابدال، اثبات، حذف یا مد کی مقدار طول، توسط یا قصر بتانے کی غرض سے یا شاگرد کی علمی استعداد معلوم کرنے کی غرض سے۔ مقطوع یا موصول یا محذوف یا مکتوب الرسم پر وقف کرنا یا کروانا۔

### وقف انتظاری

اس وقف کو کہا جاتا ہے جو قراءات سبعہ یا عشر کے اختلاف کو جمع کرنے

کی غرض سے ایک جگہ بار بار وقف کیا جائے چونکہ اس میں ایک روایت کے بعد دوسری روایت کے انتظار کے لیے وقف کیا جاتا ہے اس مناسبت سے اسے وقف انتظاری کہتے ہیں۔

## سوالات

۱: وقف کی تعریف کریں۔
۲: باب الوقوف کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟
۳: بلحاظ موقوف علیہ وقف کی اقسام بیان کریں۔
۴: اختیاری، اضطراری، اختباری، انتظاری۔ وقف کی مذکورہ قسمیں کس اعتبار سے ہیں؟
۵: وقف بالاسکان کی تعریف کریں خلیفة کون سا وقف ہے۔
۶: وقف بالروم کی تمام مثالیں بیان کریں۔
۷: بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ میں بِهِمُ پر کون سا وقف جائز اور کون سا ناجائز ہے؟
۸: وقف تام اور وقف کافی کا حکم بیان کریں۔
۹: وقف حسن کی تعریف اور حکم بیان کریں۔
۱۰: وقف قبیح کی کوئی دو مثالیں بیان کریں۔
۱۱: وقف حسن اور وقف قبیح میں فرق بیان کریں۔

# سکتہ کا بیان

سکتہ کے معنی امتناع اور رکنے کے ہیں۔

## تعریف

تلاوت کرتے ہوئے کسی کلمہ پر بغیر سانس لیے تھوڑی دیر کے لیے آواز کو روک کر فوراً اسی سانس سے آگے پڑھنا۔ سکتہ حکم میں وقف کے ہوتا ہے۔

سکتہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سکتہ معنوی (۲) سکتہ لفظی

## (۱) سکتہ معنوی

وہ مواقع جن میں از روے اِنْفِصَال معنوی بَیْنَ الْکَلِمَتَیْنِ سکتہ کیا جاتا ہے اس کو سکتہ معنوی کہتے ہیں۔ یہ روایت حفص میں پانچ جگہ ہے۔ (۱) عِوَجًا قَیِّمًا سورۃ کہف میں (۲) مَنْ رَاقٍ سورہ قیامہ میں (۳) بَلْ رَانَ سورہ مطففین میں (۴) مِنْ مَّرْقَدِنَا سورہ یٰسین میں (۵) سورہ انفال ختم کر کے جب سورہ توبہ شروع کی جائے تو وہاں تین وجوہ ہیں۔ (ا) وصل (ب) فصل (ج) سکتہ وہاں جو سکتہ کیا جاتا ہے وہ معنوی ہے مذکورہ تین وجوہ بغیر بسم اللہ کے ہیں۔

نوٹ: قرآن کریم میں چار جگہ اور سکتہ لکھا ہوا ہے (۱) سورہ اعراف میں ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا پر (۲) سورہ یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر (۳) سورہ اعراف میں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا پر (۴) سورہ قصص میں حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَاءُ پر۔ مذکورہ چار جگہ پر سکتہ معنی وقف جوازی ہے جو حفص کے بعد والوں نے کہا ہے ان

چار جگہوں پر یا تو بالکل وقف یا بالکل وصل کیا جائے۔

## سکتہ لفظی

اگر کسی جگہ تقویۃ اللھمز یعنی ہمزہ کو صاف اور تحقیق سے ادا کرنے کے لیے جو سکتہ کیا جاتا ہے وہ سکتہ لفظی ہے جیسا کہ قَدْ اَفْلَحَ، فِیْ الْاَرْضِ وغیرہ۔ یہ سکتہ لفظی ہے اور امام حمزہ کی قرآءت میں بکثرت ہے مگر حفص کی روایت میں بطریق جزری جائز ہے اور بطریق شاطبی جائز نہیں۔

## "اختلافی کلمات"

روایت حفصؒ میں چند کلمات ایسے ہیں جنہیں دو طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ کچھ کلمات جن کا تعلق باب ادغام کے ساتھ تھا گزشتہ صفحات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب مزید کلمات درج ذیل سطور میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

روایت حفصؒ میں دو کلمات ایسے ہیں۔ جن پر دو طرح وقف جائز ہے۔ پہلے کلمہ سورہ نمل میں فَمَآ اٰتٰنِ یَ ہے۔ وقفاً" اٰتٰنِ کو اثبات یا کے ساتھ یعنی اٰتٰنِیْ اور حذف یا کے ساتھ جیسے اٰتٰنْ پڑھا جا سکتا ہے۔

دوسرا کلمہ سورہ دہر میں سَلٰسِلَا ہے۔ اسے وقفاً" اثبات الف کے ساتھ جیسے سَلٰسِلَا اور حذف الف کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے جیسے سَلٰسِلْ۔

سورہ روم کے آخری رکوع میں ایک کلمہ ضُعْفٍ ہے۔ اسے خواہ ضُعْفٍ پڑھو یا ضَعْفٍ یہ اختیار تینوں کلمات میں ہے جو اس رکوع میں آئے ہیں۔

اسی طرح سورہ طور میں ایک کلمہ اَلْمُصَیْطِرُوْنَ ہے۔ اسے اَلْمُسَیْطِرُوْنَ سین کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

نیز مد منفصل جسے مد جائز بھی کہتے ہیں۔

اس میں علامہ جزریؒ کے نزدیک توسط اور قصر جائز ہے۔ جب کہ مد منفصل میں علامہ شاطبیؒ کے نزدیک صرف اور صرف توسط ہی توسط ہے۔

نوٹ : طول اور توسط کی مقداروں میں ماہرین قراء و مجودین نے اختلاف کیا ہے۔ قراء کے مختلف اقوال "مدوں کے بیان میں" ملاحظہ فرمائیں۔

# بعض قرآنی وقوف

قرآن کریم کے حاشیہ پر بعض وقوف کے نام لکھے ہوئے ہیں طلباء کی آسانی کے لیے ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔

## وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ وقف قرآن کریم کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ایسی جگہ پر وقف کرنا مستحب ہے اس لیے کہ آیت کے درمیان میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ تقریباً قرآن کریم میں گیارہ جگہ ہے۔

## وقف منزل

اس کا دوسرا نام وقف جبریل ہے اس جگہ پر بھی وقف مستحب ہے نزول قرآن کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جس جگہ وقف کیا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وقف فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں کہ

وہاں وحی منقطع ہوئی۔

## وقف غفران

یہ وقف بھی قرآن کریم میں لکھا ہے ایسی جگہ وقف سے معنی کی وضاحت اور سننے والے پر بھی بشاشت پیدا ہوتی ہے اسی لیے اس کو وقف غفران کہتے ہیں ایسی جگہ پر وصل سے وقف بہتر ہے۔

## وقف کفران

یہ وقف قرآن مجید میں ایسی جگہ پر لکھا ہوا ہے جہاں وقف کرنے سے خاص قسم کی قباحت پیدا ہوتی ہے جس کو معنی سمجھنے والا ہی خوب جان سکتا ہے بلکہ اگر سامع ایسے معنی کا عقیدہ رکھے تو موجب کفر ہے ایسے موقع پر وقف نہ کرنا چاہیے۔

∴ ∴

یہ وقف معانقہ کی علامت ہے قرآن کریم کے حاشیہ پر وقف معانقہ کا مخفف مع لکھا ہوا ہوتا ہے اور درمیان آیت میں دو جگہ تین تین، نقطے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ وغیرہ۔ وقف معانقہ کا یہ حکم ہے کہ دونوں جگہ وقف نہ کیا جائے ورنہ درمیان والا کلمہ بے ربط ہو جائے گا اور نہ دونوں جگہ وصل کرنا چاہیے تاکہ معنی سمجھنے میں تکلیف نہ ہو لہٰذا وصل اول وقف ثانی یا وقف اول وصل ثانی کرنا چاہیے۔

## وقفہ

یہ لفظ وقف و سکتہ کی ھا کے ساتھ یہ الوقف مع السکت کا مخفف ہے یعنی جس قدر وقف میں تاخیر ہوتی ہے اتنی ہی تاخیر کے ساتھ سکتہ کیا جائے یہ در حقیقت وقف نہیں ہے بلکہ سکتہ طویلہ ہے یہ ایسی جگہ پر جائز ہے جہاں وقفہ مرسوم ہو لیکن اصل سکتہ جائز نہیں اس موقعہ پر بجائے وقفہ کے وقف بھی جائز ہے لیکن وقفہ بہتر ہے۔

## صلی

الوصل اولی کا مخفف ہے یہاں بوجہ تعلق لفظی کے وصل ہی کرنا چاہیے۔ یہ اگرچہ وقف حسن کی علامت ہے اور جواز وقف کی صورت ہے لیکن وقف کرنے کے بعد یہاں اعادہ ضروری ہے

## لا

یہ لاَ وَقْفُ عَلَيْهِ کا مخفف ہے اور وقف قبیح کی علامت ہے اس جگہ باقتضائے اتصال کلام، وصل کرنا ضروری ہے کیونکہ ایسی جگہ وقف کرنے سے قباحت لازم آئے گی اسی وجہ سے اس پر وقف ناجائز ہے۔

## چند ہدایات

۱۔ اگر موقوف علیہ ساکن ہے تو پھر سانس توڑ کر وقف کیا جائے۔ جس کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔

۲۔ اگر موقوف علیہ متحرک ہے۔ تو اس پر وقف کرنے کے چار طریقے

بیان کر دیئے گئے ہیں۔

۳۔ وقف کلمہ کے آخر غیر موصول پر کرنا چاہیے۔

۴۔ کلمہ کے درمیان میں وقف کرنا بالکل درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کلمہ کے درمیان میں سانس ٹوٹ جائے یا بھول جائے یا کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو مجبوری ہے جس کو وقف اضطراری کہتے ہیں۔ تو اس صورت میں اوپر والے کلمہ سے لوٹا کر پڑھیں گے۔ اور آگے ملائیں گے۔

۵۔ جس جگہ وقف کریں وہاں سانس توڑنا ضروری ہے۔ وقف کرنا اور سانس نہ لینا عیب ہے۔ جس طرح دوران تلاوت بلاوجہ سانس لینا عیب ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

۶۔ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے۔ جس جگہ جس طرح لکھا ہو وہاں اسی طرح وقف کرنا چاہیے۔ جیسے "انا" کا الف وصلاً نہیں پڑھا جاتا۔ مگر وقف کی حالت میں پڑھا جاتا ہے۔ اور اس قاعدہ سے چند کلمات مستثنیٰ ہیں جو آگے آرہے ہیں۔

## نَعَمْ۔ کَلَّا اور بَلٰی کا بیان

### نَعَمْ

حرف ایجاب ہے۔

پہلی بات کی تصدیق کرتا ہے۔ خواہ وہ بات نفی میں ہو یا اثبات میں جیسے کوئی کہے مَا جَآءَ زَیْدٌ تو اس کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ یعنی مَا جَآءَ زَیْدٌ ایسے ہی جب کہا جائے ذَھَبَ عَمْرٌو تو اس کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ

یعنی ذَھَبَ عَمْرٌو۔

یہ قرآن کریم میں چار جگہ ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ جگہ جہاں وقف درست ہے۔ وہ ایک حرف ہے۔

قَالُوْا نَعَمْ    پارہ ۸    سورۃ اعراف رکوع ۵

(۲) وہ مقامات جہاں وقف کرنا اور مابعد سے ابتدا کرنا دونوں منع ہیں۔

قَالَ نَعَمْ    پارہ ۹    سورۃ اعراف رکوع ۱۴

قَالَ نَعَمْ    پارہ ۱۹    سورۃ الشعراء رکوع ۳۴

قُلْ نَعَمْ    پارہ ۲۳    سورۃ الصفت رکوع ۱

## بَلٰی

حرف ایجاب ہے۔ منفی کے اثبات کے لیے آتا ہے۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰی یعنی بَلٰی اَنْتَ رَبُّنَا ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ یہ قرآن کریم میں بائیس جگہ ہے۔ وقف کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ مقامات جہاں وقف کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ وہ سات ہیں۔

| پارہ | سورۃ | رکوع | کلمہ |
|---|---|---|---|
| ۷ | الانعام | ۳ | بَلٰی وَرَبِّنَا |
| ۲۶ | الاحقاف | ۴ | بَلٰی وَرَبِّنَا |
| ۱۴ | النمل | ۵ | بَلٰی وَعْدًا |
| ۲۲ | سباء | ۱ | بَلٰی وَرَبِّیْ |
| ۲۴ | الزمر | ۶ | بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۸ | التغابن | ۱ | قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ |
| ۲۹ | القیامۃ | ۱ | بَلٰى قَادِرِيْنَ |

(۲) وہ مقامات جو مختلف فیہ ہیں یعنی بعض کے ہاں ان پر وقف درست ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔ وہ پانچ ہیں۔

| پارہ | سورۃ | رکوع | کلمہ |
|---|---|---|---|
| ۴ | ال مران | ۱۳ | بَلٰى اِنْ تَصْبِرُو |
| ۲۴ | الزمر | ۸ | بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ (دوسرا) |
| ۲۵ | الزخرف | ۷ | وَنَجْوٰهُمْ بَلٰى وَرُسُلِنَا |
| ۲۷ | الحدید | ۲ | بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ |
| ۲۹ | الملک | ۱ | قَالُوْ بَلٰى قَدْ جَآءَنَا |

(۳) وہ مقامات جہاں وقف کرنا بہتر اور عمدہ ہے وہ دس ہیں اور آٹھ سورتوں میں آئے ہیں۔

| پارہ | سورۃ | رکوع | کلمہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | البقرۃ | ۹ | مَالَا تَعْلَمُوْنَ بَلٰى |
| ۱ | البقرۃ | ۱۳ | اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلٰى |
| ۳ | البقرۃ | ۳۵ | اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى |
| ۳ | ال عمران | ۸ | وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ بَلٰى |
| ۹ | اعراف | ۲۲ | اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْ بلٰى |
| ۱۴ | النحل | ۴ | مِنْ سُوْءٍ بَلٰى اِنْ |
| ۲۳ | یٰسین | ۵ | مِثْلَهُمْ بَلٰى |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۴ | الغافر | ۵ | بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى |
| ۲۶ | الاحقاف | ۴ | اَنْ يُّحْيِىَ الْمَوْتٰى بَلٰى |
| ۳۰ | الانشقاق | ۱ | اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ بَلٰى |

## كَلَّا

كَلَّا حرف ردع و زجر ہے۔ اور یہ اکثر انکار و منع کے لیے آتا ہے جیسے کوئی کہے کَفَرَ زَيْدٌ تو اس کے جواب میں کہے كَلَّا ہرگز نہیں۔ اور كَلَّا حَقًّا یعنی بے شک کے معنی میں بھی آتا ہے۔

جیسے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ترجمہ: بے شک قریب ہے کہ تم جانو گے

اس بارے میں الدیرینی فرماتے ہیں۔

وَمَا اَنْزَلْتَ كَلَّا بِيَثْرِبَ فَاعْلَمَنْ ۔ وَلَمْ تَأْتِ فِي الْقُرْآنِ فِيْ نِصْفِهِ الْاَعْلٰى لفظ "کَلَّا" ان سورتوں میں نازل ہوا ہے۔ جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ پہلے پندرہ پاروں میں یہ لفظ نہیں ہے آخری پندرہ پاروں، پندرہ سورتوں میں یہ لفظ ہے۔

اس کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ قرآن کے نصف آخر کا زیادہ حصہ مکة المکرمة میں نازل ہوا جہاں کے رہنے والے سرکش لوگ تھے۔ اس لیے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کے لیے بار بار کَلَّا کا لفظ استعمال کیا۔ قرآن کے نصف اول میں یہ بات نہیں۔ یہود کے بارے میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا اس میں یہ لفظ وارد نہیں ہوا کہ وہ ذلیل اور کمزور تھے۔

لفظ کَلَّا قرآن میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے۔ باعتبار وقف کے اس کی تین

قسمیں ہیں۔

(۱) وہ پانچ مقالات جہاں وقف تام اور کامل ہے۔

| کلمہ | پارہ | سورۃ | رکوع |
|---|---|---|---|
| عَھْدًا ۝ کَلَّا | ۱۶ | مریم | ۵ |
| عِزًّا ۝ کَلَّا | ۱۶ | مریم | ۵ |
| قَالَ کَلَّا ج فَاذْھَبَا | ۱۹ | الشعراء | ۲ |
| قَالَ کَلَّا ج اِنَّ مَعِیَ | ۱۹ | الشعراء | ۴ |
| شُرَکَاءَ کَلَّا | ۲۲ | سباء | ۳ |

(۲) وہ نو مقالات جہاں وقف اور وصل دونوں صحیح ہیں۔

| کلمہ | پارہ | سورۃ | رکوع |
|---|---|---|---|
| فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا | ۱۸ | المومنون | ۶ |
| ثُمَّ یُنْجِیْہِ ۝ کَلَّا | ۲۹ | المعارج | ۱ |
| نَعِیْمٍ ۝ کَلَّا | ۲۹ | المعارج | ۲ |
| اَنْ اَزِیْدَ ۝ کَلَّا | ۲۹ | المدثر | ۱ (اول) |
| مُنَشَّرَۃً ۝ کَلَّا | ۲۹ | المدثر | ۲ (ثالث) |
| کَلَّا لَا وَزَرَ | ۲۹ | القیامتہ | ۱ (اول) |
| کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ | ۳۰ | المطففین | ۱ (دوسرا) |
| کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ | ۳۰ | الفجر | پہلا |
| کَلَّا لَیُنْبَذَنَّ | ۳۰ | ھمزۃ | ۱ |

وہ انیس مقالات جہاں پر وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔

| کلمہ | پارہ | سورۃ | رکوع |
| --- | --- | --- | --- |
| كَلَّا وَالْقَمَرِ | ۲۹ | المدثر | ۲ |
| كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ | ۲۹ | المدثر | ۲ |
| كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ | ۲۹ | القیامۃ | ۱ (پہلا) |
| كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ | ۲۹ | القیامۃ | ۱ (تیسرا) |
| كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ | ۳۰ | النباء | ۱ |
| ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ | ۳۰ | النباء | ۱ |
| كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ | ۳۰ | عبس | ۱ |
| كَلَّا لَمَّا يَقْضِ | ۳۰ | عبس | ۱ |
| كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ | ۳۰ | الانفطار | ۱ |
| كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ | ۳۰ | المطففین | ۱ (پہلا) |
| كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ | ۳۰ | المطففین | ۱ (تیسرا) |
| كَلَّا إِذَا دُكَّتِ | ۳۰ | الفجر | ۱ (دوسرا) |
| كَلَّا لَئِنْ لَّمْ | ۳۰ | العلق | ۱ (دوسرا) |
| كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ | ۳۰ | العلق | ۱ (پہلا) |
| كَلَّا لَا تُطِعْهُ | ۳۰ | العلق | ۱ (تیسرا) |
| كَلَّا سَوْفَ | ۳۰ | التکاثر | ۱ (پہلا) |
| ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ | ۳۰ | التکاثر | ۱ (دوسرا) |
| كَلَّا لَوْ | ۳۰ | التکاثر | ۱ (تیسرا) |
| كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ | ۳۰ | المطففین | ۱ (چوتھا) |

# تائے تانیث کا بیان

تائے تانیث کی رسم قرآن کریم میں دو طرح سے ہے۔ لمبی تاء اور گول تا' لمبی تاء کو مجرورہ اور تائے مطولہ کہتے ہیں۔ گول تاء کو تائے مدورہ اور مربوطہ کہتے ہیں۔ گول تاء پر تمام قراء بالاتفاق وقف بلہاء کرتے ہیں جس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔ گول تا قرآن مجید میں زیادہ ہے اور اس پر روم اور اشمام جائز نہیں۔ لمبی تاء قرآن کریم میں کم ہے۔ اور قراء کا اس پر وقف میں اختلاف ہے بعض بالھا اور بعض بالتاء کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں وہ کلمات بیان کریں گے جو قرآن میں تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سب تاء مربوطہ سے ہوں گے۔

لفظ رَحْمَتْ قرآن میں سات جگہ تاء مطولہ کے ساتھ ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱: يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ | سورہ البقرۃ میں |
| ۲: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ | سورہ اعراف میں |
| ۳: رَحْمَتَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ | سورہ ہود میں |
| ۴: ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ | سورہ مریم میں |
| ۵: اِلٰٓى اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ | سورہ روم میں |
| ۶: يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ | سورہ زخرف میں |
| ۷: وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ | سورہ زخرف میں |

مندرجہ بالا سات مقامات کے علاوہ باقی سب جگہ یہ لفظ گول تاء سے ہے جیسے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وغیرہ۔

لفظ نِعْمَتْ تاء مجرورہ کے ساتھ قرآن میں گیارہ جگہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ | سورہ بقرہ میں |
| ۲: نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْكُنْتُمْ | سورہ آل عمران میں |
| ۳: نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ | سورہ نحل میں |
| ۴: بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ | سورہ ابراہیم میں |
| ۵: تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ | سورہ ابراہیم میں |
| ۶: وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ | سورہ نحل میں |
| ۷: وَيَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ | سورہ نحل میں |
| ۸: وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ | سورہ نحل میں |
| ۹: فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ | سورہ لقمان میں |
| ۱۰: وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ | سورہ فاطر میں |
| ۱۱: فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ | سورہ طور میں |

مندرجہ بالا گیارہ مقامات کے علاوہ سب جگہ یہ لفظ گول تاء کے ساتھ مرسوم ہیں جیسے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ وغیرہ۔

لفظ اِمْرَاَتُ قرآن کریم میں سات جگہ تائے مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱: اِذْقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ | سورہ آل عمران میں |
| ۲: امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ | سورہ یوسف میں دو جگہ |
| ۳: اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ | سورہ قصص میں |
| ۴: اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ | سورہ تحریم میں |

۵: اِمْرَاَتَ نُوْحٍ سورہ تحریم میں

۶: وَامْرَاَتَ لُوْطٍ سورہ تحریم میں

مندرجہ بالا سات مقامات کے علاوہ باقی سب جگہ یہ لفظ گول تا کے ساتھ مرسوم ہیں جیسے اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ وغیرہ۔

لفظ اِمْرَاَتْ جہاں کہیں بھی اپنے زوج کی طرف مضاف ہوگا وہ تا مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہوگا۔

لفظ سُنَّتْ قرآن کریم میں پانچ جگہ تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱: فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ سورہ انفال میں

۲: اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ سورہ فاطر میں

۳: فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا سورہ فاطر میں

۴: وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا سورہ فاطر میں

۵: سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ سورہ غافر میں

مندرہ بالا الفاظ کے علاوہ باقی سب جگہ تائے مربوطہ کے ساتھ یہ لفظ مرسوم ہے جیسے سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا وغیرہ۔

لفظ لَعْنَتْ قرآن کریم میں دو جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے

۱: فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ سورہ آل عمران میں

۲: وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ سورہ نور میں

ان دو الفاظ کے سوا سب جگہ یہ لفظ تاء مدورہ کے ساتھ مرسوم ہے جیسے اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ، عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

لفظ مَعْصِيَتْ دو جگہ سورہ مجادلہ میں تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱: وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ
۲: فَلَا تَتَنٰجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

نوٹ: لفظ مَعْصِيَتْ ان دو کے علاوہ جو اوپر درج ہوئے ہیں اور قرآن کریم میں نہیں آیا۔

لفظ کَلِمَتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ سورہ الاعراف میں تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى

اس کے علاوہ باقی سب جگہ تائے مدورہ کے ساتھ ہے جیسے كَلِمَةً طَيِّبَةً وَكَلِمَةٌ خَبِيْثَةٌ وغیرہ۔

لفظ بَقِيَّتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ سورہ ہود میں تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ سورہ ہود میں۔

اس کے سوا باقی سب جگہ یہ لفظ تائے مربوطہ کے ساتھ مرسوم ہے جیسے اُولُوا بَقِيَّةٍ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ وغیرہ۔

لفظ قُرَّتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تا مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ۔ سورہ قصص میں اس کے علاوہ باقی تمام جگہ تاء مربوطہ کے ساتھ مرسوم ہیں۔ جیسے قُرَّةَ اَعْيُنٍ۔ سورہ فرقان میں۔

لفظ فِطْرَتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ سورہ روم میں۔

نوٹ: اس کے علاوہ قرآن میں لفظ فِطْرَتْ تاء مجرورہ کے ساتھ نہیں

ہے۔

لفظ شَجَرَتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تائے مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ۔ سورہ دخان میں اور اس کے علاوہ باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہے جیسے شَجَرَۃَ الْخُلْدِ سورہ طٰہٰ میں۔

لفظ جَنَّتْ قرآن کریم میں ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ وَجَنَّتُ نَعِیْمٍ۔ سورہ واقعہ میں۔ اس کے علاوہ تمام تاء مدورہ سے ہے۔ وَجَنَّۃُ نَعِیْمٍ۔ سورہ معارج میں۔

لفظ اِبْنَتٌ قرآن کریم میں ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ و مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ۔ سورہ تحریم میں۔

نوٹ : تمام قرآن میں لفظ اِبْنَتٌ تاء مجرورہ کے ساتھ صرف سورہ تحریم میں ہے۔

## ایک قاعدہ کلیہ

ہر وہ کلمہ کہ جس میں تائے تانیث ہو اور اس کے واحد و جمع پڑھنے میں قراء کا اختلاف ہو تو وہ تاء مجرورہ مطولہ سے لکھا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱ : اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ۔ سورہ یوسف میں اس کو ابن کثیر نے واحد اور باقی نے جمع پڑھا ہے۔

۲ : فِیْ غَیٰبٰتِ الْجُبِّ اور اَنْ یَّجْعَلُوْہُ فِیْ غَیٰبٰتِ الْجُبِّ دونوں سورہ یوسف میں۔ ان دونوں کو نافع جمع پڑھتے ہیں۔

۳: لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ سورہ عنکبوت میں اس کو ابن کثیر' ابوبکر' حمزہ اور کسائی واحد پڑھتے ہیں۔

۴: وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ سورہ سبا میں۔ اسکو امام حمزہ واحد پڑھتے ہیں۔

۵: فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ سورہ فاطر میں۔ اس کو نافع' ابن عامر' ابوبکر اور کسائی نے جمع پڑھا ہے۔

۶: جِمٰلَتٌ صُفْرٌ۔ سورہ مرسلات میں۔ اس کو حفص' حمزہ اور کسائی نے واحد پڑھا ہے۔

۷: وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ سورہ انعام میں۔ اس کو عاصم' حمزہ اور کسائی نے واحد پڑھا ہے۔

۸: كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ سورہ یونس میں اس کو نافع' ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

۹: اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ سورہ یونس میں۔ اس کو نافع' ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

۱۰: وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اس کو نافع' ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

تائے تانیث کا بیان المقدمۃ الجزریہ کے اندر تفصیل کے ساتھ ہے۔
کتاب کے اس باب کو یہاں اچھی طرح سے یاد کر لینے سے جزریہ کے اشعار جن میں تاء تانیث کا بیان ہے اچھی طرح سمجھ میں آ جائیں گے اور جزریہ پڑھنے کے دوران تاء تانیث کا یہ باب انشاء اللہ بہت مفید اور معاون ثابت ہو گا۔

# سوالات

۱: تائے تانیث کی رسم کتنی طرح ہے؟

۲: گول اور لمبی تاء کے کیا کیا نام ہیں؟

۳: روم اور اشمام کون سی تاء پر ہوتا ہے اور کون سی تاء پر نہیں ہوتا؟

۴: کون سی تاء قرآن مجید میں زیادہ اور کون سی کم ہے؟

۵: تاء مجرورہ اور مدورہ معلوم کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟

۶: لفظ رَحْمَتْ کتنی جگہ لمبی تا سے ہے؟ نیز گول تاء والے لفظ رحمة کی مثالیں دیں۔

۷: لفظ اِمْرَاَتْ کتنی جگہ قرآن مجید میں لمبی تا کے ساتھ ہے تاء مجرورہ کے ساتھ لکھنے کا کیا قاعدہ ہے؟

۸: لفظ لَعْنَتْ کتنی جگہ لمبی تاء کے ساتھ ہے۔

۹: وہ کلمات جن میں واحد جمع پڑھنے کا قراء کا اختلاف ہے وہ کون سی تا سے لکھا جائے گا۔

# مقطوع و موصول کی اہمیت

قاری و مقری کے لیے مقطوع اور موصول کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ جہاں دو کلمے مصاحف عثمانیہ میں مقطوع یعنی علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہیں۔ وہاں پہلے کلمہ پر وقف جائز ہے۔ بخلاف موصول کے کہ پہلے کلمہ پر وقف جائز نہیں کیونکہ قراء کے نزدیک وقف کی تعریف یہ ہے کہ اخیر کلمہ غیر موصول پر سانس توڑ کر ٹھہرنا۔ نیز وقف میں قانون ہے کہ وقف تابع رسم الخط ہوتا ہے۔ جب قاری کو مقطوع اور موصول کا علم ہو گا۔ تو وقف صحیح طور پر کر سکے گا۔ اگر علم نہیں ہے تو وقف کرنے میں غلطی کرے گا۔ لہٰذا قاری و مقری کے لیے مقطوع اور موصول کا جاننا ضروری ہوا۔

نیز مقطوع اور موصول کا جاننا اس لیے بھی ضروری ہے کہ تجوید کے بعض قواعد کا تعلق بھی مقطوع اور موصول سے ہے۔ جیسا کہ نون ساکن کے بعد لام۔ را میں سے کوئی حرف آئے تو علامہ جزریؒ کے نزدیک ادغام بالغنہ بھی جائز ہے جیسے اَنْ لَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰہ۔ اگر موصول یعنی ملا کر لکھا گیا ہے جیسے اَلَّا تَعْبُدُوا تو اس وقت غنہ جائز نہیں ہو گا اس قانون پر عمل کرنے کے لیے بھی مقطوع اور موصول کا جاننا ضروری ہے۔

لہٰذا انہی امور کے پیش نظر ہم اپنی کتاب میں مقطوع اور موصول کی بحث تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں۔

## مقطوع و موصول

مصاحف عثمانیہ میں اَنْ ناصبہ کو لَا نافیہ سے دس جگہ مقطوع لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ | سورہ توبہ میں |
| ۲۔ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ | سورہ ہود میں |
| ۳۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ | سورہ یٰسین میں |
| ۴۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ | سورہ ہود میں |
| ۵۔ اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ | سورہ ممتحنہ میں |
| ۶۔ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِہٖ | سورہ حج میں |
| ۷۔ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ | سورہ ن میں |
| ۸۔ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ | سورہ دخان میں |
| ۹۔ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ | سورہ اعراف میں |
| ۱۰۔ اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ | سورہ اعراف میں |

مذکورہ دس الفاظ بالاتفاق مقطوع ہیں۔ سورہ الانبیاء میں جو اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ ہے وہ مختلف فیہ ہے اس کے علاوہ باقی تمام موصول ہیں۔ جیسے اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ، اَلَّا تُقَاتِلُوْا، اَلَّا تَزِرُ وغیرہ۔

ان شرطیہ ما موکدہ سے صرف ایک جگہ مقطوع ہے جو کہ سورہ رعد میں ہے وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ

اس کے علاوہ تمام مقامات پر موصول ہے جیسے وَاِمَّا تَخَافَنَّ، فَاِمَّا تَرَیِنَّ، وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ وغیرہ۔

اَمْ مَا اسمیہ سے تمام جگہ موصول ہے کسی جگہ بھی مقطوع نہیں ہے جیسے اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْہِ سورہ انعام میں اور اَمَّا ذَا کُنْتُمْ سورہ نحل۔

عَنْ مَا سے صرف سورہ اعراف میں مقطوع ہے جیسے عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ

اس کے علاوہ تمام مقامات پر موصول ہے جیسے عَمَّا تَعْمَلُوْنَ، عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، عَمَّا قَلِيْل وغیرہ۔

مِنْ جارہ مَا موصولہ سے دو جگہ مقطوع ہے۔ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اِيْمَانُكُمْ سورہ نساء میں اور مِنْ مَّا مَلَكَتْ اِيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَآءَ سورہ روم میں۔

وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ میں اختلاف ہے۔ باقی تمام جگہ موصول ہے جیسے ممانزلنا وغیرہ۔

اَمْ مَنْ استفہامیہ سے بالاتفاق چار جگہ مقطوع ہے اَمْ مَّنْ اَسَّسَ۔ سورہ توبہ میں، اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْ سورہ حم سجدہ میں، اَمْ مَّنْ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ سورہ نساء میں، اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سورہ صافات میں، باقی سب جگہ موصول ہے جیسے اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وغیرہ۔

حَيْثُ مَا سے دو جگہ مقطوع ہے۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ دونوں جگہ سورہ البقرہ میں ہیں۔

نوٹ: حَيْثُ مَا پورے قرآن میں دو جگہ ہی آیا ہے اور وہ مقطوع ہے

اَنْ مصدریہ لَمْ جازمہ سے پورے قرآن میں ہر جگہ مقطوع ہے جیسے ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ سورہ انعام میں وغیرہ۔

اِنَّ، مَا موصولہ سے صرف سورہ انعام میں مقطوع ہے جیسے اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ سورہ انعام میں۔ اور اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مختلف فیہ ہے بعض مصاحف میں موصول اور بعض میں مقطوع ہے۔ اس کے علاوہ پورے قرآن میں تمام جگہ موصول ہے جیسے اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

وغیرہ۔

اَنَّ مفتوحہ مَا موصولہ سے دو جگہ مقطوع ہے۔ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ سورہ حج میں۔

وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ۔ سورہ لقمان میں اور ایک جگہ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ میں اختلاف ہے ان تینوں کے علاوہ ہر جگہ موصول ہے جیسے یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا' اَنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ' اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا۔ وغیرہ۔

کُلَّ' مَا سے صرف ایک جگہ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ سورہ ابراہیم میں۔ اور چار جگہ اختلاف پایا جاتا ہے جو کہ یہ ہیں۔ کُلَّمَا رُدُّوْا اِلَی الْفِتْنَۃِ سورہ نساء میں' کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ سورہ اعراف میں' کُلَّمَا جَآءَ اُمَّۃً سورہ مومنون میں' کُلَّمَا اُلْقِیَ سورہ ملک میں۔ مذکورہ مواقع کے علاوہ ہر جگہ موصول ہے جیسے اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ' کُلَّمَا نَضِجَتْ وغیرہ۔

## بِئْسَ مَا کا رسم

بِئْسَ مَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ سورہ بقرہ میں بِئْسَ مَا کا رسم مختلف فیہ ہے۔ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ سورہ اعراف میں بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِہٖ سورہ بقرہ میں بالاتفاق موصول ہے اور اسی طرح لَبِئْسَ مَا جو باللام ہو وہ ہر جگہ بالاتفاق مقطوع ہے اور یہ قرآن کریم میں چھ جگہ آیا ہے۔

۱۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِہٖٓ اَنْفُسَھُمْ سورہ بقرہ میں

۲۔ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

۳۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ سورہ مائدہ میں

۴۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

۵۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ

۶۔ لَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ آل عمران میں

## فی کا ما سے رسم

فِيْ، مَا سے دس جگہ بالخلف اور ایک جگہ بلاخلاف مقطوع ہے مختلف فیہ مواقع مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ سورہ انعام میں

۲۔ فِيْمَا أَفَضْتُمْ فِيْهِ سورہ نور میں

۳۔ فِيْمَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ سورہ انبیاء میں

۴۔ لِيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا آتَاكُمْ سورہ مائدہ میں

۵۔ لِيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا آتَاكُمْ سورہ انعام میں

۶۔ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ سورہ بقرہ میں

۷۔ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ سورہ واقعہ میں

۸۔ مِنْ شُرَكَاءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ سورہ روم میں

۹۔ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ سورہ زمر میں

۱۰۔ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا سورہ زمر میں

فی ما بالاتفاق ایک جگہ سورہ شعراء میں مقطوع ہے جیسے فِيْ مَا هٰهُنَا آمِنِيْنَ۔ مذکورہ گیارہ مواقع کے علاوہ تمام بالاتفاق موصول ہیں جیسے فِيْمَا

فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ سورہ بقرہ میں، فِیْمَ اَنْتَ، فِیْمَ کُنْتُمْ وغیرہ۔

## اَیْنَ کا مَا سے رسم

اَیْنَ مَا سے دو جگہ موصول ہے (ا) فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورہ بقرہ) (۲) اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ (سورہ نحل)

جبکہ تین مواقع میں اختلاف ہے (ا) اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (سورہ شعراء) (۲) اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ (سورہ نساء) (۳) اَیْنَ مَا ثُقِفُوْا (سورہ احزاب) مذکورہ پانچ کے علاوہ سب جگہ مقطوع ہو گا جیسے اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وغیرہ۔

## اِنْ کا لَمْ سے رسم

اِنْ شرطیہ کا لَمْ جازمہ سے صرف سورہ ہود میں وصل ہے فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اس کے علاوہ باقی سب جگہ مقطوع ہے جیسے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا، لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا وغیرہ۔

## اَنْ کا لَنْ سے رسم

اَنْ مصدریہ کا لَنْ ناصبہ سے صرف دو جگہ بالاتفاق وصل ہے اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا سورہ کہف میں۔ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ سورہ قیامہ میں۔ ان دو کے سوا تمام جگہ مقطوع ہے جیسے اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وغیرہ۔

## کَیْ کا رسم لَا سے

کَیْ کا لَا سے بالاتفاق چار جگہ رسم موصول ہے۔

۱۔ لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ سورہ آل عمران

۲۔ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ سورہ حدید

۳۔ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا سورہ حج

۴۔ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ سورہ احزاب

مذکورہ بالا چار جگہ کے علاوہ باقی تمام جگہ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ سورہ احزاب

## عَنْ کا مَنْ سے رسم

عَنْ جارہ مَنْ موصولہ سے بالاتفاق دو جگہ مقطوع ہے۔

۱۔ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ سورہ نور

۲۔ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا سورہ نجم

نوٹ: ان دونوں کے علاوہ قرآن میں اور کسی جگہ یہ لفظ نہیں۔

## يَوْمَ کا هُمْ سے رسم

تمام مصاحف يَوْمَ کا هُمْ کے ساتھ مقطوع ہونے پر متفق ہیں اور وہ یہ ہیں۔



۱۔ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ سورہ غافر

۲۔ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ سورہ ذاریات

مذکورہ دونوں جگہ هم ضمیر مرفوع ہے جو اِنفِصَال کا تقاضا رکھتی ہے اسی وجہ سے هم مجرور بالاتفاق موصول لکھی جاتی ہے جیسے يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ۔ ضمیر مجرور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے موصول ہے۔

## لام جارہ کی رسم

لام جارہ اپنے مجرور کے ساتھ موصول ہوتا ہے جیسے فَمَالَكُمْ مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا، مَالِاَحَدٍ وغیرہ۔ مگر چار جگہ بالاتفاق مقطوع ہے۔ (۱) مَالِ هٰذَا سورہ کہف (۲) مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ سورہ فرقان (۳) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سورہ معارج میں (۴) فَمَالِ هٰؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ سورہ نساء میں۔

## لَاتَ کا حِيْنَ سے رسم

مصحف الامام میں لَا تَحِيْنَ میں تا کے شوشہ کو حِيْنَ کے ساتھ موصول کیا ہے۔ دیگر مصاحف میں لَاتَ حِيْنَ میں تَ حِيْنَ سے علیحدہ ہے۔

## كَالُوْهُمْ اور اَوْوَّزَنُوْهُمْ کا رسم

"كَالُوْهُمْ" اور "اَوْوَّزَنُوْهُمْ" میں واو جمع کے بعد الف فاصل نہیں لکھا ہے گویا "هُمْ" ضمیر حکماً" موصول ہے اور واو جمع پر وقف جائز نہیں کیونکہ "هُمْ" ضمیر دونوں لفظوں میں موصول ہے۔

## لام تعریف کا رسم

لام تعریف اپنے مدخول پر موصول ہی ہوتا ہے جیسے "اَلسَّمَآءُ" میں قطع جائز نہیں اس طرح "اَلْحَمْدُ' اَلْاَرْضُ' اَلْحَقُّ" وغیرہ۔

## ہائے تنبیہ کا رسم

ہائے تنبیہ اپنے مدخول سے ہمیشہ موصول ہوتی ہے جیسے هٰاَنْتُمْ وغیرہ

## یَا حرف ندا کا رسم

"یَا" حرف ندا اپنے منادیٰ سے جدا نہیں ہوتا بلکہ ملا کر موصول ہی لکھا جاتا ہے جیسے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ، یٰۤاٰدَمُ، یٰبُنَیَّ وغیرہ۔

نوٹ: لام تعریف، یاء ندا اور ہائے تنبیہ پر وقف جائز نہیں اگر کوئی اضطراری حالت میں وقف کرے تو اعادہ ضروری ہے آگے سے ابتداء کرنا غلط ہے۔

## سوالات

۱: اِنَّ ناصبہ کو مَا نافیہ سے کتنی جگہ بالاتفاق مقطوع لکھا ہے؟

۲: اَنَّ ناصبہ موصول و مقطوع کی مثالیں بیان کریں۔

۳: فِیْ مَا کتنی جگہ مقطوع اور کتنی جگہ مختلف فیہ ہے؟ ایک موصول کی مثال دیں۔

۴: لام تعریف، حرف تنبیہ اور حرف ندا کی رسم کے بارے میں بتائیں کہ یہ مذکورہ حروف اپنے مدخول سے جدا ہوں گے یا نہیں مثال دیں۔

۵: لَاتَ حِیْنَ کی رسم کے بارے میں بیان کریں اس کی رسم کا کیا اختلاف ہے۔

۶: لام جارہ کی رسم کے بارے میں بتائیں کہ کہاں مقطوع اور کہاں موصول ہے۔

# حذف اور اثبات کا بیان

ہر وہ واؤ مفرد اور جمع جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے وصلاً حذف ہوتی ہے وہ وقف اور رسم میں ثابت رہتی ہے جیسے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ' مُلٰقُوا اللّٰهِ' مُرْسِلُوا النَّاقَةِ وغیرہ مگر اس قانون سے پانچ کلمات مستثنٰی ہیں ان میں واؤ رسم میں محذوف ہے۔

۱: وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ سورہ اسراء میں

۲: وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ سورہ شوریٰ میں

۳: يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ سورہ قمر میں

۴: سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ سورہ علق میں

۵: وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سورہ تحریم میں

اور اگر اجتماع ساکنین کی وجہ سے وصلاً یا حذف ہو اور وہ رسم میں لکھی گئی ہو تو وہ وقف میں پڑھی جائے گی جیسے "مُعْجِزِی اللّٰه" اور "مُحِلِّي الصَّيْدِ" وغیرہ۔

نوٹ: کلمہ "اَلْاَيْدِیْ" میں قرآن مجید میں ایک جگہ یا لکھی ہوئی ہے جیسے اُولِی الْاَيْدِیْ وَالْاَبْصَارِ" اور ایک جگہ نہیں لکھی جیسے ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ جہاں یاء لکھی ہوئی ہے وہاں اثبات یا سے وقف ہوگا اور جہاں نہیں لکھی ہوئی وہاں حذف یا سے وقف ہو گا اور اس کے علاوہ بعض کلمات میں یا رسم سے محذوف ہے جیسے وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ سورہ النساء' وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ سورہ مائدہ' نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ سورہ یونس' بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ سورہ طٰہٰ' وَالنَّازِعَاتِ سورہ نازعات' وَادِ النَّمْلِ سورہ نمل' الْوَادِ الْاَيْمَنِ سورہ القصص' اَلْجَوَارِ

اَلْمُنْشَاٰتُ سورہ رحمٰن' اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ سورہ تکویر لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سورۂ الحج۔ بِهَادِ الْعُمْيِ سورہ روم' صَالِ الْجَحِيْمِ سورہ صافات تُغْنِ النُّذُرُ سورہ قمر' يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ سورہ یٰسین' يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سورہ زمر کا پہلا' يُنَادِ الْمُنَادِ سورہ ق' فَمَآ اٰتٰنِ اللّٰهُ سورہ نمل۔ البتہ اگر تماثل فی الرسم کی وجہ سے غیر مرسوم ہو گا تو اس قسم کا محذوف وقف میں ثابت ہو گا جیسے يُحْيِ۔ يَسْتَحْيِ۔ وَاِنْ تَلْوٗا۔ مَآءً سَوَآءً تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ وغیرہم۔

اور وہ الف جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہو اور رسم میں موجود ہو وہ وقفاً" پڑھا جاتا ہے جیسے ذَاقَا الشَّجَرَةَ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ مگر تین کلمات میں الف رسم میں حذف ہے جیسے اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ سورہ نور' يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ سورہ زخرف' اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ سورہ رحمٰن میں تو ان میں بھی وقف رسم کے مطابق ہو گا اصل کے مطابق ہرگز وقف نہ ہو گا۔

ف: لفظ لَيَكُوْنًا سورہ یوسف میں اور لَنَسْفَعًا سورہ علق میں زبر کی تنوین سے مرسوم ہے حقیقت میں یہ نون ساکن ہے مگر یہاں وقف رسم کے اعتبار سے ہو گا اصل کے اعتبار سے نہیں ہو گا کیونکہ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے یہاں دو زبر کو الف سے بدل کر وقف کریں گے۔

لفظ "كَاَيِّنْ" قرآن مجید میں سات جگہ ہے یاد رہے کہ یہ نون ساکن کے ساتھ مرسوم ہے اور حقیقت میں یہ نون تنوین ہے مگر یہاں بھی نون کو ساکن کر کے وقف کیا جائے گا یعنی وقف رسم الخط کے مطابق ہو گا نہ کہ اصل کا اعتبار ہو گا۔

مندرجہ ذیل سات کلمات کا الف وقف میں پڑھا جائے گا وصل میں

نہیں۔

۱: لفظ "اَنَا" جہاں بھی قرآن مجید میں آئے۔

۲: لٰکِنَّا سورہ کہف میں۔

۳: سَلٰسِلَا سورہ دہر میں۔

۴: اَلظُّنُوْنَا سورہ احزاب

۵: اَلرَّسُوْلَا سورہ احزاب

۶: اَلسَّبِیْلَا

۷: پہلا قَوَارِیْرَ جو سورہ دہر میں ہے۔

نوٹ: اَنَاسِیَّ کَثِیْرًا' قَالُوا بَلٰی قَدْ جَآءَ نَا' اَلْاَنَامِلَ' مَنْ اَنَابَ' وَاَنَا بُوا وغیرہ یہ پورے کلمات ہیں ان میں الف وصلاً وقفاً" کھینچ کر پڑھیں گے اور ان کو انا پر قیاس کرنا غلط ہے۔

لَاتَاْمَنَّا سورہ یوسف میں یہ اصل میں لَاتَاْمُنُنَا اول نون مضموم اور دوسرا مفتوح اول کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کر دیا ادغام کے ساتھ اشمام ضروری ہے اگر اظہار کیا جائے تو روم ہو گا۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ: سورہ حجرات میں۔ اَلْاِسْمُ کے دونوں ہمزہ وصلی ہونے کی وجہ سے گر جائیں گے پہلا لام تعریف کا اور دوسرا اسم غیر مصدر کا ہے لام ساکن کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے کسرہ دے کر پڑھیں گے بِئْسَ پر وقف کریں گے اَلِاسْمُ اور لِاسْمُ دونوں طرح ابتدا کریں گے۔

چار کلمات قرآن مجید میں صاد کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں مگر ان پر چھوٹا سا سین لکھا ہوتا ہے۔ ۱۔ یَبْصُطُ سورہ بقرہ میں ۲۔ بَصْطَۃً سورہ اعراف میں

ان دونوں میں سین پڑھیں گے۔

۳۔ اَلْمُصَیْطِرُوْنَ : سورہ طور میں یہاں سین اور صاد دونوں جائز ہیں۔

۴۔ بِمُصَیْطِرٍ سورہ غاشیہ میں۔ یہاں صرف صاد پڑھا جائے گا۔

سورہ روم کے آخری رکوع میں لفظ ضُعْفٍ میں تین جگہ ضاد کا ضمہ اور فتح دونوں جائز ہیں۔

مندرجہ ذیل کلمات کا الف کسی حال میں بھی پڑھنا جائز نہیں۔ اَوْيَعْفُوْا۔ اَنْ تَبُوْاَ۔ لِتَتْلُوْا۔ لَنْ نَّدْعُوَا۔ لِیَرْبُوْا۔ لِیَبْلُوْا۔ نَبْلُوْا۔ ثَمُوْدَا دوسرا قَوَارِیْرَا سورہ دہر میں' لَاِ اِلَی اللّٰہِ' وَلَاْ اَوْضَعُوْا' اَوْلَاَاْذْبَحَنَّہٗ' لَاْ اِلَی الْجَحِیْمِ' لَاَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَھْبَۃً' اَفَائِنْ مَلَاْئِہٖ' نَبَاْیِ' لِشَاْئٍی' مِائَۃٍ' مِائَتَیْنِ میں بھی الف نہیں پڑھا جائے گا۔

## محاسن تلاوت

قاری کو دوران تلاوت درج ذیل خوبیاں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

| نمبر شمار | محاسن | تعریفات |
|---|---|---|
| ۱ | ترتیل | ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنا |
| ۲ | تجوید | حروف کو مخارج سے مع جمیع صفات کے ادا کرنا |
| ۳ | تبیین | ہر حرف کو صاف صاف پڑھنا |
| ۴ | ترسیل | حروف کو ہموار کر کے پڑھنا |
| ۵ | تحسین | لحن عرب کے موافق حسن صوت سے مع تجوید کے پڑھنا |
| ۶ | توقیر | خشوع و خضوع اور وقار کے ساتھ پڑھنا |

علامہ جزریؒ نے اپنے قول میں ان محاسن کی طرف یوں اشارہ کیا ہے

مُکَمِّلاً مِّنْ غَیْرِ مَا تَکَلُّفِ
بِاللُّطْفِ فِی النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

وَلَیْسَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ تَرْکِہٖ
اِلَّا رِیَاضَۃُ امْرِیٍٔ بِفَکِّہٖ

## عیوب تلاوت

قرآن کریم کے قاری کے لیے دوران تلاوت درج ذیل عیوب سے بچنا ضروری اور لازمی ہے۔

| نمبر شمار | عیوب | تعریفات | حکم |
|---|---|---|---|
| ۱ | ترعید | مد اور حرکت میں آواز کو ہلانا | مکروہ |
| ۲ | تنفیش | حرکات کا پورا نہ کرنا | مکروہ |
| ۳ | تعجیل | اس طرح جلدی پڑھنا کہ حروف جدا جدا سمجھ نہ آئیں | حرام |
| ۴ | تطنین | گنگنی آواز میں پڑھنا | حرام |
| ۵ | تمیز | ہر حرف کے ساتھ ہمزہ کو ملا دینا | حرام |
| ۶ | تطویل | حرکات اور مدات کو حد سے زیادہ کھینچنا | مکروہ |
| ۷ | ھمھمہ | مشدد حرف کو مخفف اور مخفف کو مشدد پڑھنا | حرام |
| ۸ | زمزمہ | گانے کے طریقہ پر پڑھنا تجوید کے ساتھ | مکروہ تحریمی |
| ۸ | زمزمہ | گانے کے طریقہ پر پڑھنا قواعد تجوید کے خلاف | حرام |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۹ | ترقیص | آواز کو نچانا تجوید کے ساتھ | مکروہ |
| ۹ | ترقیص | آواز نچانا قواعد تجوید کے خلاف | حرام |
| ۱۰ | عنعنہ | ہمزہ کو عین کے ساتھ مخلوط کر کے پڑھنا | حرام |
| ۱۱ | رکسنرہ | بے موقع ادغام کرنا | حرام |
| ۱۲ | تمضیغ | حروف کو چبانا | مکروہ |
| ۱۳ | تعوین | کلمہ کے درمیان وقف کرنا اور آگے سے پڑھنا شروع کر دینا | حرام |
| ۱۴ | حرثبہ | حرف اول کو نا تمام چھوڑ کر اگلے حرف سے شروع کر دینا | حرام |

# آداب معلم و متعلم

## آداب معلم

مسلمان ہو' عاقل ہو' بالغ ہو' دین دار ہو' یاد خوب ہو' فسق و بدنیتی سے منزہ ہو جس طرح استاد سے پڑھا ہے اسی طرح پڑھائے نیت خالص ہو کوئی دنیاوی غرض یا شہرت یا وجاہت یا مال مقصود نہ ہو اگر کوئی بدنیت اعانت لیوے اجرت کا قصد نہ ہو خوش خلق ہو دنیا کی طمع نہ رکھے سخی و حلیم ہو کشادہ رو ہو سکون و وقار تواضع اختیار کرے حیثیت لباس وغیرہ درست رکھے ممنوع لباس نہ پہنے حالت تکبر سے نہ بیٹھے حتی الامکان قبلہ رو بیٹھے باوضو ہو خوشبو لگائے اگر ممکن ہو۔ دوران تدریس داڑھی یا کپڑے وغیرہ سے نہ کھیلے جب متعلم بھولے تو آہستہ سے اس کو ٹوکے اگر خود نکال لے تو فبہا ورنہ آہستہ سے بتلا

دے۔ ریا حسد کینہ غیبت دوسرے کی تحقیر اور عجب سے بچے کشادہ مکان میں بیٹھے تاکہ طلبہ فراغت سے بیٹھیں شاگردوں کی علی قدر مراتب خاطر داشت کرے اگر حاجت ہو تو راستہ میں بھی پڑھا دے علم پڑھانے میں بخل سے کام نہ لے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو علم آگے نہ پہنچایا جائے وہ ایسے خزانے کی طرح ہے جو خرچ نہ کیا جائے۔

## آداب متعلم

نیت خالص رکھے علائق و موانع کو حتی الامکان کم کر دے وقت کو غنیمت سمجھے دوسرے وقت پر نہ ٹالے سیکھنے پر عار نہ کرے شیخ کامل کو تلاش کرے جب اس کے پاس جاوے تو کپڑے صاف ہوں ادب سے پیش آوے نگاہ حرمت سے اس پر نظر رکھے جو بتلا دے اس کو توجہ سے سنے اور یاد رکھے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو اپنا قصور سمجھے اس کے روبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے اگر کوئی اس کے استاد کو برا کہے تو حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو جب حلقے کے قریب پہنچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر شیخ کو خصوصاً سلام کرے لوگوں کو پھاندتا ہوا نہ جائے جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جاوے لیکن اگر شیخ کا اذن ہو تو مضائقہ نہیں کسی کو اٹھا کر نہ بیٹھے دو شخصوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے اور بیٹھنے میں کسی کی جگہ تنگ نہ کرے اپنے رفقا سے نرمی برتے غل نہ کرے بے ضرورت نہ ہنسے بہت باتیں نہ کرے ادھر ادھر نہ دیکھے بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہے شیخ کی بد خلقی کا برا نہ منائے اس کی تند خوئی سے اس کے پاس جانا نہ

چھوڑے نہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے اس کے کمال سے بد اعتقاد نہ ہو بلکہ اس افعال و اقوال کی تاویل کرے جب شیخ کسی کام میں لگا ہو یا ملول و مغموم یا بھوکا پیاسا ہو یا اونگھتا ہو یا اور کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو یا حضور قلب سے نہ ہو تو ایسے وقت میں نہ پڑھے جب پڑھنے کا ارادہ ہو تو اول مسواک کرے اگر پڑھنے کے دوران کوئی استاذ یا کوئی دوسرا بزرگ آوے قرآءت قطع کر کے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے یعنی آگے بڑھ کر استقبال کرے۔ (از تعلیم الوقف)

ہر طالب علم کے لیے امام شافعی رحمتہ اللہ کے یہ دو اشعار یاد کر کے عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

أَخِيْ لَنْ تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّابِستَّةٍ
سَأُنْبِيْکَ عَنْ تَفْصِيْلِهَا بِبَيَانٍ
ذَکَاءٌ وَ حِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ
وَارْشَادُ أُسْتَادٍ وَطُوْلُ زَمَانٍ

ترجمہ: اے میرے بھائی تم جب ان چھ باتوں پر عمل کرو گے تو صحیح معنوں میں علم حاصل کر لو گے۔ ذکاوت' شوق' محنت' لگن استاد کی فرمانبرداری اور حصول علم کے لیے زیادہ وقت دینا۔

نیز استاذ کے ادب و احترام کے لیے ہر طالب علم کو حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ذہن میں رکھنا چاہیے جس کا ذہن دماغ دل ایسا ہو جائے تو وہ بلند ترین مقام پر فائز ہو جائے گا۔ اس کے علم میں برکت ہو گی۔ اور اس کا فیض جاری ہو گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

جس سے میں نے ایک حرف بھی پڑھا ہے میں اس کا غلام ہوں چاہے مجھے غلام بنا لے مجھے کوئی عذر نہیں۔

محدثین کرام نے فرمایا۔ "کہ کوئی طالب علم بھی اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ وہ دل سے اپنے اساتذہ کا احترام نہ کرے۔ جو کوئی اپنے علم سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے وہ دل و جان سے اساتذہ کا احترام کرے۔

چونکہ یہ کتاب روایت حفصؒ کے قواعد میں ہے۔ دوران تعلیم طلباء امام عاصمؒ، حفصؒ، امام شاطبیؒ، علامہ جزریؒ وغیرہ کے نام سنتے ہیں تو اس وجہ سے بہتر یہ سمجھا کہ ان کے مختصر حالات ذکر کیے جائیں تاکہ طلباء ان سے مستفید ہوں۔

## حالات امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ

فاما ابوبکر و عاصم ن اسمه
امام عاصم الکو فی التابعی

### نام و نسب

آپ کا نام عاصم، کنیت ابوبکر اور والد کا نام ابو النجود ہے۔

بھدلتہ: کے بارے میں علامہ جزریؒ نے طبقات القراء میں دو قول نقل کیے ہیں۔ ایک یہ کہ بھدلتہ امام عاصمؒ کے والد کا نام ہے۔ دوسرے قول پر آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے بعض نے ابوالنجود کا نام عبد اللہ لکھا ہے علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابو خیثمہ کا قول ہے کہ ابو النجود کا نام بھدلتہ ہے علامہ حافظ

ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں امام احمد بن حنبلؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ابی النجود اور بہدلتہ ایک ہی شخصیت ہے قبیلہ کے اعتبار سے آپ اسدی ہیں۔

## آپ کی پیدائش

آپ بنی خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے آپ تابعی ہیں۔ آپ نے ابی رمثہ رفاعۃ بن یثربی التمیمیؓ اور حارث بن حسان البکریؓ کی روایت و صحبت سے مشرف ہوئے تھے اور ان صحابہ کرام سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ابی رمثہؓ کی روایت مسند احمد میں ہے۔ اور حارث بن حسانؓ کی روایت ابو عبید قاسم بن سلامؒ کی کتاب میں ہے۔

## مدت تدریس

آپ نے کوفہ میں پچاس سال تک قرآن کی خدمت کی۔ ابو عبد الرحمان سلمیؒ کی وفات کے بعد بالاتفاق ان کی جگہ پر رئیس القراء کے عہدہ پر فائز ہوئے اور کوفہ کے شیخ الاقراء تھے۔ ابو عبدالرحمان سلمیؒ کی وفات کے بعد کوفہ کی ریاست قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی۔

## اوصاف

بڑے فصیح، متقن و محقق، فاضل مجود اور تمام لوگوں سے زیادہ خوش الحان تھے۔ قرآن بڑی عمدگی سے پڑھا کرتے تھے۔ تلاوت قرآن کے بارے میں اپنی نظیر آپ تھے۔ علامہ جزریؒ نے ابوبکر بن عیاشؒ کا قول طبقات میں

نقل کیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش" کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق" کو لا تعداد مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عاصم بن ابی النجود" سے زیادہ ماہر قرآن اور عمدہ پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن آدم" حسن بن صالح" سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عاصم" سے زیادہ عبادت گزار کبھی کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

ابن عیاش" کہتے ہیں کہ مجھے امام عاصم" نے فرمایا کہ میں دو سال تک بیمار رہا لیکن جب صحت یاب ہونے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کی تو ایک حرف کی بھی غلطی نہ ہوئی۔

آپ انتہائی متقی اور عبادت گزار تھے۔ قراءۃ کے علاوہ حدیث' فقہ' نحو اور لغت کے بھی امام تھے امام احمد بن حنبل" نے آپ کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

## امام کا تقویٰ

امام عاصم" کثرت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ خصوصاً" جمعہ کے روز نماز عصر تک مسجد ہی میں رہا کرتے تھے اور نماز عصر پڑھ کر مسجد سے نکلتے تھے۔

## علامہ ذہبی

"معرفۃ القراء ا لکبار" میں فرماتے ہیں کہ امام عاصم" کے ذوق عبادت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کام وغیرہ سے جاتے ہوئے راستہ میں مسجد آجاتی تو ساتھیوں سے فرماتے آؤ دو چار رکعت نوافل پڑھ لیں اگر ٹھہر کر نماز میں کچھ وقت گزر گیا تو بہت بہتر ہے دنیا کا کام تو ہو ہی جائے گا۔

## امام عاصم کی بردباری

ابوبکر بن عیاش شعبہؒ فرماتے ہیں کہ اعمشؒ عاصمؒ اور ابو حسینؒ تینوں حضرات آخری عمر میں آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے دیکھ نہ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی امام عاصم کا ہاتھ پکڑے ہوئے لا رہا تھا کہ اس کی غفلت کی وجہ سے ایک جگہ بہت زور سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ آپ نے ذرا بھی ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔ اور اس کو کچھ نہ کہا۔

## آپ کے اساتذہ

آپ نے جن اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ان میں ابو عبد الرحمان عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی نابیناؒ زربن حبیش بن مباشہ اسدیؒ ابو عمرو سعد بن الیاس شیبانیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات کبار تابعین میں سے ہیں۔

ابوبکر شعبہؒ کہتے ہیں کہ مجھے امام عاصمؒ نے فرمایا کہ مجھے سب سے پہلے اختلاف قرآءۃ ابو عبد الرحمان سلمیؒ نے پڑھائے ہیں۔ جب میں ان سے پڑھ کر واپس لوٹتا تو زربن حبیشؒ پر بھی قرآءۃ پیش کرتا۔ حفصؒ کہتے ہیں کہ مجھے امام عاصم نے فرمایا کہ جو قرآءۃ میں نے تمہیں پڑھائی ہے وہ میں نے ابو عبدالرحمان سلمیؒ سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے حاصل کی ہے۔

جو قرآءۃ میں نے شعبہؒ کو پڑھائی ہے وہ میں نے زربن حبیشؒ سے حاصل کی ہے۔ اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے حاصل کی ہے۔

## امام عاصم کے اساتذہ کی سند

مذکورہ بالا تینوں حضرات نے عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا ہے۔ عبداللہ بن حبیب سلمیؒ اور زربن حبیشؒ نے عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ سے پڑھا ہے۔ اس کے علاوہ حبیب سلمیؒ نے ابی بن کعبؓ اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی پڑھا ہے۔

علیؓ بن ابی طالب' ابی بن کعبؓ' زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن مسعودؓ اور عثمان بن عفانؓ نے سید الانبیاء امام الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔

## امام عاصم کے تلامذہ

امام عاصم سے لاتعداد مخلوق خدا نے قرآن کریم حاصل کیا۔ چند مشہور اسماء درج ذیل ہیں۔

ابان بن تغلب' ابان بن یزید عطار' اسماعیل بن مجاہد' حسن بن صالح' حفص بن صالح' حکم بن ظہیر' حماد بن سلمہ ایک قول پر حماد بن زید' حماد بن ابی زیاد' حماد بن عمرو' سلیمان بن مہران اعمش' سلام بن سلیمان ابوالمنذر' سہل بن شعیب' ابوبکر شعبہ بن عیاش' شیبان بن معاویہ' حفص بن سلیمان ضحاک بن میمون' عصمۃ بن عروۃ عمرو بن خالد' مفضل بن محمد' مفضل بن صدقہ۔ محمد بن زریق' نعیم بن میسرہ' نعیم بن یحییٰ۔

وہ حضرات جنہوں نے قرآن کے اختلافات نقل کیے ہیں۔

امام ابو عمرو بن علاء' خلیل بن احمد امام النحو' حارث بن بنہان' امام حمزہ

زیات کوفی، حماد بن سلمتہ، حماد بن زید، مغیرہ الضبی، محمد بن عبداللہ الحرزمی، ہارون بن موسیٰ۔

## وفات امام عاصم

ابوبکر بن عیاش شعبہؒ فرماتے ہیں کہ میں امام عاصمؒ کی وفات کے وقت ان کے مکان پر حاضر ہوا تو میں نے سنا کہ آپ انتہائی تحقیق و ترتیل کے ساتھ یہ آیت بار بار پڑھتے تھے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا آپ نماز کے اندر قرآن پڑھ رہے ہوں۔ اس سے میں نے جان لیا کہ تلاوت قرآن آپ کی حقیقی عادت و فطرت بن چکی ہے۔

آپ کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے خلافت مروان کے آخری ایام میں ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ کے اوائل میں کوفہ میں وفات پائی۔ اھوازی کہتے ہیں کہ شام کو جاتے ہوئے سماوہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ سماوہ شام اور عراق کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

## تعارف ابوبکر شعبہ بن عیاش کوفیؒ

آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ کنیت اور وطن کے لحاظ سے آپ اپنے شیخ محترم امام عاصمؒ کی مانند ہے۔ علامہ جزریؒ "غاية النهاية" میں آپ کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں۔ شعبتہ بن عیاش بن سالم ابوبکر الحناط الاسدی النهشلی الکوفی، الامام العلم، راوی عاصم۔

حضرت شعبہ تین سال تک برابر امام عاصم سے تحصیل علم کرتے رہے۔

گرمی اور سردی میں ان کی خدمت میں اہتمام کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ بعض اوقات کمر تک یا اس سے بھی زیادہ پانی عبور کر کے امام عاصمؒ کی خدمت میں پہنچتے۔

حافظ ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں چار صفحات میں شعبہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور جید محدثین کرام مثلاً سفیان ثوریؒ۔ عبد اللہ بن مبارکؒ ابوداؤد طیالسیؒ، علی بن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام یحییٰ بن معینؒ وغیرہم کو آپ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ حضرت شعبہ نہایت پابند شریعت۔ متبع سنت، عابد و زاہد تھے۔ علامہ جزری نے "النشر" میں لکھا ہے کہ وَكَانَ اِمَاما " عُلَمَاءُ كَبِيْراً عَالِما " عَامِلًا مِنْ كِبَارِ اَهْلِ السُّنَّةِ حضرت شعبہ امام تھے ان کی شخصیت بہت بڑی تھے۔ عالم با عمل تھے۔ ان کی ذات حجت تھی اور وہ آئمہ سنت میں سے تھے۔

"تہذیب التہذیب" میں ہے۔ وَكَانَ قَدْ صَامَ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَّقَامَهَا وَكَانَ لَا يَعْلَمُ لَهُ بِاللَّيْلِ نوم یعنی حضرت شعبہ نے ستر سال روزے رکھے اور راتوں کو نماز میں قیام کرتے رہے یعنی رات بھر نوافل پڑھتے تھے اور سوتے نہیں تھے۔ محدث ابن حبانؒ نے فرمایا: وَكَانَ مِنَ الْعِبَادِ الْحُفَّاظِ الْمُتَّقِيْنَ یعنی شعبہ عبادت گزاروں اور متقین حافظوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت شعبہؒ نماز بہت زیادہ پڑھتے اور بہت اچھی طرح سے پڑھتے تھے۔

"تہذیب التہذیب" میں حضرت شعبہؒ کے بیٹے ابراہیمؒ سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے موت کے وقت اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ اس پر مزاحاً" فرمایا کہ اے بیٹے تیرے باپ کا کوئی نام نہیں ہے اور تیرا

باپ حضرت سفیان ثوریؒ سے چار سال بڑا ہے۔ اور تیرے باپ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور تیس سال تک روزانہ ایک قرآن ختم کیا ہے۔

ملا علی قاری شرح شاطبیہ میں تحریر کرتے ہیں۔ حضرت شعبہ نے چوبیس ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا۔ اور حضرت شعبہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے گھر کے اس کونے میں کوئی گناہ نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے اس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کل چوبیس ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہوگا۔ اور صرف اس گوشے میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہوگا۔

علامہ جزریؒ نے "غایۃ النہایۃ" میں حضرت شعبہ کی وفات جمادی الاول ۱۹۳ھ میں لکھی ہے۔ اور ایک قول ۱۹۴ھ کا ہے۔

## تعارف حضرت حفص بن سلیمان بن ابی داؤد الاسدی الکوفیؒ

امام عاصمؒ کے دوسرے راوی حفص بن سلیمان بن ابی داؤد الاسدی الکوفی الغاضری البزاز ہیں۔ آپ امام عاصم کے ربیب تھے یعنی امام عاصم کی بیوی کے پہلے شوہر سے صاحبزادے تھے۔ امام عاصمؒ نے ان کو اولاد کی طرح پالا اور خوب علم سکھلایا۔

ابن المنادی کا قول ہے کہ حضرت حفصؒ نے امام عاصمؒ کو بارھا قرآن مجید سنایا تھا۔ قراء کرام ان کو ابوبکر شعبہ بن عیاشؒ سے بڑھ کر احفظ مانتے ہیں ابوہشام رفاعی کا قول ہے۔ کہ وَكَانَ أَعْلَمُهُمْ بِقِرَاءَةِ عَاصِمٍ یعنی حفصؒ امام عاصمؒ کی قرات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اسی کا امام شاطبیؒ نے حرز

الامانی میں فرمایا ہے۔

وَ حَفْصٍ بِالْاِ تْقَانِ کَانَ مُفْضِلًا۔ "مفتاح السعادہ" میں لکھا ہے۔

وَکَانَ مُرْجِحًا عَلٰی شُعْبَۃَ بِضَبْطِ الْقِرَاءَۃِ یعنی حضرت حفصؒ کو ضبط قرآءت میں شعبہ پر ترجیح دی جاتی ہے۔

حضرت حفصؒ نے امام عاصمؒ سے عرض کیا کہ شعبہؒ بعض جگہ اس کے خلاف پڑھتے ہیں۔ جو میں نے آپ سے پڑھا ہے۔ اس کے جواب میں امام عاصمؒ نے فرمایا۔ میں نے تمہیں وہ قرآءت پڑھائی ہے۔ جو مجھے بواسطہ ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پہنچی ہے۔ اور شعبہ کو میں نے وہ قرآءت پڑھائی ہے۔ جو مجھ زربن حبیشؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پہنچی ہے۔

ابن مجاہدؒ کا بیان ہے۔ کہ حضرت حفصؒ اور حضرت شعبہؒ کے درمیان پانچ سو بیس (۵۲۰) اختلافات قرآءت ہیں۔ حضرت حفصؒ نے فرمایا کہ میں نے صرف ایک جگہ امام عاصمؒ کے پڑھائے ہوئے سے اختلاف کیا ہے اور وہ سورۃ روم کے لفظ "ضُعْف" میں ہے۔ امام عاصم اس لفظ میں حرف ضاد کو فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت حفصؒ اور حضرت شعبہؒ کو اسی طرح پڑھایا۔ حضرت شعبہؒ اس "ضعف" کے ضاد کو کو ایسے ہی پڑھتے ہیں یعنی بالفتح لیکن حضرت حفصؒ بالضم (پیش کے ساتھ) پڑھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حفصؒ نے اپنے دیگر مشائخ سے اس کو بالضم ہی اخذ کیا تھا۔

حضرت حفصؒ نے زمانہ دراز تک تدریس بالقرات کی جلیل القدر قراء ان کے شاگرد ہیں۔ جب بغداد تشریف لے گئے تو وہاں بھی درس دیا اور مکۃ

المکرمہ میں رہے تو وہاں بھی فیض جاری رکھا۔

(النشر و غایۃ النہایۃ ص ۲۵۴ جلد نمبر۱)

حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت حفصؒ کی پیدائش ۹۰ھ میں اور وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی اس طرح آپ نے نوے (۹۰) سال عمر پائی۔ اور مستفیدین و محصلین کو خوب سیراب کیا۔ کتب حدیث میں حضرت حفصؒ کی روایت کردہ چند احادیث بھی ملتی ہیں۔ مگر محدثین کے نزدیک حدیث میں آپ کا وہ مرتبہ نہیں جو قرآءت میں محدثین و قراء کے نزدیک مسلم ہے۔

حافظ ذہبیؒ "طبقات القراء" میں فرماتے ہیں۔

"قال ابن علی عامۃ احادیثہ غیر محفوظۃ قلت اما فی القراءۃ فثقۃ ثبت ضابط لھا بخلاف حالہ فی الحدیث"

یہ قبولیت خدا داد ہے کہ صدیوں سے مکاتب و مدارس میں روایت حفصؒ پڑھائی جاتی ہیں۔ اور دنیائے اسلامی میں علاوہ بلاد و مغرب کے عموماً" روایت حفصؒ پڑھائی جاتی ہے۔

حضرت حفصؒ براز یعنی کپڑے کی فروخت کا کام کرتے تھے۔ چونکہ امام عاصمؒ کی قرآءت جو کہ حضرت حفصؒ سے منقول ہے۔ ہمارے پاکستان ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ اس لیے مناسب خیال کیا کہ امام عاصمؒ اور ان کے دو راوئین قرآءت حضرت شعبہ اور حضرت حفصؒ کے حالات زیادہ وضاحت کے ساتھ نقل کیے جائیں۔

## امام حفصؒ کی سند

اس مختصر کتاب میں قواعد تجوید روایت حفص کے مطابق درج کیے گئے

ہیں جن کی روایت تقریباً پوری دنیا میں پڑھی جاتی ہے انہوں نے اس مقبول روایت کو سیدنا امام عاصم تابعیؒ سے حاصل کیا ہے امام عاصم کوفیؒ نے ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمی تابعی۔ ابو مریم زر بن حبیش مباشہ اسدی تابعی۔ اور ابو عمر سعد بن الیاس شیبانی کوفی تابعی سے قرآءت حاصل کی۔ اور ان تینوں تابعین نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت حارث بن حسانؓ سے اور ان چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت محمد رسول اللہ سے قرآن مجید حاصل کیا ہے۔

## تعارف علامہ شاطبیؒ

آپ کا نام قاسم ہے اور کنیت ابو محمد ہے بعض نے کہا ہے کہ ابو القاسم آپ کی کنیت ہے۔ اور وہی آپ کا نام ہے۔

پورا نام اس طرح ہے۔

ابو القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد الشاطبی الاندلسی الرعینی

آپ اندلس کے شہر شاطبہ میں ۵۳۸ھ کے آواخر میں پیدا ہوئے۔ آپ آنکھوں سے نابینا تھے۔ سب سے پہلے آپ نے ابو عبد اللہ محمد بن العاص نفری سے علم قرآءت میں مہارت حاصل کی۔

اس کے بعد اندلس کے ہی شہر بلنسیہ میں امام ابو الحسن علی ابن ھذیلؒ سے قرآءت سبع کی مشہور کتاب التیسیر للعلامہ ابی عمرو الدانیؒ پڑھی اور قرآءت میں خوب اجراء کیا۔ اور وہیں آپ نے علم حدیث بھی حاصل کیا اس

طرح شیخ ابو عبد اللہ محمد بن حمید سے کتاب سیبویہ، کامل للمبرد اور ادب الکاتب لابن قتیبہؒ میں خوب مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد اسکندریہ کے راستے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور اسکندریہ کے جلیل القدر علماء و فضلاء جیسے ابو طاہر سلفیؒ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ علامہ شاطبی جب قاہرہ پہنچے تو طلباء اژدہام کی شکل میں ان کے گرد جمع ہوئے اور خوب جی بھر کر استفادہ کیا۔ مصر کے حکمران قاضی فاضل نے بھی موصوف علامہ سے رابطہ کیا اور آپ کو قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ کا شیخ مقرر کر دیا۔

تدریسی میدان میں جلد ہی آپ شیخ القراءات کے طور پر صدر نشین ہو گئے اس دوران علامہ موصوف نے تصنیف و تالیف کا کام بھی کیا اور حسب ذیل قصائد تصنیف فرمائے۔

نمبرا: حرز الامانی ووجه التهانی جس میں کتاب التیسیر کا اختصار کیا ہے۔ اور اس کا ہر شعر بامعنی اور لام پر ختم ہوتا ہے۔ اشعار کی تعداد ایک ہزار ایک سو تہتر (۱۱۷۳) ہے۔

نوٹ: التیسیر۔ القراءات سبع میں امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی کی مشہور کتاب ہے۔

نمبر۲: عقیلة اتراب القصائد مصاحف عثمانیہ کے رسم میں امام دانی کی کتاب "المقنع" کا اختصار ہے اور ہر شعر راء پر ختم ہوتا ہے اور اس قصیدہ کے اشعار کی تعداد دو سو اٹھانوے (۲۹۸) ہے۔

نمبر۳: ناظمة الزہر فی علم الفواصل اس میں بھی علامہ دانی کی کتاب "البیان فی عدد آیات القرآن" کا اختصار ہے۔ اس میں آیات کا شمار و اختلاف

بیان کیا ہے۔ اور اشعار کی تعداد دو سو ستانوے (۲۹۷) ہے۔

نمبر ۴: قصیدہ دالیہ جو ابن عبد البر کی کتاب التمہید کا خلاصہ ہے جو بارہ جلدوں میں تھی۔ اس قصیدہ کے اشعار کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) ہے۔

علامہ مرحوم انتہائی متقی اور پرہیز گار تھے۔ اور اعلیٰ درجے کے صلحاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ علامہ شاطبیؒ علوم قرآن و حدیث اور لغت میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں نحو صرف اور تعبیر کے علم میں بھی ماہر تھے۔ آپ نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ جب آپ حرز الامانی کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو اس کو ساتھ لے کر بیت اللہ کے گرد کثرت کے ساتھ طواف کیے۔ اور جب دعا کی جگہ پر پہنچے تو یہ دعاء پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ الْعَظِيْمِ اَنْفَعْ بِهَا كُلَّ مَنْ قَرَاءَ هَا۔

آپ نے تقریباً ترپن ۵۳ سال کی عمر پا کر ۲۸ جمادی الثانی ۵۹۰ھ کو اتوار کے دن عصر کے بعد مصر کے شہر قاہرہ میں وفات پائی رحمتہ اللہ۔

علامہ ابو اسحاق خطیب جامع مصر نے نماز پڑھائی۔ اور پیر کے دن مقطم پہاڑ کے قریب قرافہ صغریٰ مقبرہ قاضی فاضل میں دفن ہوئے۔

قرآءت کو سب سے پہلے نظم میں لکھنے والے اول موجد ابوالحسن حصری ہیں لیکن پوری قرآءت کو سب سے پہلے نظم علامہ شاطبی ہی نے کیا ہے علامہ شاطبی کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بہت سے ائمتہ نے قرآءات پر قصیدے لکھے۔ لیکن کوئی شاطبی کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔ متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شاطبیہ کے بغیر قرآءت سبعہ پر عبور حاصل نہیں ہو سکتا یہ کتاب

مشکل ہے مگر مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پچاس کے قریب شروح و حاشیہ لکھے گئے ہیں۔ اور تقریباً" دنیا کے تمام ممالک میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کو اس فانی دنیا سے جدا ہوئے کئی صدیاں بیت گئی ہیں۔ مگر اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے وہ آج بھی زندہ ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

الجاهلون فموتى قبل موتهم
والعالمون وان ماتو فاحياء
(حسن بن علی مرغینانی)

جہلاء تو مرنے سے پہلے ہی مردوں میں شمار ہوتے ہیں اور علماء مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

افو العلم حيى خالد بعد موته
واوصاله تحت التراب رحيم

عالم مرنے کے بعد بھی جبکہ اس کی ہڈیاں تک مٹی میں مل چکی ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

## تعارف علامہ جزریؒ

کنیت۔ ابو الخیر۔ لقب شمس الدین

نام: محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف۔ نسبت الجزری دمشقی ہے۔

۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ الموافق ۱۳۵۰ء ہفتہ کی رات کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا۔ اور رمضان المبارک میں پورا

سنایا۔ اس کے بعد تفسیر حدیث ادب فقہ علم قرآءت وغیرہ۔ تمام علوم کی تکمیل کی التنبیہ فقہ شافعی کی کتاب اور التیسیر لدانی' حرز الامانی لشاطبی قراء ات کی معتبر کتب کو حفظ کیا۔ قراء ات اور احادیث میں مہارت تامہ حاصل کی۔ ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ قراء ات میں چالیس اساتذہ سے استفادہ کیا۔ آپ نے دمشق مکۃ الکرمۃ المدینۃ المنورہ۔ قاہرہ اسکندریہ کے بڑے بڑے مشائخ سے اکتساب کیا۔ تکمیل کے بعد دمشق میں شیخ القراء کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۷۹۳ھ میں شام کے قاضی مقرر ہوئے۔ پانچ سال بعد مصری سلطنت سے اختلاف ہوا۔ اور آپ روم چلے گئے۔ ۷۹۸ھ سے ۸۰۵ھ تک سلطان بایزید بن عثمان کے ہاں بروصہ میں بڑی عزت و احترام کے ساتھ رہے۔ اور تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ہزاروں کی تعداد میں علوم کے قدر دانوں نے استفادہ کیا۔ امیر تیمور لنگ نے ترکی اور روم کی سلطنت پر حملہ کر کے اس کو تباہ کر دیا۔ شاہ روم بایزید بن عثمان کو امیر تیمور نے گرفتار کر لیا اور اسی حالت میں وفات پائی امیر تیمور علماء کا قدر دان تھا۔ چند منتخب علماء کے علاوہ علامہ جزریؒ کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ شاہی لشکر کے ہمراہ ماوراء النہر کے بڑے بڑے علمی شہروں میں بھی تشریف لے گئے۔ اسی دوران بڑے بڑے علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ کیونکہ علماء کے ہاتھوں آپ کی تصانیف پہنچ چکی تھیں۔ امیر تیمور آپ کا خاصا معتقد تھا۔ آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ ۸۰۷ھ کو امیر تیمور اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ تو علامہ موصوف خراساں۔ ہرات۔ یزد۔ اصفہان سے ہوتے ہوئے ۸۰۸ھ کو شیراز تشریف لے گئے۔ شیراز کا حاکم وقت پیر محمد جو کہ امیر

تیمور کا پوتا تھا۔ وہ بھی علامہ کا انتہائی معتقد تھا۔ اس نے آپ کو شیراز ہی میں رہنے پر اصرار کیا اور قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کیا۔ ۸۲۷ کو حج کے لیے تشریف لے گئے۔ حج کے بعد وہاں سے قاہرہ تشریف لے گئے۔ اور کثیر تعداد میں طلبا و قراء نے برکت کے لیے آپ سے چند آیات پڑھ کر اجازت حاصل کی۔ اس کے بعد شیراز واپس تشریف لائے۔ ایک بہت بڑا مدرسہ دارالقرآن کے نام سے جاری کیا جس میں قرآن اور قراءت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آخری وقت تک خدمت قرآن میں مصروف رہے۔

## علامہ کے اساتذہ

الشیخ ابو محمد عبدالوہاب السلار۔ الشیخ احمد بن ابراہیم الطحان۔ الشیخ احمد بن رجب۔ الشیخ ابراہیم الحموی۔ الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن صالح الخطیب و الامام المدینۃ المنورہ۔ الشیخ ابن الجندی۔ الشیخ ابن الصائغ۔ الشیخ ابن بغدادی۔ العلامہ الشیخ عبد الرحیم الاسنوی۔ العلامہ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر و شیخ الاسلام البلقینی وغیرہم۔

## تلامذہ

علامہ موصوف سے ایک جم غفیر نے استفادہ کیا ہے۔ مشہور کے اسماء درج ذیل ہیں۔

آپ کے فرزند ارجمند الشیخ ابوبکر احمد شارح طیبۃ النشر اور مقدمہ الجزری' الشیخ محمود بن حسین بن سلیمان شیرازی' الشیخ ابوبکر بن مصبح حموی' الشیخ نجیب الدین عبداللہ بن قطب بن حسن بہقی' الشیخ احمد بن محمود بن احمد حجازی

ضریر' الشیخ محب محمد بن احمد بن ھائم' الشیخ خطیب مومن بن علی بن محمد رومی' الشیخ یوسف بن احمد بن یوسف حبشی' الشیخ علی بن ابراہیم بن احمد صالحی' الشیخ علی بن حسین بن علی یزدی' الشیخ موسیٰ کردی' الشیخ علی بن محمد بن علی نفیس' الشیخ احمد بن ابراہیم رملی' الشیخ رضوان العقبی' الشیخ نویری وغیرہم

## تصانیف

علامہ نے مختلف علوم پر تقریباً" پینتالیس (۴۵) کتب لکھیں۔

(۱) النشر فی القراءات العشر (۲) مختصر تقریب النشر (۳) الدرۃ المضیئۃ (۴) تحبیر التیسیر (۵) طبقات القراء (٦) منجد المقرئین (۷) الطیبۃ (۸) التمھید (۹) المقدمۃ الجزری (۱۰) شرح المصابیح فی الحدیث (۱۱) غایۃ المھرہ فی الزیادۃ علی العشرۃ (۱۲) الجوہرۃ فی النحو (۱۳) القراات الشاذہ (۱۴) ہدایۃ المھرۃ فی تتمۃ العشرہ (۱۵) الالغاز (۱٦) العقد الثمین (۱۷) تحفۃ الاخوان فی الخلف بین الشاطبیۃ والعنوان (۱۸) الاھتداء الی معرفۃ الوقف والابتداء (۱۹) الظرائف فی رسم المصاحف (۲۰) التوجیہات فی اصول القراءات (۲۱) حصن حصین وغیرہ

ستر سال سے زائد قرآن و علوم شرعیہ کی خدمات سرانجام دے کر ۸۲ سال کی عمر میں پانچ ربیع الاول بروز جمعہ دوپہر کے وقت ۸۳۳ھ میں شیراز میں انتقال کیا اور مدرسہ دارالقرآن ہی میں دفن ہوئے۔ جنازہ کے ساتھ علماء قراء' امراء' شرفاء کا اتنا اژدھام تھا کہ جنازہ تک پہنچنا اور اس کو چھونا ناممکن تھا۔ اللہ

تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت نازل فرمائے۔

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

ہزروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

متقدمین اساتذہ و ائمہ کے حالات و واقعات کتاب میں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان حضرات کے سوانحی حالات سے واقفیت کے علاوہ ان حضرات کے علمی کارناموں سے طلباء آگاہی حاصل کریں اور دیکھیں کہ ان حضرات نے شب و روز کی محنت سے علم کو حاصل کیا اور پھر کس طرح لوگوں میں علم کی ترویج و اشاعت کی۔

طلباء و اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ مزید متقدمین قراء علماء و اساتذہ کے حالات پڑھنے کا اہتمام کریں متقدمین اسلاف کے حالات ضرور پڑھنے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن میں متعدد مواقع پر فرما رہے ہیں۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ○ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لئے میرے والدین کے لیے اور میرے اساتذہ کے لیے روز حشر باعث نجات بنائے۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلیمن

خادم القرآن الکریم
محمد ادریس العاصم

# میری روایت حفصؒ کی سند

میں نے روایت حفص کی سند حاصل کی (۱) اپنے شفیق استاذ محترم الشیخ المقری اظہار احمد التھانویؒ سے (۲) آپ نے حضرت الشیخ المقری عبدالمالکؒ سے (۳) آپ نے استاذ القراء قاری عبداللہ مکیؒ سے (۴) آپ نے الشیخ ابراہیم سعد بن علی المصریؒ سے (۵) آپ نے الشیخ حسن بُدیرؒ سے (٦) آپ نے خاتمۃ المحققین الشیخ محمد المتولیؒ سے (۷) آپ نے الشیخ احمد الدّرّی التھامیؒ سے (۸) آپ نے الشیخ احمد سلمونۃؒ سے (۹) آپ نے الشیخ ابراہیم العُبَیدیؒ سے (۱۰) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن الاُجْھُوریؒ سے (۱۱) آپ نے الشیخ احمد البقریؒ سے (۱۲) آپ نے الشیخ محمد البقریؒ سے (۱۳) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ سے (۱۴) آپ نے اپنے والد الشیخ شحاذۃ الیمنیؒ سے (۱۵) آپ نے الشیخ ناصر الدین الطبلاویؒ سے (۱٦) آپ نے شیخ زکریا الانصاریؒ سے (۱۷) آپ نے الشیخ رضوان العقبیؒ سے (۱۸) آپ نے محقق محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ سے (۱۹) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن بن احمد البغدادیؒ سے (۲۰) آپ نے الشیخ محمد بن احمد المعروف بالصائغؒ سے (۲۱) آپ نے الشیخ علی بن شجاع المعروف بالکمال الضریر داماد شاطبیؒ سے (۲۲) آپ نے امام شاطبیؒ سے (۲۳) آپ نے الشیخ ابی الحسن علی بن ھذیلؒ سے (۲۴) آپ نے ابی داوٗد سلیمان بن نجاحؒ سے (۲۵) آپ نے امام ابو عمرو عثمان الدانیؒ سے (۲٦) آپ نے الشیخ ابی الحسن طاہر بن غلبونؒ سے (۲۷) آپ نے الشیخ ابی العباس احمد بن سہل الاشنانیؒ سے (۲۸) آپ نے الشیخ ابو محمد عبید بن الصباحؒ سے (۲۹) آپ نے صاحب الروایۃ حضرت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے۔

حضرت امام حفص کوفیؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی اسناد ہم امام حفص کوفیؒ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

# فہرست مضامین

# مصنف کی دیگر کتب

- سبحانی قاعدہ
- تحبیر التجوید (اردو)
- زینۃ المصحف (اردو)
- الفوائد السّلفیہ علی المقدمۃ الجزریہ (اردو)
- المقدمۃ الجزریہ مع تحفۃ الاطفال مترجم
- حق التلاوۃ (اردو)
- شرح فوائد مکیہ (اردو)
- ابلاغ النفع فی القراءات السبع (اردو)
- احسن المقال فی القراءات الثلاث (اردو)
- نفائس البیان فی رسم القرآن (اردو)
- الاھتداء فی الوقف والابتداء (اردو)
- اہم مسائل قربانی (اردو)
- اللّٰھم (قرآن وسنت کی دعاؤں کا مجموعہ)
- شرح طیبۃ النشر فی القراءات العشر (اردو)